قال النبي صلى الله عليه وسلم بلغوا عني ولو آية

حسب معمول حدیث مروجہ تقریر جامع ترمذی

از افاضات عالم ربانی شیخ المحدثین امام المتقین حضرت مولانا رشید احمد صاحب

گنگوہی نور اللہ ضریحہ سے ہے

نفح الشذی

سنہ ۱۳۲۸

فی حل مطالب

جامع الترمذی

سنہ ۱۳۴۷ھ

این رسالہ جو جواہر گرانمایہ ولآلی آبدار طالبان

علوم نبویہ کا سرمایہ حیات ہے تا ایندم بر منصہ شہود ظہور نمودہ بود دریں زمان تصحیح تام در

بسعی و اہتمام محمد عماد الدین انصاری غفر له الباری

مرتب و ناشر

الطبعة الأولى سنہ ۱۳۴۰ھ

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و بعثہ بشیراً ونذیراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ونبینا شانہ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ وعلیٰ الہ واصحابہ الذین ھم خلاصۃ العرب العرباء وخیر الخلائق بعد الانبیاء ٭

اما بعد، اذل الطلباء، خادم العلماء عماد الدین انصاری غفرلہ الباری، طلباء عظام اور علماء ذوی الاحترام کی خدمت میں یہ ہدیہ نفیسہ پیش کر کے امید رکھتا ہے کہ اپنے استاذ الاستاذ اور شیخ الشیخ کے یہ کلمات باعث استفادہ ہو کر اپنی سعادت کا موجب ہوں گے۔ بالخصوص وہ حضرات جن کو دارالعلوم دیوبند اور مشائخ وعلماء دیوبند سے کسی نوع کا ارتباط وتعلق حاصل ہے یا اس بے بضاعت وبے مایہ کے شریک درس رہے ہیں، اس تمہید سے علم وعمل کیلئے دعاء خیر کی یاد دلانے والے ہو جائیں۔

میرے پاس یہ نایاب اور نادر تحفہ کہاں سے آیا؟ میرا حافظہ اسکے جواب سے قاصر ہے صرف صورت یہ ہوئی، اس سال جب میں نے ایام تعطیل میں اپنے کتب خانہ کو ہوا دینے اور شعاع شمس سے روشناس کرانے کیلئے باہر نکالا تو اس میں ایک طویل وعریض لفافہ محفوظ ملا۔ جس پر سالہا سال سے میری نظر نہ پڑی تھی۔ قدرت کو اس سال یہی اور یہی منظور تھا۔ میں نے کھول کر دیکھا تو ایک قلمی تحریر حدیث کے متعلق ہے۔ ابتدا کے مطالعہ سے معلوم ہو گیا کہ جامع ترمذی کی احادیث کے متعلق جامع تحقیقات ہیں، جس وقت آخر صفحہ کو دیکھا تو لکھا ہوا پایا ٭

"تم تقریر الترمذی الذی نقلہ مولانا المولوی فتح محمد التھانوی من المولوی"

نور محمد الغفار بوقت التدریس فی خدمة مولانا رشید احمد صاحب سلمه الله الصمد الگنگوهی تاسم ذی القعدة ۱۲۹۵ھ یوم السبت بید احقر العباد سید احمد عفا الله الاحد الصمد تانڈوی سکونتاً فیض آبادی ضلعاً، دیوبندی طلباً للعلم فی الرابع من الربیع الاول ۱۲۹۶ھ یوم الاثنین ساعة احدی عشرة من اللیل "

اسوقت کی مسرت کے اظہار سے زبان وقلم قاصر ہیں قلبی کیفیت کے اظہار کی یارائی نہیں۔ ادھر انبساط وسرور سے مغلوب، ادھر اپنی غفلت پر مغموم، فوراً دل نے آمادہ کردیا کہ اسکو شائقین علوم نبویہ اور متوسلین عتبۂ عالیہ تک پہنچانے جلد از جلد سعی کیجائے۔ تاکہ بلغوا عنی الخ کی تعمیل اور کتمان کی وعید سے نجات حاصل ہو۔

لیکن افسوس اسکا تھا کہ جب ذرائع پر قدرت تھی اور ہر چھوٹی بڑی کتاب کی اشاعت آسان تھی یعنی مطبع قاسمی دیوبند کی زمام نظام میرے ہاتھ میں تھی تو کبھی میری نظر اس سے روشناس نہوئی۔ اور جبکہ اس شعبہ سے بے تعلق ہوئی اور دائرۂ شرعیات کی کتابت اور تدریس کا تعلق صوبہ پنجاب کے شہر جالندھر میں رب منان کیطرف سے عطا فرمایا گیا تو اسکے انصرام میں طبیعت کو اک گونہ فکر تھا۔ لیکن ہمت کر کے ترتیب ومقابلہ اور صحت ومطالعہ، کامل غور سے شروع کردیا۔

حضرة الحاج مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی متع الله المستفیدین بطول بقائہ سے جب تذکرہ کرنیکی نوبت آئی تو بعد اظہار مسرت کے بعد فرمایا۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ تقریر تیرے پاس کیونکر پہنچی۔ حضرت استاذ شیخ الہند نور اللہ مرقدہ نے ایک مرتبہ ترمذی شریف کا تحشیہ کرنیکا قصد فرمایا تھا، اس مقصد کیلئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریریں بھی جمع فرمائی تھیں، ان سب تقریروں میں یہ تقریر جو مولانا سید احمد صاحب مہاجر مدنی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی موجود تھی۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسکو تمام پر ترجیح دیتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ استاذی مولانا محمد یسین صاحب شیرکوٹی بقید حیات تھے۔ اور دارالعلوم دیوبند میں مدرس تھے۔ یہ تقریر انکے پاس رہ گئی اور وہاں سے

تیرے پاس پہنچیگی ،، مولانا کے اس بیان نے میرے قلب میں اطمینان پیدا کر دیا ، اور سمجھ میں آگیا کہ اسیطرح ہوا ہوگا۔

حضرت مولانا سید احمد صاحب مدظلہ ، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدرس اول دارالعلوم دیوبند کے بڑے بھائی ہیں ۔ اور آج مدینہ طیبہ میں درس دیتے ہیں ، ان ہی کے دست مبارک کا یہ مسودہ ہے جو مجھکو دستیاب ہوا ہے۔

اصل مسودہ میں میں نے کیا کیا ؟

(۱) جہاں صرف حدیث کا جزو للکر ، حضرۃ الشیخ رح کی تقریر نقل کیگئی تھی میں نے اس باب کا حوالہ دیدیا جسمیں وہ حدیث موجود ہے ۔ تاکہ اصل حدیث نکالنی سہل ہو جاوے۔

(۲) باب کے ابتدا میں صفحے کا ہندسہ بھی متذکرہ تسہیل کیلئے اضافہ کر دیا۔

(۳) بہت سی جگہ اصل مسودہ میں صفحہ کا ہندسہ موجود تھا لیکن جب میں اپنی ترمذی مجتبائی سے مطابقت کرتا تو پتہ نہ چلتا تھا ۔ (معلوم ہوتا تھا کہ ضبط تقریر کے وقت ترمذی مطبوعہ مولانا احمد علی صاحب پیش نظر تھی ۔ اور آج وہ نایاب ہے) اسلئے میں نے مطبوعہ مجتبائی کے صفحات لکھدئے کہ آجکل زیادہ اس جیسے صفحات کی ترمذی مستعمل ہے ۔

(۴) تقریر میں بعض جگہ الفاظ کی غلطی ظاہر کیگئی تھی اور صحیح لفظ بتلایا گیا تھا ، میں نے جب ترمذی مجتبائی میں دیکھا تو صحیح لفظ پایا ۔ اسلئے اس جگہ کو چھوڑ دیا۔

(۵) تسہیل کی غرض سے فہرست ابواب کا اضافہ آخر کتاب میں کر دیا۔

اسکے سوا باستثناء اغلاط کتابت ، عبارت کی تہذیب و آراستگی میں مطلق دخل نہیں دیا کہ اس میں اصل مدعا کے فوت ہونیکا اندیشہ تھا ، اور موجودہ حالت میں بہت سے الفاظ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے اداشدہ ہونگے۔

یہ امر بھی واضح و ظاہر ہے کہ کسی شاگرد کا اپنے شیخ کے مضامین کو ضبط کرنا روایت بالمعنے ہوگا ۔ اور بہت ممکن ہے الفاظ کی قبا معانی کی قامت پر جیسی چاہیئے چست ثابت نہو ۔ بالخصوص جبکہ اختلاف ملک ولسان کی خلیج بھی حائل ہو۔

نیز طالب علم کو کیسا ہی مستعد ہو ، درس کے وقت ضبط تقریر استاذ سے اسکی غرض

دستیاب ہوتا ہے اور اپنی بساط کی بموجب ضبط الفاظ میں بھی کوتاہی نہیں کرتا۔ تاہم اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ جسطرح ایک مصنف تہذیب و تہذیب الفاظ کی رعایت کرتا ہے طالب علم نہ کر سکا کہ اسکے اور اسکے مقاصد میں تفاوت ہے۔

امام ربانیؒ کے درس حدیث کی خصوصیات

آپ کے درس حدیث کی خصوصیات کا احصا، و احاطہ تو دشوار ہے، خصوصاً مجھ جیسے کیلئے جسکو چمنستان درس حدیث امام ربانی کی عطر بیز مہک سے کوئی حصہ حاصل نہوا ہو۔ ہاں کچھ بیان کرسکتے ہیں تو وہ خوش نصیب حضرات جنکو اس حدیقہ کے غنچوں کی مہک نے سرمست اور اس مائدہ کے ذائقوں نے پُر حلاوت بنادیا ہو۔ اپنے لئے تو یہی سعادت کچھ کم نہیں کہ اس دربار کی وہ آخری شعاعیں جو ظلمتکدۂ ہند کو منور اور تاریک و زنگ آلود قلوب کو مصقل بنارہی تھیں۔ چند بار حاضر ہوکر آنکھوں کو ٹھنڈا اور دلکو اسکی حلاوت سے مسرور کیا ہے۔ یا جبکہ طریقت و معرفت کا آفتاب عالمتاب اپنی آخری کرنیں ڈالتا ہوا ہمیشہ کیلئے اہل سلوک کے قلوب کو مغموم اور بے حس و حرکت بناکر دوسرے عالم کے انتظام کیلئے پیش خیمہ بنا ہو۔

تاہم بعض خصوصیاتِ درس جو معلوم ہیں عرض کرتا ہوں۔ ممکن ہے ہمارے طلبائے حدیث کے لئے باعث استفادہ ہو۔

(۱) امام ربانی قدس اللہ سرہ کے درس حدیث میں یہ خاص صفت تھی کہ طلبہ میں عمل کا شوق پیدا ہو جاتا تھا اور قلب میں اطمینان اور سکینہ جگہ پکڑ لیتا تھا۔

(۲) یوں تو آپ ہر وقت ہی باوضو رہتے مگر درس کے وقت خصوصیت کے ساتھ اسکا اہتمام فرماتے کہ ابتدا سے انتہا تک ایک حرف بھی بلا وضو نہو۔ طلبہ کو بھی باوضو رہنے کی تاکید فرماتے۔

(۳) ہمیشہ خندہ پیشانی اور انس رکھا رہتے۔ اور دوران درس میں رفع تکان کیلئے

گاہ بگاہ لطائف بھی بیان فرماجاتے ۔ جس سے طلبہ تازہ دم ہوجاتے ۔

(۴) طلبہ کے سوال پر گو کیسا ہی ہو چین بجبیں نہوتے ۔

(۵) آپکی تقریر میں طلبہ کو محویت ہوتی تہی اور دل یہی چاہتا تہا کہ سلسلۂ تقریر ختم نہو ۔

(۶) تقریر سلیس اور عام فہم ہوتی تھی جسکو عامی بھی سمجھ جاتے تھے ۔

(۷) اسناد حدیث کے متعلق پوری تحقیق ہوتی تھی ۔

(۸) اختلاف احادیث اور تعارض کے متعلق مختصر مگر جامع تطبیق ہوتی تھی ۔

(۹) آپکی بلیغ تقریر کے بعد حواشی بیکار اور طویل شروح کا لب لباب سامنے ہو جاتا تھا ۔

(۱۰) ترمذی شریف کے درس میں ترجمہ حدیث اور مسے مطابق سلیس عام فہم الفاظ میں بیان فرماتے تھے ۔

(۱۱) بقدر ضرورت اسماء الرجال ذکر فرماتے ۔ رواۃ کی توثیق وتضعیف اور اسناد میں ضروری جرح وتعدیل فرماتے

(۱۲) حدیث کی باب سے مناسبت ، اور سیاق وسباق کا ربط بیان فرماتے ۔

(۱۳) ہمیشہ طلباء کی استعداد کے مطابق کلام فرماتے ۔

(۱۴) حدیث سے مسائل کا استنباط واستخراج فرماتے ، اور دیگر مذاہب کی تقریر فرماکر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی ترجیح بیان فرماتے ۔ اور فرماتے مجھے حنفی مذہب سے خاص محبت اور اسکی حقانیت پر کلی اطمینان ہے ۔

(۱۵) آپکو نفس تقلید میں بھی تعصب کا برصنا پسند نہ تہا ۔

(۱۶) طلبہ کے عقائد واعمال کی درستی یوں تو ہر وقت ہی ملحوظ تھی ۔ لیکن درس کے وقت آپکی توجہ اسطرف بہت ہی بڑھ جاتی ، شرک وبدعت کا جابجا قلع قمع فرماتے ۔ اور توحید واتباع سنت کی موقع بموقع ترغیب دیتے ۔

(۱۷) آپ روحانی فیضان اور قلبی توجہ سے تاریک قلوب کی ظلمت دور فرماتے ، اور زنگ آلودہ دلوں کی صیقل کرتے ۔ بعض اوقات جماعت کی جماعت اور حلقہ کا حلقہ محو حیرت ہوجاتا ۔ اور تمام کے تمام آسمانی سکینہ محسوس کرتے ۔

(۱۸) علوم شرعیہ کے ضمن میں سلوک وطریقت کا شوق دلاتے تھے۔

(۱۹) آپکی نظر طلبہ کی نشست وبرخاست، حرکات وسکنات، رفتار وگفتار، چال ڈھال، وضع وقطع اور ہر ظاہری حال پر برابر قائم رہتی تھی کہ کوئی طرز خلاف شرع تو نہیں۔ اگر کسی کو اپنے پڑھے ہوئے علم پر عمل کا شائق نہ دیکھتے تو اسکی اصلاح کا زبان اور دل سے خیال فرماتے۔ اشارہ اور تصریح سے، ترغیب وترہیب سے، نرمی اور سختی سے جبتک متبع شرع نہ ہو جاتا آپکو بے چینی رہتی۔

(۲۰) جن طلبہ میں اہلیت وصلاحیت نہ پاتے لطائف الحیل سے ٹالدیتے۔ اور جن مہمانان رسول اکرمؐ میں طلب صادق، اہلیت وسعادتمندی پاتے تو انکو اپنا عزیز واولاد سمجھکر برتاؤ فرماتے۔

(۲۱) طلبہ کی مدارات اور تعظیم وتکریم فرماتے انکی ہر قسم کی خبرگیری کرتے حاجات کا انتظام فرماتے۔ فکر وغم کی حالت میں صبر وتسلی دیتے۔

سلسلۂ سند

اس احقر اور جمیع ان مخلص احباب کو جو اہر الہند دیوبند میں میرے شریک درس رہے ہیں، حضرت شیخ العرب والعجم استاذ العلم والعلماء شیخی واستاذی ملاذی وملجائی محمود العصر فرید الدہر شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ سے قراءت وسماعت واجازت حاصل ہے۔ اور حضرت الشیخ رہ کو قاسم العلوم والخیرات امام المتکلمین حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہ اور حضرت قطب العالم امام ربانی مرشدنا ومولٰنا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری اور مولٰنا محمد مظہر صاحب نانوتوی اور مولٰنا عبدالرحمن صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین رحمۃ واسعۃ کاملۃ الی یوم الدین، سے اجازت حاصل ہے جسکی صورتہ

قد حصل لی الاجازۃ والقراءۃ والسماعۃ من وحید العصر فرید الدھر المشتھر فی الآفاق بشیخ الھند شیخی واستاذی ومولائی محمود حسن الدیوبندی نور اللہ ضریحہ

انا الشيخ قاسم العلوم والخيرات مولنا محمد قاسم النانوتوی انا الشيخ الشاه عبد الغنی الدهلوی انا الشيخ المشتهر فی الآفاق الشاه محمد اسحاق الدهلوی وقال حصل لی الاجازة من مرشدنا مولنا رشید احمد الگنگوهی انا الشيخ الشاه عبد الغنی الدهلوی انا الشيخ المشتهر فی الآفاق الشاه محمد اسحاق وايضاً قال حصل لی الاجازة من مولنا احمد علی السهارنپوری ومولنا محمد مظهر النانوتوی ومولنا عبد الرحمن الپانی پتی وقال مولنا احمد علی ومن بعده اخبرنا الشيخ المشتهر فی الآفاق الشاه محمد اسحاق (هذه قطعة واحدة غير مكررة) قال حصل لی الاجازة والقراءة و السماعة من الشيخ الاجل والحبر الامجد الذی فاق بين الاقران بالتمييز اعنی الشيخ عبد العزيز وحصل له الاجازة والقراءة والسماعة من والده الشيخ ولی الله بن الشيخ عبد الرحيم الدهلوی وقال الشيخ ولی الله اخبرنا به الشيخ ابو الطاهر المدنی عن ابيه الشيخ ابراهيم الكردی عن الشيخ المزاحی عن الشيخ احمد السبكی عن الشيخ النجم الغيطی عن الزين زكريا عن العز عبد الرحيم عن الشيخ عمر المراغی عن الفخر بن البخاری عن عمر بن طبرزد البغدادی

وسند الجزء الثانی من السند مذكور فی الجامع الترمذی قبل التسمية ۔ والجزء الثالث من البغدادی الی ابی عيسى الترمذی فهو موجود بعد التسمية وتلمذ المصنف من نفسه الی صاحب الحديث صلوة الله وسلامه عليه ۔

فائدة فی القراءة والسماعة والاجازة ، قال فی المقدمة الشيخ **اعلم** ان القراءة على قسمين احدهما ان تقرأ على الشيخ وهو يسمع وثانيهما ان يقرء غيرك على الشيخ وانت تسمع ويقال فی الثانی قرأة عليه وانا اسمع والسماعة ايضاً على قسمين السماعة على الشيخ وهی ان يقرأ التلميذ ويسمع الشيخ و يعبر عنها باخبرنا فلان الخ والسماعة من الشيخ وهی ان يقرأ الشيخ ويسمع التلميذ ويعبر عنها بحدثنا فلان الخ واما الاجازة فی هذا الزمان ان يقرأ التلميذ على شيخه كتاباً كاملاً ثم بعد الختم يطلب الاجازة بكتابة السند المتعارف فيما بيننا او غيره

واما فی المنقل مین فکانت بان یکتب التلمیذ الاحادیث ویعرضها بحضرۃ شیخہ او یعرضہا بحضرتہ بدون الکتابۃ فیجیزہ الشیخ بالکتابۃ او بغیرہا واما المحدثین والاخبار فلیس بینہما فرق لغۃ وفرق المحدثون بینہما کما حررنا وقیل ان الراوی مخیر بین التعبیر بحدثنا موضع اخبرنا وبالعکس لانہ اذا قرأ علی الشیخ واجازہ بہ کان کانہ اخبرہ بہ کما اذا سمعت واقعۃ وعرضتہا علی احد فاخبرک بہا ایضاً حتی وثقت بہا تقول بعد ذلک اخبرنی بہا فلان فہذا اوجہ لمن خیر بینہما وقیل انہ لیس بمخیر بل یستعمل کل واحد منہما فی موضعہ مع تسلیم الطائفتین للتساوی فی القبول والقوۃ وقال مسلم صاحب الصحیح ومن تبعہ ان التحدیث اقوی من الاخبار وقال مالک بن انس بالعکس ویقولان بقبولہما فی التمسک والاحتجاج والفرق فی المراتب ٭

آخر میں اسقدر عرض ہے کہ اپنی طرف سے صحت ومقابلہ اور تصحیح وترتیب میں پوری جدوجہد کیگئی ہے، بربنائے بشریت اگر پھر بھی کمی ہوگئی ہو تو عرض ہے۔

وَاِذَا رَاَیْتَ اِثْمًا کُنْ سَاتِرًا وَرَحِیْمًا

اور عرض ہے کہ اس خادم کو دعاءِ خیر میں فراموش نفرمائینگے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ونبینا محمد والہ وصحبہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابواب الطہارۃ

صفحہ باب التیمم للجنب اذا لم یجد الماء قولہ ویروی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ باوجود فقاہت اور شہرت احادیث تیمم کے اسلئے تیمم کا فتویٰ نہیں دیتے تھے کہ لوگ بسبب اونے سستی کے ادنیٰ عذر پر تیمم کرنا شروع نہ کر دیں چنانچہ جب ابو موسیٰ اشعری نے اسی امر میں ان سے مباحثہ کیا تو حضرت ابن مسعود نے اپنا یہی عذر پیش کیا۔ معلوم ہوا کہ بعض امور پر باوجود جواز کے مصلحتاً فتوے نہ دینا چاہیے، یہ درحقیقت کوئی اختلاف نہ تھا۔

صفحہ باب فی المستحاضۃ قولہ قال لا انما ذلک عرق، یعنی یہ خون رگ سے ہے۔ بالوضوء سے معلوم ہوا کہ خون کا نکلنا ناقض وضوء ہے۔ اسلئے کہ اول استحاضہ کو رگوں کا خون فرمایا اور حکم وضوء کا دیا۔ رگ رگ سب برابر ہیں۔ معلوم ہوا کہ خون سب رگوں کا نجس ہے۔ اور خروج نجاست باعث وضوء ہے کما ھو مذھبنا الحنفیۃ

باب ماجاء ان المستحاضۃ تتوضأ لکل صلوۃ قولہ قال ابو عیسیٰ الخ امام احمد صاحب نے اسے احادیث تفصیل مذکورہ سے جمع کر لیا ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ تفصیل نہیں ہے بلکہ غسل اور غسلین کا حکم صرف بطور معالجہ اور احتیاط اور احوط کے تھا۔ اب وضوء لکل صلوۃ ہر مستحاضہ پر ہے اور علی ہذا یہ علاج بھی عام ہے۔

صفحہ باب فی الجنب والحائض قولہ وقال حدیث اسماعیل بن عیاش

من اہل الشام اس سے غرض تقویت اس حدیث کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے
اس حدیث کی تضعیف کی تھی کہ اسمٰعیل بن عیاش سے روایات اہل حجاز و اہل عراق کی منکر
ہوتی ہیں۔ امام ترمذی نے کہا کہ اول تو یہ حدیث روایت اہل شام سے ہے اور دوسرے
یہ کہ بقیہ (نام راوی) سے اصلح ہے۔ جیسے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کیونکہ وہ بوجہ
روایت عن الثقات منکر احادیث نقل کرتا ہے۔ جب تمہارے نزدیک وہ مقبول ہے تو
یہ طریق اولیٰ مقبول ہونا چاہیئے۔

صفحہ ۲۰ **باب** ما جاء فی الوضوء من الموطی **قولہ** یطہرہ ما بعدہ ... سائل نے یہ جب کی
تھی کہ راستہ میں گوبر وغیرہ نجاست خشک لگنے سے کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے
جواب فرمایا کہ مابعد میں رگڑنے سے پاک ہوجاتا ہے۔ کیونکہ ہر عاقل یقین جانتا ہے کہ نجاست
تر زمین پر رگڑنے سے دور نہیں ہوتی بلکہ اور پھیلتی ہے۔ پھر یہ کیونکر فرمان آنحضرت صلعم سے
صادر ہوسکتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں وارد ہے کہ بارش وغیرہ سے نجاست
رستے میں آجاتی ہے اور میرے کپڑوں میں لگ جاتی ہے۔ ... یہ وہم تھا ...
نجاست تر زمین تھا۔ اسکی تاویل بھی یہی ہے کہ نجاست رستے کے گوشوں میں ہوتی تھی وہ
بارش وغیرہ میں گھل کر بیچ میں آکر خشک ہوجاتی تھی تو زن سائلہ کو یہ وہم ہوا کہ شاید کپڑا ناپاک
ہوجاتا ہوگا آنحضرت صلعم نے یہ جواب فرمایا۔ اگر یہ تاویل ٹھیک ہے تو ضرور یہ ... کا
یہ حدیث منسوخ ہے اسلئے کہ ظاہر نصوص قرآنیہ اور عقل سلیم کے مخالف ہے

صفحہ ۲۱ **باب** التیمم حضرت ابن عباس کے قول سے معلوم ہوتا ہے
اور وجہ پر فرض ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اصل لغت میں ید بغل تک ہاتھ ہے
قطع میں کف تک ید مقرر ہونا اسلئے ہے کہ یہ محل خطر ہے۔ ورنہ ... حتی
حتی الامکان چاہیئے اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے کف تک
بخلاف تیمم کے اسمیں مرفق تک بھی ثابت ہے اور ید کا اطلاق مرفق تک
ہر دو طور پر ہے اسمیں احتیاط یہی ہے کہ مرفق تک لیا جائے۔ ... قول
کا قول ضعیف ہے۔ اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ تیمم وضو کا نائب ...

وہی ہوتا ہے جو کہ اصل کا حکم ہے۔ اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ وضو کی حد مرافق تک ہے ایسے ہی تیمم میں ہونا چاہیے۔

ابواب الصلوٰۃ

صفہ ۲ باب ما جاء فی مواقیت الصلوٰۃ قولہ فقال یا محمد ھذا وقت الانبیاء من قبلک الخ اس مقام پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کو پانچ وقت کی نماز کی تعلیم کی۔ اور یہ ارشاد کیا کہ یہ وقت پہلے انبیاء کا ہے باوجودیکہ نماز عشا کی کسی نبی کی امت پر فرض نہ تھی اسکا جواب دو طرح ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ پہلے انبیاء پر چار وقت کی نماز فرض تھی اور یہ قول جبرئیل علیہ السلام کا باعتبار اکثر اوقات کے ہے وللاکثر حکم الکل یا یہ کہ ان میں سے جو وقت انبیاء کے تھے وہ آپ کے ساتھ مشترک تھے۔ دوسرے یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یوں فرمایا ھذا وقت الانبیاء من قبلک ،، اور نماز عشا پہلے انبیاء پر فرض تھی اور خاصہ تھا۔ امت پر صرف چار ہی فرض تھیں۔

صفہ ۲۲ باب ما جاء فی تعجیل الظہر قولہ وقد تکلم شعبۃ فی حکیم یعنی شعبہ نے حکیم بن جبیر میں کلام کیا ہے بسبب اس حدیث کے جو کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی تھی من سأل الناس ولہ ما یغنیہ شعبہ نے گویا کہ حکیم بن جبیر کی تضعیف کی وجہ اسکی یہ ہے کہ شعبہ کے مزاج میں تشدید تھی ادنیٰ بات پر راوی کو ترک کر دیتے تھے۔ اس حدیث حکیم بن جبیر نے غنا کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ جسکے پاس پچاس درہم ہوں ایک وقت کا کھانا ہو۔ اور یہ ثقات کے خلاف ہے کیونکہ ثقات جو نقل کرتے ہیں اس میں غنا کے معنے ہیں کہ ،، جسکے پاس پچاس درہم ہوں ،، تو گویا منکر الحدیث ہوئے۔

صفہ ۲۲ باب ما جاء فی التغلیس قولہ ما یعرفن من الغلس اگر کوئی متوہم یہ وہم کرے کہ ایسا وقت جسمیں واقف اور دوست ملاقاتی نزدیک سے نہ پہچانا جائے

غلس کیا تمام عمر میں اس وقت نہیں نکلے۔ اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ ہم بھی
واقف عورتوں کو نہیں جان سکتے تھے پس اس حدیث کے بیان سے ہوئے جواب [illegible]
یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں عورتیں مردوں سے پیچھے جدا کھڑی تھیں [illegible]
بعض روایات میں منصوص ہے۔ اور مسجد نبوی اسوقت میں ست درجہ چھپی ہوئی تھی
فجر کے وقت ایسی تاریکی موجود رہتی تھی کہ جسمیں پاس والا آدمی معلوم نہیں ہوتا تھا [illegible]
سے امام شافعی صاحب کے استدلال کا جواب مستفاد ہوا کہ در حقیقت [illegible]
بسبب زیادہ درجوں کے نور کا اثر اندر نہیں جاتا تھا تو یہ غلس [illegible] کے منافی نہیں ہے

صفحہ۲۲ **باب** ما جاء فی الوقت الاول من الفضل **قوله** ما صلی رسول [illegible]
الله علیه وسلم صلوة لوقتها الآخر مرتین حتی قبضه الله۔ اگر یہ کہا جاوے [illegible]
سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے کبھی دو دفعہ نماز آخر وقت میں نہیں پڑھی [illegible]
ہے کہ حضرت نے دو دفعہ نماز اخیر وقت میں پڑھی ایک دفعہ حضرت جبرئیل [illegible]
کے ساتھ دوسری دفعہ جب ایک شخص کو تعلیم دیتے تھے۔ [illegible] جواب [illegible]
یہ ہے کہ اپنے اختیار سے دو دفعہ نہیں پڑھی۔ ایک دفعہ جبرئیل علیہ السلام نے پڑھائی [illegible]
اختیاری نہ تھی اور دوسری تعلیم کیواسطے۔ یہ بھی اختیاری نہ تھی کیونکہ تعلیم آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی۔

صفحہ۲۲ **باب** ما جاء فی النوم عن الصلوة **قوله** وقال بعضهم لا یصلی [illegible]
الشمس۔ ہمارے امام صاحب کا یہی مذہب ہے۔ اور امام شافعی وغیرہ [illegible]
سے استدلال کرتے ہیں فلیصلها اذا ذکرها۔ یہ عام ہے اس سے معلوم ہوا [illegible]
جونسا وقت ہو اسمیں نماز پڑھ لیں۔ جواب اسکا یہ ہے کہ جیسے یہ عام ہے [illegible]
نہی بھی عام ہے اور ظاہر اسکے معنی یہ ہیں کہ جب بیدار ہوئی تو فوراً پڑھ لے [illegible]
بھی ہو یا نہ ہو۔ تو ضرور یہ کہا جاوے گا۔ الشیٔ اذا ثبت ثبت بجمیع لوازمہ [illegible]
نماز مشتمل ہے وضو وغیرہ شرائط پر ویسے ہی ہم کہینگے کہ منجملہ ان کے [illegible]
ہے یہ قید بھی محفوظ ہونی چاہیئے بغیر الاوقات المنهية عنها۔ اور علاوہ [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کو دو دفعہ یہ موقع پیش ہوا۔ مع ہذا عند الطلوع نماز کو نہیں پڑھا۔ پس نہی کی حدیث اپنے عموم پر رکھنی چاہیے۔ اور اسکو خاص کرنا چاہیے بغیر الاوقات المنہیۃ المکروہۃ کے ساتھ۔

صہ۲۵ **باب** ماجاء فی الرجل تفوتہ الصلوٰۃ امام صاحب کے نزدیک پانچ تک ترتیب درمیان فوات اور ادا کے واجب ہے۔ اور جب چھ ہو جاویں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ صرف فوات میں باہم ترتیب ضرور ہے ادا کے ساتھ ضروری نہیں۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ جب قضا نمازیں کثیر ہو جاتی ہیں اسوقت انمیں ترتیب ملحوظ کریں ادا کی فوت کا خوف ہوتا ہے اسلئے ادا کے ساتھ ترتیب ضروری نہیں۔ باقی رہا کہ چھ کثیر کیونکر ہو جاتی ہیں؟ یہ صحابہ کے قول سے معلوم ہوا۔ کہ جب شئی مکرر ہو جاتی ہے اسوقت اسکو کثیر کہا جاتا ہے۔

باب ماجاء فی الصلوٰۃ الوسطیٰ اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس نماز کیواسطے فرمایا ہے وہ واقع میں ایک ہے۔ اور حدیث میں اکثر عصر کے واسطے مقرر کیا ہے۔ اور بعض روایات اور نمازوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ہر ایک نماز بعض اعتبار سے وسطیٰ ہو سکتی ہے۔ گو فی علم اللہ ایک ہے۔ ان اختلاف روایات میں یہ حکمت ملحوظ ہو گئی کہ امتی لوگ ہر یک نماز کی حفاظت کریں۔

باب ماجاء فی کراھیۃ الصلوٰۃ بعد العصر و بعد الفجر قولہ قال شعبۃ لم یسمع قتادۃ عن ابی العالیۃ الا ثلثۃ اشیاء۔ اس قول سے حدیث ہذا کی توثیق منظور ہے۔ کیونکہ وہم تھا کہ شعبہ نے قتادہ سے روایت نہیں کی۔ قال لا ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس بن متی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کل انبیاء سے افضل ہونا محقق ہے۔ پس اس قول کے کیا معنی ہیں۔ جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص اپنی نسبت یہ نہ کہے کہ میں یونس سے بہتر ہوں۔ یا یوں کہا جاوے کہ کوئی شخص بغیر توقف مجھکو یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یونس علیہ السلام پر فضیلت نہ دے۔ یا یوں کہا جاوے کہ میری افضلیت اسقدر

پریشان نہ کرے کہ جسمیں انکی تحقیر نکلے **قولہ** قال ابو عیسیٰ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ الخ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے حدیث نہی عن الصلوٰۃ بعد العصر کی منقول تھی اور معہذا حضرت صلعم نے بعد عصر کے دو رکعت نماز پڑھی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسکی تاویل کی کہ بحرین سے جزیہ کا مال آیا تھا اور فقراء لوگ اسوقت بہت محتاج تھے۔ یہ سنکر اپنے حصے کیواسطے جیسے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ظہر کی چھوڑ کر مال تقسیم کرنا شروع کیا۔ حتی کہ وقت گذر گیا۔ پھر عصر کے بعد ان دو رکعتوں کو پڑھا اور اعادہ نہ کیا باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قضا نوافل بھی ضروری تھی۔ معلوم ہوا کہ قضاء جائز ہے۔ کما ہو المشہور۔ باقی رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو فرماتی ہیں کہ حضرت جب میرے گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے دو رکعت بعد عصر کے پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد نماز عصر کے نفل جائز ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جب صحابہؓ نے اس روایت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا تو کوئی آدمی انکی خدمت میں بغرض تحقیق بھیجا درجواب ان کے فرمایا کہ مجھے تحقیق نہیں ام سلمہ سے دریافت کرو۔ جب ان سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں نے سوا ایک بار کے کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہؓ کی دو روایت خود متعارض ہیں۔ اذا تعارضا تساقطا و بقی النہی علی حالہ۔ یا یوں کہا جائے کہ حضرت عائشہؓ سے سہو ہوا۔ یا یوں کہا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ظن غالب تھا کہ حضرت جس فعل کو شروع کرتے ہیں ہمیشہ اسکو کیا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ پڑھتے دیکھکر اپنے ظن سے دوام کا حکم لگا دیا۔ یا یوں کہا جاوے کہ یہ خاصہ حضرت کا تھا اسلئے عوام کو منع کیا اور خود پوشیدہ گھر میں پڑھتے ہوں۔ فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ اور باقی ائمہ کے نزدیک مکہ معظمہ مستثنیٰ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

صفحہ ۲۶ باب ما جاء فی الصلوٰۃ بعد العصر۔ اور حضرت حسن کی روایت سمرہ سے اسمیں یہ احتمال تھا کہ منقطع ہو۔ اسلئے کہ یہ سب روایات کو معنعن بیان کرتے

ہیں - اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی راوی معنعن بیان کرے اور بہیں سمعت اور اخبرنی اور حدثنی نہ کہے وہ منقطع ہوتی ہے - اور اگر کہیں سماع ثابت ہو جاوے تو سب روایات متصل ہو جاتی ہیں - اسلئے ترمذی نے ان اقوال سے حضرت حسن کا سماع حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا -

باب ماجاء فیمن ادرک رکعۃ من العصر الخ اس سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ جس نے ایک رکعت نماز پائی گویا اسکو تمام عصر مل گئی - مگر ادراک کلی مشکک ہے ادراک یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ثواب ملجائے - کیونکہ مباورت کی ہے - اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ عصر کا وقت گویا اسکو ملگیا - اسلئے امام صاحب کے نزدیک یہ ہو کہ جب وقت مکروہ آگیا اسوقت انقص اور ناقص سب برابر ہیں - جیسے شرح میں اعدل اور عادل برابر ہیں - پس اگر باقی غیر وقت میں پڑھے گا غایت ما فی الباب انقص ہو گی اور ناقص وقت میں شروع کی تھی اگر انقص ادا ہوئی کچھ حرج نہیں اسلئے اسکو تمام کر اور احتیاطاً پھر تکمیل کرے - بخلاف فجر کے کہ اسکا تمام وقت کامل ہے - اگر طلوع ہو گا تو گویا کامل کو ناقص میں ڈالا اور ناقص اور کامل میں فرق ہے -

باب ماجاء فی الجمع بین الصلوتین بغیر عذر، قولہ حدثنا ھناد الخ یہ حدیث ان احادیث ثلثہ میں سے ہے جو کہ اس کتاب میں غیر معمول بہا ہیں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جمع بین الصلوتین " اور وہ دو تین طرح پر ہو سکتا ہے - ظہر اور عصر ظہر کے وقت میں ہوں یا دونوں عصر کے وقت میں - یا صورتاً جمع ہو - یعنی ظہر اپنے آخر وقت میں ہو اور عصر اپنے اول وقت میں ہو - اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول " اراد ان لا تحرج امتہ " بھی اس امر پر قرینہ قویہ نہیں ہو سکتا کہ جمع حقیقی مراد ہے - اسلئے کہ جمع صوری میں بھی رفع حرج ہے - کیونکہ اگر دو دفعہ نماز کا اہتمام کیا جاوے تو زیادہ وقت صرف ہوتا ہے - بہ نسبت اسکے کہ ایک دفعہ صورتاً جمع کر لیا جاوے - چنانچہ ہمارے امام صاحب نے اسی پر حمل کیا ہے کہ یہ فعل آنحضرت صلعم کا بیان جواز کے لئے تھا - اور دوسرے یہ کہ خود ابن عباس

ہے اسکے خلاف حدیث ہی منقول ہے۔ حدثنا ابو سلمۃ یحیی بن خلف الخ ہر چند وہ
حدیث ضعیف ہے مگر معارضہ کا شبہ موجود ہے اور یہ آیت ۔۔ ان الصلوۃ کانت
علی المومنین کتابا موقوتا ۔۔ تو اس امر پر نص ہے کہ کوئی نماز وقت سے پس و پیش
جائز نہیں ہوتی۔ قطع نظر آیت سے۔ یہ دوسری حدیث ہر چند ضعیف ہے مگر معمول بہ
ہونے سے قوی ہو کر معارضہ کر سکتی ہے کما فی اصول الحدیث۔ اور تیسرے یہ کہ جمع
صوری کی تاویل کی حدیث جب شعثا شاگرد ابن عباس کے سامنے پیش ہوئی
تو انہوں نے فرمایا کہ ۔۔ اظنہ ۔۔ معلوم ہوا کہ پہلے لوگ اسکی تاویل کرتے چلے آئے
ہیں۔ اور چوتھے یہ کہ اگر بالفرض جمع حقیقی بھی اس سے مستفاد ہو تو لیطو جواز کے ہو گی
ارجح اور اولی بہر حال عدم جمع ہے۔ پس احتیاط یہی تقاضہ کرتی ہے کہ جمع نہ کیجائے۔
قولہ وقد روی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ ابن عباس سے
اسکے خلاف حدیث منقول ہے جسکا بیان یہ ہے۔ حدثنا ابو سلمہ الخ

باب ماجاء فی بدء الاذان ۔ اصل میں قصہ یوں ہے کہ لوگ نماز میں ندا نہ ہونے
سے آتے تھے اسلئے بہت لوگ نماز میں شامل نہ ہو سکتے تھے۔ صحابہ سے مشورہ ہوا کہ
کوئی اعلام نماز کیلئے ہونا چاہیئے۔ کسی نے آگ کو تجویز کیا۔ کسی نے ناقوس کو کسی نے
سینگ کو۔ چونکہ سب میں تشابہ بالکفار تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ۔۔ الصلوۃ الصلوۃ جامعۃ
پکارا کرو۔ اس مشورے کے بعد عبد اللہ بن زید کو خواب میں اذان کی تعلیم ہوئی۔ والقصہ
وحی سے ہی اذان نازل ہو چکی تھی۔ مگر حضرت نے ہنوز بیان نہیں فرمایا تھا کہ عبد اللہ
بن زید نے اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت نے بسبب توافق وحی کے تصدیق فرمائی۔ و حضرت
عمرؓ نے اپنا وہی خواب بیان کیا جو کہ عبد اللہ بن زید کو معلوم ہوا تھا۔ حضرت نے فرمایا
۔۔ فللہ الحمد ای ذلک احق لتسکین یردی بان من امتی رجال یوافق رویاھم یا وحی
پس مندفع ہوا یہ وہم کہ حضرت نے ارشاد بنی علی خواب کی کیوں تصدیق فرمائی۔ اور دوسرے
خواب کو فذلک اثبت کیوں فرمایا۔ قولہ وذکر فیہ قصۃ الاذان مثنی مثنی
ہر چند بعض کلمات باعتبار تعداد کلمات کے زیادہ ہیں۔ مگر باعتبار نوع سنن

کے کہ اللہ اکبر اور شہادتین، جو دو دو دفعہ کہی جاتی ہیں ایک ہیں۔ امام صاحب اور امام شافعی صاحب میں باہم نزاع ہے۔ امام صاحب کے نزدیک دونوں مثنیٰ مثنیٰ ہیں۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اقامت مرۃً ہے۔ اور علی ہذا امام مالک رح کے یہاں بھی۔ لیکن امام صاحب نے جب دیکھا کہ جانبین میں رواۃ ثقات ہیں اور زیادتی ثقات کی معتبر ہوتی ہے اسلئے اقامت میں بھی مثنیٰ کو اختیار کیا۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک گو یہ قاعدہ مسلم ہے۔ مگر انہوں نے اپنے نزدیک اسی روایت کو راجح پایا۔ اور امام مالک صاحب اپنے قاعدہ پر چلے کہ اہل مدینہ کی حدیث انکے یہاں سب سے راجح ہوتی ہے۔

باب ما جاء فی الترجیع۔ ترجیع کے معنی یہ ہیں کہ اشہد ان محمداً رسول اللہ تک کہکر پھر باآواز بلند رجوع کرے، "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" ایسے ہی "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الخ" جانبین میں احادیث معتبر ہیں۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ حدیث ترجیع کی منسوخ ہے مگر یہ جواب محض غلط ہے۔ اسلئے کہ ناسخ کو منسوخ پر تقدم نہ ہونا چاہئے۔ اور یہاں یونہی ہے کہ اذان بلا ترجیع ابتداء اسلام میں تھی۔ اور با ترجیع بعد فتح مکہ کے۔ لہذا عمدہ جواب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طائف شریف بعد فتوح کفار سے واپس آئے۔ اور لشکر اسلام باہر شہر مکہ کے فروکش ہوا۔ شہر کے لڑکے بطور تماشے کے لشکر دیکھنے کو باہر گئے۔ چونکہ اسوقت اذان ہو رہی تھی اسلئے سب نے تمسخر و استہزاءً نقل کرنا شروع کیا۔ ابو محذورہ سب سے بلند آواز تھے۔ حضرت نے سب لڑکوں کو طلب فرمایا۔ بعد تحقیق معلوم ہوا کہ بلند آواز ابو محذورہ کی ہے۔ حضرت نے انکو اپنے پاس بٹھایا۔ باقیوں کو رخصت فرمایا۔ اور انکو اذان تعلیم کی۔ چونکہ پہلے منافقانہ مسلمان تھے اور خدا کو مانتے تھے مگر دل سے رسالت اور وحدانیت کے منکر تھے۔ اسلئے اللہ اکبر باآواز بلند کہا۔ مگر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه دبی زبان سے کہا۔ اسلئے آنحضرت نے انسے اعادہ ان کلمات کا کرایا۔ اور بعدہ ان کے سر اور سینے پر ہاتھ پھیرا۔ وہ پختہ مسلمان ہوگئے۔ اور انکو حکم دیا کہ تم مکے میں اذان کہا کرنا۔ انہوں نے ویسی اذان لوگوں سے نقل کی۔ اور یہ قصہ ان سے خود منقول ہے۔ چنانچہ

فرمائے ہیں وہ کتنے مستبعد ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ امام صاحب نے اس زیادتی کو نہیں لیا پس ملا علی قاری کا یہ اعتراض شافعیہ کی طرف سے کہ ہو سکتا ہے کہ بند ہیں اذان بلا ترجیع ہو اور بعد ہ بذریعہ وحی کے حضرت کو معلوم ہوا ہو منسوخ ہو گیا۔ تمام ہو گئی ہے

صفحہ باب ما جاء فی ادخال الاصبع الاذن عند الاذان بعض نے کان میں انگلی ڈالنے کی یہ وجہ خیال کی ہے۔ کہ جب کان بند ہو جاتے ہیں تو آواز خوب نکلتی ہے۔ مگر بعض وجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کان میں انگلی دینے سے نزلہ گرنے سے موذن محفوظ رہتا ہے۔ قولہ اراہ قال من اذن۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے یہ گمان ہے کہ میرے استاد نے من اذن بھی کہا تھا کہ کئی لفظ پرسوں سے قبل یعنی سے پہلے گویا میں اب انکی خوبی سے یقین کو دیکھ رہا ہوں اور وہ بات میری نظر میں گڑی ہوئی ہے باب ما جاء ان من اذن فھو یقیم قولہ قال دبلال ان یقیم۔ اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ حضرت بلال ہمیشہ اذان فجر کی پڑھتے تھے اور اقامت بھی اور انکو یہ خیال تھا کہ جو شخص دائمی موذن ہو وہ بہ نسبت دوسرے کے حق ہے۔ اگر چند روز غائب ہو اور اسکی غیبت میں دوسرا شخص اذان کہے پھر بھی اسکا حق اقامت میں باقی رہتا ہے چنانچہ اسی گمان پر باوجود اذان کہنے حارث صدائی کے حضرت بلال نے اقامت کہنی شروع کی۔ ورنہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دوسرے کے حق میں تصرف کرتے۔ معلوم ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کہتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت بلال کو معلوم نہ ہوا سو جہ سے اقامت کہنا شروع کیا۔ یہ وجہ نہیں کہ ہمیشہ کہتے تھے۔ اپنا حق سمجھکر اقامت کہنے لگے تھے۔ تو اس سے ہم اس امر میں تطویل نہ کرینگے۔ کیونکہ ابو داؤد میں حدیث وارد ہے۔ جس سے انکا موذن ہونا ثابت ہوتا ہے۔

صفحہ باب ما جاء فی کراہیۃ الاذان بغیر وضوء۔ یہ بھی کراہت تنزیہی پر محمول ہے کیونکہ جب قرآن مجید وغیرہ اذکار محدث کو جائز ہیں تو اذان کے حرام ہونے کی کوئی وجہ خاص نہیں ہو سکتی

باب ما جاء فی الاذان باللیل قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث غیر محفوظ۔ حاصل یہ ہے کہ امام صاحب اور امام شافعی صاحب میں اختلاف ہے کہ اگر اذان قبل وقت ہو تو اسکا اعادہ ضروری ہے یا نہیں۔ امام شافعی صاحب کے نزدیک ضروری نہیں اور انکی سند بھی حدیث ابن مکتوم کی ہے۔ وجہ استدلال کی یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بلال رات کو اذان کہتا ہے یا کہا کریگا اسکی اذان پر اکل و شرب چھوڑ دیا کرو۔ ابن مکتوم کی اذان سے کھانا ترک کیا کرو۔ اگر اذان رات کی فجر کے واسطے منع ہوتی تو یوں فرماتے اور پچھلی رات کو اور نماز فاسد اذان کے نہیں جسکے واسطے وہ اذان حضرت بلال کی ہی جاوے۔ معلوم ہوا کہ قبل الوقت اذان جائز ہے۔ اور اعادہ ضروری نہیں۔ اور امام صاحب کی دلیل حماد کی روایت ہے۔ بدیں وجہ کہ حضرت بلال نے رات کو اذان کہدی آپ نے انکو حکم دیا کہ ان العبد نام یعنی جا کر عذر کردو کہ بندہ نیند میں بھول گیا تھا۔ رات کو سوتے سوتے خیال ہوا کہ شاید صبح ہو گئی اس خیال سے اذان قبل الوقت مجھسے ہو گئی۔ اگر اذان قبل الوقت جائز ہوتی تو اس اعتذار کی کیا حاجت تھی۔ اب صاحب ترمذی کو مشکل پڑی کہ اس حدیث سے خلاف معلوم ہوتا ہے باوجودیکہ رواۃ جانبین کے ثقہ ہیں تو گویا تعارض ہوا۔ صاحب ترمذی نے جواب دیا کہ ھذا الحدیث غیر محفوظ۔ یعنی یہ حدیث محفوظ نہیں اور پہلی حدیث محفوظ ہے غیر محفوظ صطلاح محدثین میں اسکو کہتے ہیں کہ ثقہ اوثق کے اور کئی ثقات کے خلاف روایت کرے۔ اور منکر اسکو کہتے ہیں کہ غیر ثقہ خلاف ثقہ کے روایت کرے۔ اور محفوظ اور غیر محفوظ جب مقابل ہوں تو محفوظ معمول بہ ہوتی ہے۔ چونکہ حماد وغیرہ روات حدیث ثقہ ہیں حضرت امام کی تضعیف کیجاوے اسلئے ان کی توجیہ کی کہ اسطرف بہت ثقات ہیں اور اسطرف ایک ثقہ۔ شاید حماد سے سہو ہو گیا ہو۔ اور اسی حدیث مقطوع کو جو کہ عبد العزیز سے منقول تھی سہواً ابن عمر کیطرف منسوب کیا۔ امام صاحب کیطرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ حضرت بلال کا موذن فجر ہونا ثابت ہے۔ کم مرتبہ جب انسے صدور روایت معلوم ہوا کہ وہ اذان جائز نہ تھی۔ اور حدیث ابن ام مکتوم سے صاف

ظاہر ہے کہ پہلی اذان صبح کو کافی نہ تھی اسلئے ابن ام مکتوم سے دوسری اذان کہلوائی جاتی تھی۔ اور حضرت بلال کا رات کو اذان کہنا اسلئے تہا کہ لوگ تہجد کے لئے بیدار ہوجاویں چنانچہ اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلال کی اذان سے لیٹا بیٹھ جائے اور سوتا جاگ جائے تو یہ حضرت بلال کا اذان دینا دائمی نہ تہا بلکہ خاص رمضان میں تھا۔ اور اسوقت صبح کے موذن ابن ام مکتوم تھے۔ اور حضرت کو منع کرنے سے یہ غرض تھی کہ لوگ رات کو بیدار ہوجایا کریں۔ یا کوئی اور حکمت تھی۔ اور جن دنوں حضرت بلال سے معذرت کرائی گئی تھی ان دنوں فجر کے موذن حضرت بلال تھے۔ اور ان کا فجر کا موذن ہونا ثابت ہے۔ اور یہ حدیث سے مستفاد نہیں ہوتا کہ ہمیشہ رات کو کہا کرے گا پس معلوم ہوا کہ اس حدیث کا مورد وہ وقت ہے کہ جسمیں حضرت بلال فجر کے موذن تھے۔ اور یہ کچھ بعید نہیں کیونکہ جب حدیث شریف میں یہ ہے کہ جو شخص سات برس اذان کہے وہ نار دوزخ سے بری ہے۔ اسوقت سب صحابہ کو موذن ہونے کا شوق تہا اسیواسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قرعہ ڈال لیا کرو۔ پس تعارض نہ ہوا۔ اور امام صاحب کا مذہب بھی ثابت ہوا۔ اور کسی بڑے نقد کو سہی کہنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ باقی شافعیہ کیطرف سے یہ اعتراض ہوسکتا ہے۔ کہ باجماع اذان صلوۃ مکتوبہ کے واسطے مشروع ہوئی ہے۔ تہجد کیواسطے اذان کا ہونا کہیں ثابت نہیں۔ اسکا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ سنیت اذان کی شب بیداری مکتوبہ کے ساتھ مختص ہو اور تہجد کے واسطے بطور اباحت یا استحباب کے ہو۔

باب ما جاء فی کراھیة الخروج من المسجد قوله قال ابو عیسی حدیث حسن ومن له عذر الخ چونکہ ابراہیم نخعی پر اعتراض وارد ہوتا تہا کہ انہوں نے خلاف حدیث کے کیونکر کہدیا۔ ان کے قول کی توجیہ کردی کہ یہ ہمارے نزدیک اس شخص کے واسطے ہے کہ جسکو عذر خروج کا ہو۔ اور جب اقامت ہوجاوے تو سوائے صاحب عذر کو بھی نہ جانا چاہئے۔ کیونکہ اس میں بہت مطعون ہونے کی بات ہے۔

باب ما جاء فی الاذان فی السفر **قولہ** فاذنا واقیما تغلیباً فرمایا اسلئے کہ کوئی اذان کہتا ہے اور کوئی کہلواتا ہے۔

صفحہ۲ **باب** ما جاء فی فضل الاذان **قولہ** قال ابو عیسیٰ سمعت الجارود یقول سمعت وکیعاً الخ اس میں لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب پر سخت طعن کیا کہ اہل کوفہ کی حدیث صرف جابر جعفی سے منقول ہے اور وہ ضعیف ہے، حاشا وکلا حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی طعن نہیں۔ کیونکہ وہ خود جابر کو رد کرتے ہیں اور باسناد منقول ہے کہ فرماتے تھے۔ کہ میرے نزدیک جعفی کی حدیث مقبول نہیں ہے علاوہ اسکے سفیان ثوری جو ان کے نزدیک بہت مسلم ہے وہ اسکو مقارب الحدیث فرماتے ہیں۔ اگر طعن ہو تو سفیان ثوری پر ہے۔ اور یہ کسکا منہ ہے کہ سفیان ثوری پر اعتراض کرے۔ نہیں بلکہ یہ قضیہ مہملہ کے طور پر ہے۔ بعض لوگ غیر مستند اسکی احادیث کو قبول کرتے تھے نہیں پر طعن ہے۔ اور یہ حماد بن زید ہے۔

قولہ قال ابو عیسیٰ وسمعت ابا زرعۃ یقول الخ ہر چند منقطع ہے مگر چونکہ ایکدفعہ سماع ان کے نزدیک ثابت ہے اسلئے انہوں نے اسکو ترجیح دی۔ اور اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انقطاع کو خیال کیا۔

باب ما جاء فی کراھیۃ ان یاخذ المؤذن علی الاذان اجراً الخ ہر چند متقدمین تک یہی امر تھا۔ مگر متاخرین نے جب دیکھا کہ اگر ایسا ہی رہا تو احکام شرعیہ بالکل فوت ہو جاوینگے۔ اسلئے کہ فی زمانا شوق و ذوق عبادات کا نہیں ہے۔ بدیں ضرورت عبادت پر اجرت کو جائز کہا معلوم ہوا کہ اس استفتا کی وجہ ضرورت تھی۔ اس پر قیاس کرکے آجکل جیسے قرآن شریف وغیرہ پر اجرت لیتے ہیں بالکل جائز نہیں۔ کیونکہ کوئی ضرورت داعی نہیں۔

صفحہ۳ **باب** ما جاء فی فضل الصلوٰت الخمس **قولہ** کفارات لما بینھن مالم یغش الکبائر یعنی اگر کبائر بیچ میں نہ ہوں بلکہ صرف صغائر ہوں تو یہ نماز کفارہ ہو جاتی ہیں اور کبائر ہو جاویں تو پھر کبائر باقی رہتے ہیں اور صغائر کا کفارہ

ہو جاتے ہے۔ اور یہ مطلب نہیں کہ اگر کبائر بیچ میں نہوں تو صغائر کا کفارہ ہو جاتی ہیں اور اگر ہوں تو نہیں جیسے ظاہرا معلوم ہوتا ہے۔

باب ماجاء فی فضل الجماعۃ بعض روایات میں ستائیس ۲۷ درجے فضیلت کے بیان کئے اور بعض میں پچیس ۲۵ اور اس میں کچھ منافات نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پہلے آنحضرت صلعم کو پچیس ۲۵ درجے فضیلت معلوم ہوئی ہو۔ اور بعد اسکے ستائیس درجے بذریعہ وحی کے معلوم ہوئی ہو۔ اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پچیس ۲۵ درجہ فضیلت محض فضل ربی ہو اور ایک درجہ ثواب اجتماع کا اور ایک درجہ ثواب استفادہ فرض کا ہو اور بعض روایت میں محض اول کا بیان کیا گیا۔ اور بعض میں یعنی ان دو درجات کا بیان کیا گیا۔ فلا منافاۃ۔

باب ماجاء فیمن سمع النداء فلا یجیب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت سنت موکدہ ہے بلکہ واجب ہے۔ اسلئے یہ تغلیظ کہ ان آدمیوں کو جلا دوں جو کہ جماعت میں نہیں آتے۔ بغیر واجب کے نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کہ آدمی کا جلانا کسی حالت میں جائز نہیں۔ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ دوسری جماعت جائز نہیں۔ اسلئے کہ اگر دوسری جماعت کو فضیلت یا جواز ہوتا تو آنحضرت صلعم یہ فرماتے کہ میری مسجد میں جماعتِ نماز کھڑی ہو اور میں جا کر ان لوگوں کو جلا دوں۔ بلکہ یوں فرماتے کہ جماعت کھڑی ہو اور لوگوں کا انتظار کروں۔ اگر وقت میں حاضر ہو کر انہوں نے جماعت کرکے نماز پڑھ لی تو فبہا ورنہ جا کر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ اسلئے کہ آدمی کو آگ میں جلانا ایسی آسان بات نہیں کہ باوجود فضیلت اور جماعت ثانیہ اور ثالثہ کے جلدی کیجاوے۔

قولہ قال مجاھد وسئل ابن عباس رضہ عن رجل یصوم النہار الخ اس حدیث کی یہ بھی تاویل ہو سکتی ہے کہ جب جماعت واجب ہوئی اور تارک جماعت فاسق ہے اور فاسق فی النار ہے گو علی الدوام نہ ہو اور دوام اس حدیث سے مستفاد نہیں ہوتا۔ مگر بعض لوگوں نے اس قضیہ کو دائمہ خیال کیا ہے۔ بعد الفضل تشہد

میں تاویل کی۔ باب ماجاء فی الرجل یصلی وحدہ ثم یدرک الجماعۃ قولہ حدثنا
احمد بن منیع نا ہشیم نا ... متقدمین سے وہم ہوتا ہے کہ وہ دو شخص ظہر کی نماز
پڑھکر مسجد میں باتیں کرتے ہوئے آتے تھے اسلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تحقیق نفرمائی۔ باوجودیکہ مسجد میں باتیں کرنا جائز نہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ
دوسری روایت میں بھی مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم بیٹھے
تھے کہ حضور نماز پڑھتے ہوئے دیکھے پس تا بغرض زیارت وغیرہ ضرورت سے
ہوگا۔ اس حدیث سے بھی مستفاد ہوتا ہے۔ جماعت ثانیہ ایک مسجد میں جائز نہیں
جدید ہو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترک جماعت پر ... فقد ... فرماتے تھے کہ
جدے نالق ہے ترک جماعت جیسا آپ نے ان کو ترک جماعت میں خوب
تو بہت غضب سے بلایا جب انہوں نے اپنا عذر بیان کیا آپ نے معذور رکھا اور
اس امر کی تقریر کردی کہ گر مسجد میں خارج جماعت ہو چکے تو گھر میں پڑھ لے ورنہ یہ
بے قصور ہوا کہ جماعت میں شامل نہ ہوئے تھے اسکی تقریر نہ کی بلکہ کہا کہ جب تو
میں جماعت میں شامل ہو جایا کرو۔ اگر دوسری جماعت مسجد میں جائز ہوتی تو ضرور
اسکی تقریر نہ فرماتے یہی فرماتے کہ تم یہاں آکر جماعت کر لیتے۔ علاوہ اسکے اگر
محلہ میں دوسری جماعت کو جائز کیا جاوے تو یہ قطعی امر ہے کہ جماعت اولی میں
سستی اور فتور ہوگا جب دو آدمی نے دو جماعت کریں۔ اس خیال سے
بہت کمی جماعت میں ہو جاوے گی اور تقلیل جماعت مکروہ تحریمہ ہے اسلئے کہ
واجب۔ اور ترک واجب مکروہ تحریمہ۔ اور جو مقدمہ مکروہ تحریمہ کا ہو وہ بھی مکروہ تحریمہ
ہے۔ فان مقدمۃ الشیئ فی حکمہ۔ کما فی اصول الفقہ۔۔

باب ماجاء فی الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ مرۃ **قولہ** حدثنا ہناد نا عبدہ
یہ حدیث مجوزین جماعت ثانیہ کی مستدل ہے۔ مگر اسکا جواب یہ ہے کہ یہ جماعت ثانیہ
مانحن فیہ سے خارج ہے۔ کیونکہ یہ جماعت متنفل بمفترض ہے۔ اور متنازع فیہ جماعت
مفترض بمفترض ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس صورت میں تو سب جماعت ہیں ...

صرف اجتماع کا ثواب ملتا ہے۔ بخلاف جماعت مفترض بمفترض کے کیونکہ اسمیں جانبین
حصول ثواب جماعت کیواسطے محتاج ہیں جو جماعت سے ہیں وہ دوسرے کو تلاش
کریگا۔ وعلی العکس اسمیں تفریق اور تقلیل جماعت ہوگی۔ ور جماعت مفترض و
متنفل میں یہ بات متصور نہیں کہ یہ افتقار جانبین میں ہو ایسا کون شائق ہے کہ مسجد
میں بغرض حصول ثواب اجتماع نفلوں کے واسطے بیٹھا رہے۔ چنانچہ اس حدیث
سے صاف ظاہر ہے کہ باوجود فرض آنحضرت صلعم کسقدر لوگوں میں سے ایک
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسکے ساتھ شامل ہوئے۔ کوئی حضرت ابوبکر کے
ساتھ ہو تو پہ جماعت قائم ہو۔ اسمیں تقلیل جماعت و تفریق اصلا نہیں۔ قطع نظر
ان سب امور کے بعد متقدمین کو امام صاحب کا قول مستند ہے۔ ور فتاوی ظہیریہ
میں منقول ہے کہ ابوحنیفہ رح کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ تحریمہ ہے۔

باب ما جاء فی الصف الاول قوله خیر صفوف الرجال اولها صلعم
یہاں شر سے مراد شر اضافی ہے۔ کیونکہ جب اول صف کو ثواب زیادہ ملا تو دوسری
و تیسری بہ نسبت اسکے شر ہے گویا نفسہ خیر ہو۔ اور علی ہذا اگر شر اور خیر باعتبار
قرب اور بعد عورات کے لیا جاوے۔ کما ہو المشہور

باب ما جاء فی اقامة الصفوف قوله او لیخالفن اللہ بین وجوھکم۔ یعنی
تسویہ صفوف کرو اور ظاہری اعضاؤں کو باہم ملاؤ کہ یہ باعث اتصال قلوب ہوتا ہے
ورنہ تمہارے وجوہ میں مخالفت پڑ جاویگی۔ یعنی ایک دوسرے سے منہ پھر جاینگے
اور مخالفت ہو جاویگی۔

باب ما جاء فی کراهة الصفوف بین السواری قوله فاضطرنا الناس۔ یعنی
لوگوں نے ہمکو مضطر کر دیا۔ وجہ اسکی یہ ہوئی کہ لوگ ان کے آگے کھڑے ہوگئے
تھے جیسے بدوی لوگوں کی عادت ہے۔ صف بین السواری کی وجہ کراہت
مشہور یہ ہے کہ قطع صف بسبب ستون کے لازم آئے گا۔ و القطع صف
بیں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ اسیئے ستون کی جگہ جنات کیواسطے چھوڑی جاتی

تھی۔ مگر یہیں یہ خدشہ ہے کہ اگر لفظ معروف سے رہ جاتی تو یہ ۔۔۔ تھی
میں بھی رہبت لازم آتی گی کیونکہ وہ بھی مثل ہمارے مکلف ہیں۔ تحقیق یہ معلوم
ہوتی ہے کہ آنحضرت کے زمانے میں ستون خط مستقیم پر نہ تھے تو ان سے صف نہ
ٹوٹتا کہ جماعت ٹوٹ جاوے اور یہ لازم ہے کہ بیچ میں ستون حائل ہو مکروہ نہیں
اندر جب جماعت ہوتی ہے تو لوگ باہر ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانے میں عورتیں حجروں میں نماز جماعت کی پڑھتی تھیں اور کوئی نقصان
نہیں کہتا۔ اسکی تائید یہ ہے کہ جب سلطان عبد المجید خان سلطان روم نے مسجد نبوی
میں ستونوں کو خط مستقیم پر بنوانا چاہا علمائے حرمین نے اسکی ممانعت کی چنانچہ عمارت
جدید بھی ویسی ہی بنائی گئی۔

باب ما جاء فی الرجل یصلی ومعہ رجال ونساء قولہ واسمہ ۔۔۔ انس
کے چھوٹے بھائی کا نام ہے۔ باب من احق بالامامۃ قولہ ۔۔۔
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاً اقرأ اور با تجوید للصلوٰۃ کا امام مقدم ہے جیسے
امام محمد صاحب کا مذہب یہی ہے۔ اور امام صاحب اور امام شافعی صاحب وغیرہ
کے نزدیک اولاً عالم امام ہونا چاہئے۔ تو وہ اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ آنحضرت
کا آخیر فعل وقول اول کا ناسخ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخیر وقت
میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو کہ زیادہ عالم تھے امام بنایا اور ابی بن کعب
جو سب سے اقرأ تھے انکو امام نہ بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ یا
یوں کہا جاوے کہ اقرأ کے معنے یہاں عالم بالتفسیر کے ہیں کیونکہ مخرج وغیرہ ادا
کرنے کو اکثر عالم تجوید کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اول عالم بالتفسیر کو امام بنانا چاہئے
اور اگر اسمیں سب برابر ہوں تو دوسرے علموں سے ترجیح دیجاوے گی چنانچہ فاعلمہم بالسنۃ
کے یہی معنی ہیں

قولہ فاذا اذن لہ جوان الاذن فی الکل یعنی اگر اذن دیا جاوے تو میرے نزدیک
اذن جلوس علی التکرمۃ اور امامت رجل فی سلطانہ دونوں میں برابر

صفحہ ۳۳ باب ما جاء فی ترک الجہر ببسم اللہ قولہ ولم ار احدا من اصحاب

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض بچوں سے حدث فی الاسلام ... بات

ورنہ بچنے والا اپنے باپ سے زیادہ نہیں دیکھا۔ وبعض ... بعض کا مطلب ... من

امام صاحب کی سبب اس امر پر کہ تسمیہ جزو فاتحہ کا نہیں کیونکہ اگر جزو فاتحہ کا ہوتا تو بعد

اسکا بھی جہر ہوتا۔ اسلئے کوئی معنے نہیں کہ ساری سورت جہر سے پڑھی جاوے اور

ایک جزا میں اخفا ہو۔

باب من رأی الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم قولہ یفتتح صلوتہ ببسم اللہ الرحمن

الرحیم۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل جزئیت بسم اللہ اور جہر پر کہ صحابہ کا فرمانا کہ

آنحضرت صلعم کا افتتاح صلوۃ بسم اللہ سے تھا کس طرح معلوم ہوا تھا کہ وہ آنحضرت

صلعم کے تسمیہ کو جہرا سنتے ہونگے اگر اخفا ہوتا تو کیونکر جانتے کہ آنحضرت صلعم فتح

تسمیہ سے کرتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ضرور نہیں کہ صحابہ کو جہر سے معلوم ہوا ہو

احتمال ہے کہ علی درجہ کا اخفا نہ ہو اس سے قریب کے لوگوں نے سن لیا ہو یا بیان

جواز کے لئے ایک دفعہ جہرا پڑھ لیا ہو یا قولا فرمایا ہو کہ میں افتتاح صلوۃ

تسمیہ سے کرتا ہوں۔ جب یہ عبارت محتمل اسقدر احتمالات کی ہوئی تو استدلال ناتمام

رہا۔

باب فی افتتاح القرءۃ بالحمد للہ رب العلمین قولہ کانوا یفتتحون

القراءۃ الخ اسکی تاویل کا محصل یہ ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ الحمد للہ

رب العلمین سے شروع کرتے تھے۔ بلکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ الحمد للہ رب العلمین

یعنی سورۃ فاتحہ سے شروع کرتے تھے۔ اور الحمد للہ اس سورۃ کا نام ہے۔ بہت سی

سور ایسے اسامی سے مسمی ہیں جو کہ ان میں مذکور ہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ

بسم اللہ کا جہر نہیں کرتے ہونگے ؛

صفحہ ۳۴ باب ما جاء انہ لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب اس کی تبویب تحقیقی

یہ ہے کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ فاقرءوا ما تیسر من القرآن۔ اور ما تیسر عام ہے

شامل ہے اقصر سور اور بحمد لتہ وغیرہ کو سکا مقتضی یہ ہے کہ ما تیسر وغیرہ سے اور حدیث
کا مقتضٰی یہ ہے کہ خاص سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو یہی فرض ہونا چاہیئے۔
اب اگر قرآن شریف میں تخصیص کی جائے تو گویا یہ خاص اس عام کے عموم کا ناسخ
ہوا۔ اور ناسخ منسوخ کا ہم درجہ ہونا چاہیئے بلکہ زیادہ اور خبر واحد ظنی الثبوت ہے اور
قرآن شریف قطعی الثبوت ہے۔ اور ظنی قطعی کا معارض نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ناسخ
پس اس طرح پر جمع کرنا چاہیئے کہ خبر واحد مثبت وجوب فاتحہ ہے اور آیت مثبت
فرضیت مطلق قرات ہے۔ باقی رہا چونکہ لا صلوٰۃ عام ہے تو اس سے معلوم ہو کہ
کوئی نماز بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ پس مقتدی کو بھی سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ اسکا
جواب یہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر عام مخصوص البعض ہوتا ہے
اور جب ایک دفعہ تخصیص ہو جائے تو اس عام سے قیاس اور افراد بھی نکالے جا سکتے
ہیں۔ چنانچہ اس عام سے اس مصلی کو نکالتے ہیں جو کہ امام کے ساتھ رکوع میں مد
نہ ہو۔ ہم اس پر قیاس کر کے مقتدی کو نکالتے ہیں۔ اور اگر یوں کہا جاوے۔ کہ امام
شافعی کے نزدیک جب یہ قاعدہ ہے کہ ہر عام مخصوص البعض ہوتا ہے تو ما تیسر بھی
ایسے ہی ہے۔ ہر چند یہ قطعی الثبوت ہے مگر قطعی الدلالت نہیں۔ اور حدیث
اگرچہ قطعی الثبوت نہیں مگر قطعی الدلالت ہے تو دونوں من وجہ ضعیف من وجہ
قوی ہوئے۔ اب یہ ناسخ اسکے عموم کے معارض ہو سکتا ہے۔ تو اسکا جواب یہ
ہے کہ منسوخ ناسخ پر مقدم ہونا چاہیئے۔ اور یہاں حدیث مقدم ہے۔ اسلئے
کہ آنحضرت صلعم نے ابتداء تعلیم نماز میں یہ فرمایا تھا۔ اور فاقرؤا ما تیسر مدنی ہے۔
اور نماز مکہ شریف میں پانچ برس پہلے فرض ہو چکی تھی۔ اور یہ حدیث من کان له امام
فقراءۃ الامام قراءۃ له نص ہے اس پر اور اسکی تضعیف غلط ہے۔ چنانچہ استاد
مسلم نے مصنف ابن ابی شیبہ میں اسکی تصحیح کی ہے۔

باب ما جاء فی التامین قوله ومد بها صوته۔ یہ قول دلیل جہر آمین پر نہیں ہو سکتا
کیونکہ امتداد صوت خفض میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ خفض اس درجہ کا

ہو کہ قریب کا ذی سن ہے ہیں رفع اور جہر اس امر پر نص ہیں۔ اب صاحب ترمذی کے
نزدیک گویا حدیث شعبہ اور سفیان میں تعارض ہوا اسلئے ایک کو ترجیح دینی پڑی
اور در حقیقت یہ تعارض نہیں اسلئے کہ خفض اور مد میں منافات نہیں۔ اور نقل
بالمعنی شائع اور واقع ہے کما ہو المنقول عن سفیان الثوری اور شعبہ کی حدیث مستند
باسناد صحیح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور
ہے اور اسلئے طرق متعدد ہیں۔ اگر بالفرض ضعیف بھی ہو تو کئی طریق روایت ہونے
سے قوی ہوگئی۔ علاوہ بریں خود ابو سفیان کی روایت میں مذکور ہے۔ وخفض
بہا صوتہ قولہ واخطأ شعبۃ فی مواضع۔ جواب اول تو یہ ہے کہ دو جگہ غلطی
کرنے سے یہ نہیں لازم آتا کہ تمام جگہ غلطی کرے ورنہ چاہیئے کہ اگر کوئی ایک جگہ
غلطی کرے تو تمام جگہ غلطی کا حکم لگا دیا جائے۔ اور دوسرے غلطیوں کا جواب جو
نقی نے حاشیہ بیہقی میں دیا ہے۔ قولہ فقال عن حجر ابی العنبس وانما ہو
حجر بن العنبس۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جیسے حجر بن العنبس ہے ایسے ہی ابو العنبس
ہے اسکے بیٹے کا نام عنبس ہے اور عرب میں شائع ہے کہ دادا کے نام پر پوتے
کا نام رکھتے ہیں۔ اور تعدد کنیت میں کوئی استحالہ نہیں۔ قولہ وزاد فیہ عن علقمۃ
اسکا جواب یہ ہے کہ حجر جیسے شاگرد وائل کا ہے ویسے ہی اسکے بیٹے علقمہ کا بھی ہے
ایک جگہ روایت بیٹے سے کی اور دوسری جگہ باپ سے۔ انتہی۔ ہاں ایک
خدشہ ہوتا ہے کہ صاحب فتح القدیر نے اسمیں یہ غلطی بیان کی ہے کہ علقمہ کو
اپنے باپ وائل سے لقا نہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یا تو یہ سہو کاتب کا ہے۔ یا
صاحب فتح القدیر سے لغزش ہوئی۔ اسلئے کہ خود صاحب ترمذی کتاب الحدود
میں نص کرتا ہے کہ علقمہ کو اپنے باپ سے لقا اور تلمذ حاصل ہے۔ البتہ اسکے بھائی
عبد الجبار کو لقا نہیں کیونکہ عبد الجبار بعد وفات اپنے باپ کے چھ مہینے کے پیدا ہوا
ہے۔ اور ابو داؤد وغیرہ میں علقمہ اپنے باپ سے سمعت کے ساتھ روایت کرتا ہے
باب ما جاء فی السکتتین قولہ واذا فرغ من القراءۃ۔ اس سے یہ وہم ہوتا

تھا کہ شاید بعد فاتحہ اور سورت کے سکتہ ہوگا۔ قتادہ نے اسکی شرح کردی۔ یعنی بعد ولا الضالین کے سکتہ ہے۔

صفحہ ۳ **باب** رفع الیدین عند الرکوع قال ابن المبارک یہ عبد اللہ بن مبارک کا قول ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ انہوں نے فرمایا کہ حدیث عدم رفع کی ثابت نہیں کیونکہ ہناد وغیرہ رواۃ اسکے سب ثقہ ہیں۔ ہاں عاصم بن کلیب کو مرجیہ میں سے کہتے ہیں۔ شاید اسکی وجہ سے یہ حدیث ثابت نہو۔ اول تو اسکی طرف یہ نسبت غلط ہے۔ علاوہ اسکے وہ بہت سی صحیح حدیثوں کا راوی ہے۔ خود صاحب بخاری اس سے سوائے کتاب بخاری کے اور تصانیف میں نقل کرتا ہے۔ اور مسلم میں بھی اسکی روایات ہیں۔ سوائے اسکے اور طریق سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔ الغرض اسکی صحت میں کلام نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جانبین میں احادیث ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں ثابت ہیں۔ اسمیں کلام ہے کہ اخیر فعل کیا ہے۔ مگر آجتک فریقین سے یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ اخیر فعل کیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اخیر فعل رفع ہے۔ اور اس حدیث کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور امام صاحب کے نزدیک عدم رفع۔ بہرحال سب ائمہ کے نزدیک یہ ہی مسلم ہے کہ رفع الیدین واجب نہیں بر تقدیر ثبوت کے مستحب اور اولی ہے۔ پس معلوم کرنا چاہیے کہ یا تو رفع الیدین اول ہوگا اور عدم رفع اخیر۔ چونکہ استحباب اسکا مسلم ہے اور یہ احتمال قوی ہے کہ رفع کو منسوخ مقرر کیا جاوے۔ کیونکہ جیسے رفع رکوع اور قیام کے وقت حدیث میں آیا ہے ایسے ہی حدیث ہذا میں رفع بین السجدتین بھی آیا ہے اور وہ بالاتفاق منسوخ ہے۔ غالب ہے کہ جنس رفع میں نسخ ہو۔ اور یہ جواب دینا کہ حدیث رفع بین السجدتین کی ضعیف ہے مردود ہے۔ کیونکہ رفع بین السجدتین کی حدیث ضعیف نہیں ہے۔ البتہ وہ حدیث کہ جس سے بقاء رفع بین السجدتین سمجھا جاتا ہے ضعیف ہے۔ پس عدم رفع یا تو ناسخ ہے۔ پس رفع مکروہ تحریمہ ہوا۔ یا

عدم رفع پر ہے ... ہے تاکہ ہونا رفع کا وجوب نہ سمجھیں ...
پر رفع دلیل ہے اور استحباب ... اور اگر پہلے عدم رفع ہے اور پھر رفع ہو پس رفع واسطے
بیان جواز اور استحباب کے ہوا ہوگا وجوب کا کوئی قائل نہیں۔ پھر بتقدیر رفع ...
درمیان حرمت اور جواز اور استحباب کے۔ اور قاعدہ اصول یہ ہے کہ جب کوئی
امر درمیان حرمت اور غیر حرمت کے دائر ہو تو احتیاطاً حرمت کو ترجیح دی جاتی ہے
ثانی یہ ہے کہ جب مثبت اور نافی جمع ہوں تو مثبت کو ترجیح ہوتی ہے۔ تو جانب رفع
یدین کو ترجیح ہونی چاہئے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ وہاں ہے کہ جہاں نفی
مستند بدلیل نہ ہو۔ اور یہاں عدم رفع مشاہد ہے کیونکہ ارسال یدین مشاہد ہے۔ اور
معتمد یہاں یہ ہے کہ من وجہ وجودی اور من وجہ عدمی ہے۔ کیونکہ عدم رفع
معنی میں ارسال کے ہے اور گو یہ تقابل ایجاب سلب اور عدم ملکہ نہیں ہے۔ اور
تحقیق یہ ہے کہ تقابل تضاد ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ عبد اللہ بن مسعود شاید
بھول گئے ہیں جیسے تطبیق میں انسے سہو ہوا ہے۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر
اسطرح احتمالات عقلیہ سے صحابہ کیطرف کذب کی نسبت کیجاوے تو یہ احتمال ہر حدیث
پر ہو سکتا ہے پھر حدیث پر کیا اعتماد رہا۔ ہاں اگر دلیل قطعی سے ثابت ہو تو مضائقہ
نہیں۔ جیسے تطبیق میں انکو نسخ معلوم نہیں ہوا تھا۔ تو صحابہ ... کی نسبت
جنکے واسطے حضرت نے فقاہت کی دعا کی ہو۔

صفحہ ۳۷ باب ما جاء فی فضل بناء المسجد **قولہ** من بنی للہ مسجدا
بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔ دوسری حدیث نے اسکی شرح کر دی کہ مماثلت فی بیتیت
ہے اور مماثلت فی المقدار مراد نہیں۔ کیونکہ حدیث ثانی سے معلوم ہو کہ خواہ مسجد
صغیر ہو یا کبیر جنت میں اسکے واسطے بیت بنایا جاوے گا۔ یا یوں کہا جاوے
کہ فی التعبدیت مراد ہے۔

باب ما جاء فی کراہیۃ البیع والشراء **قولہ** عن ابیہ عن جدہ۔ یہاں پر
... ضمیر ... کی ہے طرف عمرو کے۔ اور جدہ کی ضمیر راجع ہے طرف شعیب کے

بخلاف باقی جگہوں کے کہ وہیں دونوں ضمیریں بلکہ صرف ترجیح ہوتی ہیں۔
باب ما جاء فی المسجد الذی اسس علی التقوی۔ یہاں یہ اعتراض ہوتا
ہے کہ اس حدیث میں مسجد اسس علی التقوی کا مصداق مسجد نبوی فرمایا ہے
اور دوسری حدیث میں یہ ہے کہ مسجد قبا کو فرمایا۔ تو وجہ ترجیح کیا ہے دونوں کیونکر
صحیح ہوسکتے ہیں۔ جواب سکا یہ ہے کہ مسجد قبا کا جو مسجد تھی … نہیں
مسجد نبوی ہی ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری مسجد ہی ہے
باب ما جاء لا یقطع الصلوٰۃ شیٔ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گدھے کے
گذرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ ابن عباس نے اپنے گدھے کو صف کے سامنے
چھوڑ دیا۔ اور امام کے سترے کے اندر گویا کہ چھوڑا۔ تب بھی حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ نے انکار نہ کیا۔ اور سترۃ الامام سترۃ مقتدی ہے کے معنے یہ
ہیں کہ اگر سترے سے باہر کوئی چیز گذرے تو جیسے امام کو مضر نہیں ویسے ہی
مقتدی کو بھی مضر نہیں۔ اور امام احمد بن حنبل صاحب کے نزدیک کتے
سیاہ کے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ بوجہ اسکے کہ آنحضرت صلعم نے
اسکو شیطان فرمایا ہے۔ اور عرب میں کالا کتا غیر محتاط اور نکما ہوتا ہے۔ اور گدھے
سے نہیں ٹوٹتی۔ چنانچہ حدیث ابن عباس سے معلوم ہوا۔ اور عورت کے
گذرنے سے بھی نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی
ہیں کہ میں آگے سوئی تھی اور آنحضرت صلعم نماز پڑھ رہے تھے
باب ما جاء فی ابتداء القبلۃ۔ ایک حدیث میں نماز صبح ہے اور ایک
میں عصر۔ درحقیقت یہ دو قصے ہیں۔ ایک مسجد قبا کا اور ایک مسجد قبلتین کا
اور نماز میں تعلیم و تعلم لازم نہیں آتا۔ کیونکہ تعلیم و تعلم مفسد نماز جب ہوتا ہے کہ
محض کہنے سے نمازی کوئی کام کرے۔ اور اگر کہنے کے بعد اپنی رائے سے یقین
کرکے کوئی کام کرے تو وہ مفسد نماز نہیں ہے۔ یہاں پہلے مشہور تھا کہ قبلہ
آجکل متغیر ہوا چاہتا ہے۔ جب انکو خبر ملی تو انہوں نے اپنی رائے سے جزم

رکے منہ پھیرلیں۔

صفحہ باب ماجاء ان صلوٰۃ القاعد علی النصف قولہ ومن صلی
نائماً فلہ نصف اجر القاعد۔ بالاجماع ثابت ہے کہ تندرست آدمی کی نماز نفل و
فرائض لیٹے ہوئے جائز نہیں ہوتی۔ اور مریض کی سب نمازیں اسطرح جائز ہیں
اور اسکا ثواب پورا ملتا ہے۔ پس اس حدیث کا محمل مشکل ہے۔ جواب اسکا یہ ہے
کہ اس حدیث کا محل وہ مریض ہے کہ جسکو بیٹھکر غیر محتمل تکلیف نہیں ہوتی چنانچہ
مورد حدیث اسپر شاہد ہے اسلئے کہ سائل عمران بن حصین ناسور سے بیمار
علیل تھے اور حدیث میں کچھ اضطراب نہیں کہ ایک روایت میں کلمہ من صلی عام
ہے۔ اور ایک روایت میں صلی باوجود اتحاد قضیہ کے۔ کیونکہ نقل بالمعنے شائع
و ذائع تھی اور عموم کے ساتھہ تعبیر میں اشارہ ہوتا ہے اس امر کیطرف کہ اس نوع
کے سب افراد مراد ہیں۔

صفحہ ۵۳ باب ماجاء فی الرجل یسلم فی الرکعتین من الظہر والعصر اس
حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ قبل نسخ کلام کے ہے۔ مگر اسمیں یہ اشکال
باقی ہے کہ یہ امر تاریخ کے قطعی علم پر موقوف ہے اسلئے احناف سے اسکا جواب
کما حقہ نہ ہوسکا۔ لہذا صاحب عینی نے اسکا جواب شافی یوں دیا ہے کہ یہ واقعہ
یعنہ حضرت عمرؓ کے وقت میں پیش ہوا۔ حضرت عمرؓ نے استیناف نماز کیا باوجود
اسقدر صحابہ جلیل القدر موجود تھے۔ کسی نے اس پر انکار نہ کیا۔ پس معلوم ہوا کہ کلام
مطلقاً ناقض نماز ہے۔ اور امام نووی کا یہ اعتراض کہ کلام مکہ میں منسوخ ہوا۔ اور یہ
واقعہ مدینہ میں ہوا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ زید بن ارقم الخدری مدینہ میں مسلمان ہوئے
ان کے زمانے میں کلام کرنا جائز تھا۔ چنانچہ جب وہ ایک سفر سے واپس آئے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا حضرت نے جواب دیا اور بعد نماز کے نسخ
کلام کو بیان فرمایا۔

صفحہ ۵۵ باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی الدابۃ فی الطین والمطر امام صاحب

کے نزدیک فرض وقت ضرورت دابہ پر جائز ہیں۔ مگر جماعت جائز نہیں اسکی تاویل یوں فرماتے ہیں کہ قولہ وافاقہ یعنی اقامت کی آپ نے واسطے نماز کے۔ مگر نماز منفرداً ہی قولہ فتصلی بھم۔ اسکے یہ معنے نہیں کہ جماعت کرائی بلکہ یہ معنی ہیں کہ ان کے ساتھ نماز پڑھی وہ بھی نماز پڑھتے تھے قولہ فتقدم علی راحلتہ یعنی اپنے راحلہ کو آگے کر لیا نہ یہ کہ جماعت کیواسطے کھڑے ہوئے۔

صفحہ ۵۶ باب ماجاء اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ۔ امام صاحب کے نزدیک فجر کی سنتیں باوجود قائم ہونے جماعت کے جائز ہیں بشرطیکہ جماعت میں ایک رکعت ملجاوے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ امام صاحب کو یہ مدنظر ہو۔ جماعت سنت موکدہ بلکہ بعض علماء کے نزدیک واجب ہے۔ اور فجر کی سنتوں کی بھی تاکید ہے حتی الوسع دونوں خصلتوں کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اور یہ نظائر شرعاً ثابت ہیں کہ نصف کو کل کا حکم دیا گیا ہے اگر ایک رکعت ملگئی تو گویا دونوں ملگئیں۔ اور صحابہ کا فعل اسپر سند قوی ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرأت ہوتے ہوئے الگ جاکر پڑھ لیا کرتے تھے۔

باب ماجاء فی من تفوتہ الرکعتان قبل الفجر یصلیھما بعد صلوٰۃ الصبح قولہ فلا اذن۔ ظاہر معنے یہ ہیں کہ فلا باس اذن۔ یعنی فجر کی سنت ہی پڑھنا ہے تو کچھ خوف نہیں جیسے امام شافعی صاحب فرماتے ہیں۔ لیکن امام صاحب کے مخالف ہے اسلئے وہ اسکی تاویل کرتے ہیں فلا اذن اے فلا تعد اذن یعنی پھر کبھی ایسا نہ کرنا اور دوسرے یہ کہ نہی نماز ان اوقات کی عام ہے اور غایۃ مافی الباب اس حدیث سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ اور جب امر جواز اور حرمت میں دائر ہو تو احتیاطاً ترجیح حرمت کو دیجاتی ہے۔

ابواب الوتر

صفحہ ۸۹ باب ما جاء فی الوتر من اول اللیل وآخرہ قولہ وانتہی وترہ حین مات الی السحر.. امام شافعی صاحب کے نزدیک یہ فعل ناسخ ہے پہلے قول کا۔ مگر امام صاحب فرماتے ہیں کہ ناسخ جب ہوتا ہے کہ پہلے کا خلاف ہو اور دلیل یہ کہ صحابہ باوجود علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اول رات میں پڑھتے تھے۔ باب ما جاء فی الوتر بخمس قولہ لا یجلس فی شئ منھن.. یہ قول مجتہدین ائمہ کے خلاف ہے کیونکہ کسی مجتہد کا مذہب نہیں کہ پانچ رکعت بعد ایک جلسہ ہو اور وہ بھی اخیر میں۔ لیکن امام صاحب کے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعت پڑھکر سو جاتے تھے اور بعد پانچ رکعت پڑھتے تھے۔ ان میں نہیں بیٹھتے تھے۔ اور جلوس سے مراد جلسہ استراحت ہے نہ جلسہ تشہد۔ باقی پانچ رکعت میں تین رکعت وتر اور دو رکعت نفل ہیں۔ یا یوں کہ جو بیچ کا جلسہ کسی رکعت میں نہ بیٹھتے تھے کیونکہ کل رکعتیں شفعہ ہوا کرتی ہیں۔ اور ہر شفعہ میں ایک ہی جلسہ اخیر کا ہوا کرتا تھا۔ لیکن پانچ کہ اس کے اخیر میں نہ بیٹھتے تھے۔ الا اس تقدیر پر الا بمعنے لکن ہے یعنی واسطے استثناء کے نہیں جو متصل و منقطع ہو۔ بلکہ واسطے استدراک کے ہے۔ کہ پہلے کلام سے وہم ناشی ہو کہ بیچ کا جلسہ نہیں کرتے تھے پیچھے کا کیا حال ہے الا سے اس وہم کو دور کر دیا۔

صفحہ ۹۰ باب ما جاء فی الوتر برکعۃ قولہ وکان الاذان فی اذنیہ.. یہ کنایہ ہے جلدی سے یعنی ایسے پڑھتے تھے کہ گویا اقامت سن رہے ہیں کیونکہ جب کوئی اقامت سنے تو جلدی کرتا ہے ورنہ خلاف لازم آئے گا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ کہ جب تک حضرت جماعت کے واسطے نہیں نکلتے تھے تب تک اقامت نہیں ہوتی تھی۔

صفحہ باب [illegible] قولہ [illegible]

سکے [illegible] [illegible]

رہنے لگے تو باپ نے ہم کو چھوڑ دیا صرف [illegible]

صفحہ باب ما جاء فی [illegible] قولہ [illegible]

معہم یعنی ہم یوں کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ [illegible]

باب ما جاء فی نقص الصلوۃ [illegible] قولہ [illegible]

بن یعقوب [illegible] یعقوب نے [illegible]

روایت کی۔ اس سے یعقوب کا لقا حضرت عمر سے ثابت ہوتا ہے۔

ابواب الجمعۃ

صفحہ باب ما جاء فی الغسل یوم الجمعۃ قولہ [illegible] الوضوء [illegible]

اتنی جلدی کی کہ صرف وضو کیا اور غسل چھوڑ دیا۔

باب ما جاء فی [illegible] یوم الجمعۃ قولہ [illegible] محمد بن [illegible]

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ ہاں حضرت سے حدیث آئی ہے۔ یہ کہکر محمد بن [illegible] نے حد

سے حدیث بیان کرنی شروع کی۔

صفحہ باب ما جاء فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام یخطب [illegible] صاحب

کے نزدیک نماز پڑھنی اس وقت میں حرام ہے۔ ور اس حدیث کی تاویل ان کے نزدیک

یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو منظور تھا کہ اسکو کپڑے مل جاویں وہ شخص تب سے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے اور اس سے دو رکعت نماز پڑھوائی تاکہ لوگ

اسکے حال کو دیکھیں اور اسکو کپڑا خیرات کریں۔ چنانچہ بعد نماز کے حضرت نے فرمایا کہ جو

اسکے حال کی غور منظور تھی۔ مگر کسی نے خیال نہ کیا۔ سب لوگ کپڑے خیرات کرو۔

ابوابُ العیدین

صفحہ باب فی صلوٰۃ العیدین قبل الخطبۃ **قولہ** وبعد اول من خطب
وجہ اسکی یہ ہے کہ مروان اہل بیت کی مذمت خطبوں میں بیان کیا کرتا تھا. لوگ اس عذر
سے چھوڑ کر چلے جاتے تھے - لہذا پہلے خطبہ پڑھنا شروع کر دیا تھا۔

باب ماجاء فی التکبیر فی العیدین. امام صاحبؒ کے نزدیک تکبیرات نو ہیں - جیسے
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے - وجہ اسکی یہ ہے کہ احادیث مختلف
ہیں. بعض میں سولہ تک بھی آیا ہے اسلئے عبداللہ بن مسعود رض کے قول کو اختیار کیا -
اور امام صاحب کے نزدیک اگرچہ زیادتی ثقہ معتبر ہوتی ہے مگر تکبیرات چونکہ خلاف
قیاس ہیں اسلئے حتی الوسع تقلیل ہونی چاہئے۔

ابوابُ السفر

صفحہ باب التقصیر فی السفر **قولہ** لایصلون قبلہا ولا بعدہا یعنی علی وجہ التاکید
نہیں پڑھتے تھے اب تخالف اٹھ گیا۔

صفحہ باب ماجاء فی الجمع بین الصلوتین **قولہ** واخر المغرب حتی غاب الشفق
ہر چند یہی حدیث میں پہلے امام صاحب کی تاویل اوفق ہے۔ مگر حدیث مذا میں جمع حقیقی
معلوم ہوتی ہے - لہذا اسکی تاویل یہ ہے کہ شفق سے مراد سرخی ہے اور امام صاحب کے
نزدیک شفق یعنے بیاض تک وقت باقی رہتا ہے - تو گویا موافق قول امام صاحب کے مغرب
اپنے وقت میں پڑھی گئی - لیکن قول صاحبین متفق ہے - لہذا عمدہ توجیہ یہ ہے کہ دوسری
حدیث میں اسی قصہ میں آیا ہے - وصلی المغرب وجلس ثم غاب الشفق - اس سے معلوم ہوا کہ
یہاں غاب الشفق بمعنے کاد مجازی ہے - یعنی کاد ان غاب الشفق فتفق۔

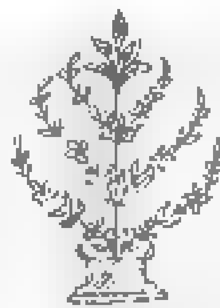
صفحہ باب فی صلوٰۃ الکسوف [illegible] دونوں
سے ہیں۔ وجہ انکی یہ ہے کہ درحقیقت یہ واقعہ ایک ہی ہے [illegible]
چونکہ آفتاب بالکل سیاہ ہوگیا تھا حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ [illegible]
علیہ وسلم نے افعال مبارک [illegible] ہوسکے بعد اصل [illegible]
اور کوئی نماز ایسی نہیں کہ ایک رکعت میں کئی رکوع ہوں۔ [illegible]
جواب دیتے ہیں لیکن وہ یہ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتے کہ ایک واقعہ کسوف مدینہ [illegible]
سال ہوا تھا جب حضرت ابراہیم صاحبزادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا
تو یہ نہیں منقول ہے اور وہ دسویں سال ہجری میں ہوا تھا اور [illegible] ممکن نہیں
کہ ہر سال میں دو کسوف واقع ہوں۔

صفحہ باب صلوٰۃ الخوف قولہ [illegible] معطوف
کیطرف راجع ہے۔ ورفعہ عن شعبۃ پر معطوف ہے۔

صفحہ باب فی خروج النساء الی المسجد [illegible] اس باب کا ذکر [illegible]
سجود القرآن کے درمیان ہونا سہو کاتب سے ہے۔ پہلے یوں ہی منقول ہوتا ہے۔ حدیث احدی عشرۃ
سجدہ کی ظاہرا امام مالک صاحب کے موافق معلوم ہوتی ہے لیکن سورۂ نجم کا سجدہ [illegible]
ہے۔ کیونکہ مفصلات میں یعنی سورۂ ص سے اخیر تک انکے نزدیک کوئی سجدہ نہیں

صفحہ باب ما ذکر فی الرجل یدرک الامام ساجدا کیف یصنع .. وعن ابن مرۃ
یہ معطوف ہے الحجاج بن ارطاۃ پر۔

صفحہ باب ما ذکر فی قراءۃ سورتین فی رکعۃ قولہ کل القرآن قرأت غیر ھذا
یعنی عبد اللہ بن مسعود نے اس رجل سے کہا کیا تو سب قرآن انکے سوا پڑھ چکا ہے کہ اسکا سوال
کرتا ہے۔



ابواب الزکوۃ

صـ باب ما جاء فی منع الزکوۃ من التشدید **قولہ** الا من قال هکذا ے من فعل هکذا **قولہ** کلما نفدت اخراها عادت علیہ اولها یعنی جب اخیر تک یا ونٹ سارو مار چکا قطار میں سے جو پہلے گا ہے یا اونٹ تھا لوٹ کر آجاوے گا۔ اور ایسے ہی یک حالت بند رہے گا۔

صـ **باب** ما جاء فی زکوۃ مال الیتیم **قولہ** ولا یترکہ حتی تاکلہ الصدقۃ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مستند زکوۃ علی مال الیتیم پر یہ حدیث ہے۔ مگر امام صاحب کے نزدیک اسکے معنی نفقہ یتیم ہے۔ اور حدیث میں جو چیز کہ نفس پر خرچ کیجاوے اس پر بھی صدقہ کا اطلاق آیا ہے۔

صـ **باب** ما جاء فی الخرص **قولہ** حدثنا محمود بن غیلان الخ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خرص فی الزراعۃ، چنانچہ آجکل معروف ہے، جائز ہے۔ لیکن امام صاحب کے نزدیک حرام ہے بسبب شبہ ربو کے۔ لہذا ان کے نزدیک اسکی تاویل یہ ہے۔ کہ یہ عشر اور خراج کے بارے میں وارد ہے۔ اور چونکہ یہاں کوئی مبادلہ حکمی نہیں بلکہ اسکے حق میں سے شروع لیتا ہے۔ اسلئے شبہ ربو نہیں۔ بخلاف خرص فی المقاسمہ معروف کے کہ اسمیں بسبب مبادلہ کے شبہ ربو ہے۔ اور یہاں حضرت نے یہ زمین اہل خیبر کے ملک میں کردی تھی اس لئے خرص عشر اور خراج میں ہوا۔ مگر صحاح سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض زمین انکی ملک کردی تھی اور بعض میں شرکت فی المضارعۃ تھی۔ ناچار امام صاحب کو یا نسخ کا قائل ہونا پڑے گا۔ یا اور کوئی تاویل کرنی پڑے گی۔

باب من تحل لہ الزکوۃ **قولہ** قال خمسون درہما۔ چونکہ یہ تفسیر غنی کے مخالف ہے اور تفسیر غنا کی جو کہ باعث حرمت [illegible] کا ہوتا ہے اور سب لوگ اس غنا کو بقدر نصاب کے بیان کرتے ہیں اسلئے حکیم بن جبیر میں کلام کرنی پڑی کہ یہ تفسیر غنا کے مخالف ہے۔

ثقات سے مرؤ اسحٰق تو دلیل ہو ہے کہ یہ حرمت لینے زکوٰۃ کا ہیں حرمت سوال ہے
چونکہ یہاں سائل کا قوت و سعت نہیں ہے ۔ سے حرمت سوال کی تصریح
کردی اب سے کی نفی نہ ہو دوسری حدیث میں ہے کہ جس قوت ہو اس کو
سوال حرام ہے کیونکہ روایت بہت ہیں جن میں ثابت ہے کہ ہر قوت ولے کو اس
حدیث سے حرمت زکوٰۃ لینے کا خیال نہیں ہو ہم نے بیان کیا ہے تو صدقہ اور حرمت سوال کا فرق
معلوم نہیں ہو پس یہ حدیث موافق ہے تو دلیل سے سبب کی معلوم ہو گئی مگر حدیث
ترجمۃ الباب کے موافق ہوئی ۔ **قولہ** قال شعبۃ لم یسمعہ یہ تردید ہے قول عبد
بن عثمان کی یعنی شعبہ کے حدیث کی وجہ ہے صرف حکیم ہی روایت نہیں کرتا بلکہ زبید
بھی محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت اس حدیث کی کرتا ہے ۔ **قولہ** قال سلم یعنی
فیہ کما نص المؤلف ھٰھنا فی الاسناد ومن قال معناہ نعم یعنی بحدیث سعید عن حکیم
لکن تکلم شعبۃ فیہ منسوو ترکہ مطلقاً فقد خالف موق الکلام **قولہ** خمسون درھما
لم تحل لہ الصدقۃ ممکن ہے کہ یہ جواب ہو یعنی علے وجہ السوال لکن یحل العطیۃ لمن ہی

صفحہ **باب** من تحل لہ الصدقۃ **قولہ** لا تحل الصدقۃ یعنی ولا لذی مرۃ سوی الا بحد
سوال صدقۃ ویقال لا یحل لذی مرۃ علے وجہ السوال ولا یلیق ستم لا یحل لہ فقہ فاوی المنکر والاکثر

صفحہ **باب** ما جاء فی فضل الصدقۃ **قولہ** وقال اسحٰق بن ابراہیم تم بکونہ
یعنی تشبیہ بالاجسام جب لازم آتی ہے اگر کوئی کیفیت یعنی سکے ہاتھ ہو ہے ہاتھ جیسے
ہیں ۔ اور حال یہ ہے کہ یوں کہا جاتا ہے کہ ہ ذلک ونسبۃ مع عدم الکیف یعنی ہم سکی کیفیت نہیں بتا
باب ما جاء فی ملتعماً فی یوم صدقۃ **قولہ** ان صوم عنہ یعنی یہاں سے مراد فدیہ ہے
اور کفارہ بھی شمار روزہ ہے ۔

صفحہ **باب** ما جاء فی صدقۃ الفطر ۔ حضرت معاویہؓ کی عادت تھی کہ بہت کی
باتیں حدیث کے مرفوع نہیں کرتے تھے ۔ بلکہ جزو مسئلہ بیان کر دیتے تھے ۔ حضرت معاویہ کا اندازہ
کرنا اپنی رائے سے تھا ۔ اور ابو سعید خدریؓ کی یہی عادت کے موافق تطوعاً دیتے رہے ۔ یہ
خیال کیا کہ حضرت معاویہ ہی رائے سے کہتے ہیں ۔

صفہ باب ماجاء فی من تحل لہ الزکوٰۃ قولہ الا ان یسئل الرجل سلطانا ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ سلطان بیت المال سے دیتا ہے اور بیت المال سے لینا ہر مسلم محتاج کا حق ہے پس حق لینے میں کچھ قباحت نہیں

ابواب الصوم

صفہ باب ماجاء فی کراھیۃ الصوم فی السفر قولہ اولٰئک العصاۃ ۔ اصل یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم غزوہ میں تشریف لیگئے تھے سوقت حضرت نے تکلیف سے کچھ پانی نوش فرمایا ۔ بعض نے افطار کیا اور جو قوی تھے وہ برابر روزہ رکھتے تھے ۔ حتیٰ کہ جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو حضرت نے سب کو افطار کا حکم دیا مگر بعض نے افطار نہ کیا ۔ ان کی شان میں فرمایا ۔ اولٰئک العصاۃ ۔ کیونکہ ایجاب حضرت پر عمل نہ کیا اس تقدیر پر امام شافعی صاحب کی تاویل کی کچھ ضرورت نہیں ۔

باب ماجاء فی الافطار للصائم والمرضع قولہ فقال ادن فکل ۔ یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا اسواسطے تھا کہ آپ کو خیال تھا کہ شاید گھر سے بہ نیت سفر آیا ہے ورنہ اسکا گھر قریب تھا صرف آنحضرت صلعم سے ملنے آیا تھا ۔

صفہ باب ماجاء فی الصوم عن المیت قولہ اکنت تقضیہ ۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ روزہ میت کی طرف سے رکھا جاوے ۔ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ادا کرنا چاہئے وہ ادا کفارہ کے ذریعہ بھی ہو سکتا ہے ۔

صفہ باب ماجاء فی افطار الصائم المتطوع قولہ حدثنا الخ اس حدیث سے امام شافعی صاحب سند لاتے ہیں کہ افطار سے روزہ نفل میں قضا نہیں آتی جیسا کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے ۔ مگر امام صاحب کے نزدیک اسکی تاویل یہ ہے کہ لا یضرک ای لا جناح علیک کیونکہ وہ بی بی خیال کرتی تھیں کہ کچھ گناہ ہوا ۔ چنانچہ انکی دوسری روایت سے ظاہر ہے ۔ قولہ قالت قلت لا قال فانی صائم ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ نفل میں رات کو نیت شرط نہیں چنانچہ امام شافعی صاحب بسبب اس حدیث کے روزہ نفل کو مستثنیٰ کرتے ہیں ۔ جسمیں رات کو نیت ضروری

نہیں باقی رہا روزہ رمضان کا کہ اسمیں اور روزہ منذر مطلق میں نیت رات سے شرط ہے۔ اب امام صاحب کیطرف سے یہ جواب ہو سکتا ہے کہ جیسے آپ نفل کو خارج کرتے ہیں ہم اسی طرح اسی پر قیاس کر کے روزہ فرض کو بھی خارج کرتے ہیں۔

صہ باب ما جاء فی ایجاب القضاء قولہ حدثنا احمد بن منیع الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ نفل کو دعوت کیواسطے افطار کرنا جائز ہے اور قضا بھی لازم آتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ممکن ہے روزہ قضا ہو واسطے حضرت نے قضا کیواسطے فرمایا۔ جواب اسکا یہ ہے کہ پہلے ام ہانی کی حدیث سے معلوم ہوا کہ قضاء کی افطار سے گناہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جب ام ہانی نے کہا کہ مجھکو گناہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تم قضا تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قضاء کے افطار سے گناہ ہوتا ہے۔ باب ما جاء فیہ میں اگر ان پر قضا ہوتی اور وہ حضرت کے سامنے کھاتے اور آپ منع نہ فرماتے تو گویا حضرت نے گناہ کی تقریر کی۔

باب ما جاء فی کراھیۃ الصوم فی النصف الباقی من شعبان لحال رمضان۔ ای تو رمضان واحصاء ھلال رمضان ثلاثین شہر رمضان۔ اب یہ حدیث متعارض نہ ہوئی اس حدیث کے کہ جسمیں آیا ہے کہ واسطے فضیلت رمضان کے شعبان میں روزے رکھنا چاہئے اب اس تطبیق کی حاجت نہ رہی کہ کراہت نصف میں۔ اور فضیلت کیواسطے نصف اول میں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ تقیید بلا قرینہ ہے۔

باب ما جاء فی وصال شعبان برمضان قولہ ولعلہ تعشی واشتغل ببعض امرہ۔ ای لعل ھذا الرجل اکل العشاء واشتغل ببعض ما یحتاج الیہ فکیف یصل فی فطر فلان لیلۃ الجمع بحسب التدقیق العقلی لان ھذہ الاوقات خالیۃ عن الصیام۔

صہ باب فی صوم ثلثۃ من کل شہر قولہ بسلم الصغیر سلم اللفظ المکتوب فی الترمذی والحاشیۃ التی تحتہ لیسا بصحیحین کما یشھد بہ التقریب۔

صہ باب ما جاء فی لیلۃ القدر قولہ یطلع الشمس لیس لہا شعاع لان اشعۃ الشمس تتلاشی عند انوار ھذہ اللیلۃ قولہ فی تسع یبقین الخ ای بعد اخراج لیلۃ ثلثین فانہا مشکوک الوجود والعدم والمعنی ان یعد من جانب الاخر فحینئذ یختتم من تسع فہو اول لیلۃ یجتہد

فيه لا يبتغوا ليلة القدر في ليلة احدى و عشرين .

صـ٩٩ **باب** ما جاء في تحفة الصائم . اي يتبغ بعطر ليفطر على وجه التحفة و المراد بالدهن

العطر و بالمجمر البخور الذي يقال له في الفارسية عود سوز .

ابواب الحج

صـ١٠٠ **باب** ما جاء في ثواب الحج **قوله** صحيح غريب من حديث عبد الله بن

مسعود رض اي من بين حديث عبد الله بن مسعود رض فيه اشارة الى ان الغرابة من تفرد عبد الله

بن مسعود رض .

باب كم حج النبي صلى الله عليه وسلم **قوله** ثلث حج . وقد ثبت في اصول الفقه ان

مفهوم العدد غير معتبر عند المحققين من المحققين فالقول بانه صلعم حج ثلث حج لا ينفي الزيادة .

قوله وجاء علي من اليمن ببقيتها فيها جمل لابي جهل . فيه ان جمل ابي جهل [illegible] في حجة الوداع

وانما غنمه في العمرة الحديبية التي نقضت من اليمين وقضاها في العام القابل ولذلك سمي عمرة القضاء

وجوابه لعل هذا من خطأ الراوي او معناه من جملة البدنة التي ذبح في العمرة هذا الجمل .

صـ١٠١ **باب** ما جاء في افراد الحج **قوله** افرد الحج . فيه ان نوع النبي صلعم تعين افراد الحج

مع انه كان قارنا و الجواب [illegible] هذه الاختلافات في حجة الوداع وجوابه ان رسول الله صلى الله

عليه وسلم اطلع على عائشة ولا في اول الاحرام [illegible] العمرة [illegible]

باب ما جاء في التمتع **قوله** حدثنا قتيبة الخ معلوم کرنا چاہئے کہ اس حدیث سے کئی امر مستفاد

ہوتے ہیں . ایک یہ کہ آنحضرت صلعم نے تمتع کیا اور دوسرے یہ کہ حضرت عمر رض نے منع فرمایا اور

خود حضرت عمر رض نے تمتع کیا تھا . اور یہ دونوں امر خلاف و تعارض ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم نے قران

کیا تھا . اور ضحاک کے قول سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رض نے تمتع کیا . اور وہ کہتے تھے کہ جو

شخص خدا کے حکم سے جاہل ہے وہ تمتع کرتا ہے . معلوم ہوا کہ حضرت عمر رض کے نزدیک تمتع حرام

ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر رض نے تمتع کیا . بہذا سمجھنا مطلب اس حدیث کا ایسے

پر موقوف ہے [illegible] ذیل میں [illegible] تمتع [illegible]
اصطلاحی [illegible]
دوسرے لغوی یعنی [illegible] قران [illegible]
تیسرے یہ موقوف [illegible]
تیسرے معنی حرام ہیں۔ صرف حجۃ الوداع میں مشروع [illegible]
ہوئی سو اول [illegible] میں [illegible]
ہر چند آپ نے اس کی مشروعیت بیان فرمائی [illegible]
اسلئے حضرت [illegible]
اہل اسلام [illegible] قریب [illegible]
آسانی تھے [illegible] چنانچہ [illegible] تین قسم کے [illegible] تھے [illegible]
تمتع اصطلاحی دوم قران سوم تمتع معنے ثالث۔ چونکہ [illegible] نے حرمت تمتع کو [illegible]
سے یہ خیال کر لیا [illegible] کہ تمتع مطلقاً حرام ہے کیونکہ حضرت نے حرام کر دیا ہے اور آنحضرت
کا فرمان فرمان خدا ہے اسلئے حضرت عمر [illegible] نے فرمایا [illegible] اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ افراد بہ نسبت قران اصطلاحی اور تمتع کے اولیٰ ہے [illegible]
مشقت کم ہے۔ والعلم عند اللہ [illegible] اور بمعنی ثالث کو حرام کہتے تھے اسلئے حضرت [illegible]
مطلق تمتع [illegible]۔ یعنی کو بھی تحریم۔ حضرت [illegible] نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی نہی اور حضرت عمر [illegible] کی نہی کو یکساں [illegible] نہی تحریمی ہے۔ اور مطلق تمتع کے حق میں [illegible]
حضرت سعد سے نزاع کی۔ حضرت سعد نے جواب [illegible] یہ فرمایا کہ حضرت نے کیا ہے یعنی تمتع
لغوی، اور در حقیقت وہ قران اصطلاحی تھا [illegible] یعنی تمتع اصطلاحی بعض [illegible]
کو حضرت نے کیا۔ اور بعض کو اپنے ساتھ حضرت نے کیا۔ اور آپ مطلق تمتع کو حرام جانتے ہیں۔ پس
باقی رہا مقام اثبات میں معنے ثالث کا تعرض نہ کیا اب اشکال [illegible] دفع ہوا۔ اور جواب سوال
موافق ہی ہو گیا۔ قولہ والاول [illegible] معاویۃ بالتشدید ورنہ مطلق متع
پہلے بھی تھا جیسے معلوم ہو چکا قولہ واحدا ثبیہ ضر یعنی باوخال سعید بن المنکدر و عبد الرحمن

بن يربوع لرفع الانقطاع ہکذا۔

صفحہ باب۔ ماجاء فی کراہیۃ تزویج المحرم امام صاحب کے نزدیک تزویج محرم جائز ہے۔ اور ابن عباس رض کی حدیث انکی مستند ہے کیونکہ مجتہد صحابی ہیں۔ اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تزویج منع ہے۔ انکی سند حدیث میمونہ رض اور حدیث ابورافع ہے۔ بعض امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تاویل شافعیہ کی نہیں بن سکتی۔ کیونکہ تمام کتب سیر میں مرقوم ہے کہ حضرت سرف میں بلا احرام کبھی نہیں آئے اور نکاح قطعاً سرف میں ہوا اور بعد عود کے پچیس روز شب زفاف تھی۔ باقی رہا ابورافع کے قول کے یہ معنے ہیں کہ حالت حلال میں نکاح کے پیغام وغیرہ ہوتے تھے اور میں قاصد تھا اور حضرت میمونہ رض اپنے حال کو بھول گئی ہوں۔

صفحہ باب۔ ماجاء فی اکل صید المحرم قولہ او یصاد لکم الحدیث امام شافعی صاحب اس سے استدلال لاتے ہیں کہ اگر کوئی محرم کی نیت سے شکار کرے وہ بھی محرم کو نا جائز ہے۔ کیونکہ و یصاد لکم اسپر بھی صادق آتا ہے۔ لیکن امام صاحب اسمیں تخصیص کرتے ہیں کہ اگر للمحرم ہو تو نا جائز ہے۔ ورنہ جائز۔ اور انکی سند ابو قتادہ رض کی حدیث ہے چنانچہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں سکو پورا کیا ہے۔ قولہ حدیث جابر حدیث مفسر۔ یعنی جابر رض کی حدیث لکم کھلا صاف ہے۔ وہ اسپر دال ہے کہ اگر نیت بھی ہو تو بھی جائز نہیں۔

باب۔ ماجاء فی کراہیۃ لحم الصید للمحرم قولہ حدثنا قتیبۃ الخ اس حدیث سے امام شافعی صاحب استدلال لاتے ہیں کہ اگر محرم کی نیت سے کوئی شخص لا وے تو وہ بھی محرم کو نا جائز ہے۔ کیونکہ وہ حضرت صلعم کی نیت سے لائے تھے اسلئے حضرت نے قبول نہ کیا۔ امام صاحب یہ جواب دیتے ہیں کہ حمار وحشی زندہ تھا اسلئے حضرت نے نہیں لیا محرم کو تملک صید جائز نہیں۔ اور اگر حضرت فرماتے کہ جاکر ذبح کر لاؤ تو امر ہو جاتا۔ باقی رہا بعض روایات میں لحم او رپاؤں بھی آیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ زیادتی معتبر ہوتی ہے اسلئے اس روایت کو لیا۔ اور بعض روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ خون بہتا آتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ زندہ تیر لگے ہوئے تھا علاوہ ازیں یہ روایت لحم کی بھی غیر محفوظ ہے۔

باب۔ ماجاء فی صید البحر للمحرم قولہ فاستقبلنا رجل من جراد ای جماعۃ من جراد

امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث سے سند لاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا [illegible]
یعنی یہ صید بحر کیطرح محرم پر حلال ہے سو کہا تو معلوم ہوا کہ صید بحر [illegible]
کھانے سے کفارہ لازم نہیں آتا۔ لیکن امام صاحب اسکا جواب [illegible]
عکرمہ کا قول ہے تمرۃ خیر من جرادۃ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ [illegible]
کی نہی قرآن شریف میں عام ہے خبر واحد سے کیونکر تخصیص ہو سکتی ہے [illegible]
کے معنے یہ ہیں کہ صید البحر کیطرح حلال کے کھانا جائز ہے۔ باقی [illegible]
اور عمرہ میں تھے۔ اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ محرم ہی ہوں۔ [illegible]
ہو اور آدمی جب سے گھر سے نکلتا ہے تب سے حج وعمرہ میں کہلاتا ہے۔

صفحہ باب ما جاء فی الضبع یصیبہا المحرم قولہ حدثنا محمد بن [illegible]
اس حدیث سے امام شافعی صاحب استدلال کرتے ہیں کہ کفتار کا کھانا جائز ہے مگر [illegible]
اسکا جواب دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ ہاں صید ہے لیکن [illegible]
اپنے اجتہاد سے سمجھ لیا کہ جب صید ہو تو اسکا کھانا جائز ہے اور فہم راوی معتبر نہیں اور [illegible]
کے معنے یہ ہیں کہ ہاں حضرت نے کہا کہ ہاں شکار ہے اور اقالہ کی ضمیر صید کیطرف راجع ہے
اور یہ تاویل اسلئے کیجاتی ہے کہ حرمت ہر ذی ناب کی منصوص ہے۔

صفحہ باب ما جاء فی کراھیۃ رفع الیدین عند رؤیۃ البیت۔ امام صاحب کے
نزدیک مکروہ نہیں بلکہ سنت ہے اور انکی سند وہ حدیث ہے کہ جسکو عینی نے مرفوع بیان
کیا ہے۔ قولہ من الحجر الی الحجر یعنی من الحجر الاسود الی الحجر الاسود۔

صفحہ باب ما جاء فی الصلوۃ بعد العصر وبعد الصبح الخ اس حدیث کے یہ معنی نہیں
ہیں کہ جسوقت چاہے پڑھے بلکہ اس فرمان کی یہ وجہ ہے کہ کعبہ کے گرد تمام قریش کے گھر تھے
اور بہت جلد دروازہ بند کر لیتے تھے۔ اسلئے حضرت نے فرمایا کہ جسوقت کوئی نماز کیواسطے
رات کو یا دن کو آوے سکو مت روکو ورنہ ظاہر ہے کہ نماز اوقات مکروہہ میں [illegible]

صفحہ باب ما جاء فی فضل الحجر الاسود قولہ [illegible]
[illegible] الذی کان حاجۃ والی جنب [illegible]

صفحہ باب ما جاء فی الوقوف بعرفات قولہ دعنا وقوف بالموقف
یعنی یزید بن شیبان کہتا ہے کہ ہم ایک جگہ موقف میں کھڑے تھے قولہ یتباعدہ
قول عمرو کا ہے یعنی یزید بن شیبان ایسے مکان میں تھے کہ جس کا بعد عمرو بن دینار نے
بیان کیا۔
صفحہ قولہ وعلیٰ آخر فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذبحت قبل ان
ارمی الخ امام صاحب کے نزدیک رمی کی تقدیم ذبح پر واجب ہے اور دم لازم آتا ہے اور
صاحبین کے نزدیک موافق ظاہر حدیث کے دم نہیں آتا۔ مگر امام صاحب اس حدیث کی تاویل
یہ کرتے ہیں لا حرج یعنی کوئی فرض قضا نہیں ہوا جس کا انجبار دم سے نہ ہو سکتا ہو اور دلیل
حدیث ابن عباسؓ کی ہے جو کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے۔ وعلیہ دم۔ یہ حدیث
غیر مرفوع ہے مگر امر غیر عقلی میں صحابی کا قول رفع پر محمول ہوتا ہے۔
باب فی الافاضۃ من عرفات قولہ مثل حصی الخذف یعنی مثل مارنے کنکری کے جیسے
کنکری چھوٹی ماری جاتی ہے بڑے ڈھیلے کی کوئی ضرورت نہیں۔
باب ما جاء من ادرک الامام بجمع فقد ادرک الحج قولہ من جاء لیلۃ جمع قبل طلوع الفجر
فقد ادرک الحج۔ جو شخص عرفات میں مزدلفہ کی رات کو فجر سے پہلے پہنچ گیا اسکو فرض حج کا مل گیا۔
دسویں رات کو مزدلفہ کی رات اسلئے کہ اسمیں لوگ مزدلفہ میں آجاتے ہیں۔ قولہ ایام منی
ثلثۃ یعنی خالص منی کے تین دن ہیں اسلئے یوم نحر بھی منی کا دن ہے۔ مگر خالص منی کا دن نہیں۔
صفحہ باب ان الافاضۃ من جمع قبل طلوع الشمس قولہ اشرق ثبیر۔ ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے
یعنی اسے ثبیر روشنی کر دے۔
باب کیف ترمی الجمار قولہ استقبل الکعبۃ وجعل یرمی الجمرۃ علی حاجبہ الایمن
حضرت عبداللہ ایسی جگہ پر کھڑے تھے کہ وہاں سے منیٰ دائیں طرف اور کعبہ بائیں طرف تھا۔
سے کسیقدر بائیں طرف متوجہ تھے استقبال حقیقی نہ تھا۔
صفحہ باب ما جاء اذا عطب الھدی ما یصنع بہ۔ قولہ انحرھا ثم اغمس نعلہا
یعنی اسکو ذبح کر ڈالے اور اسکے نعل کو یعنی قلادہ کو گلے سے اتار کر خون میں غوطہ دیکر اسکے

کو بہت پرستش کرتے ... مگر جو شخص غنی ہو وہ دسویں ... [illegible]
سو قوت ہوئی ہے وہ اسکا خفا ... قدم کے لوگوں کو ... نہیں ... [illegible]

صفحہ باب ما جاء فی طواف الزیارۃ بالیل قولہ [illegible]

یہ عبارت بظاہر وجیہ نہیں کیونکہ آنحضرت صلعم نے طواف زیارت قبل ظہر [illegible] کیا تھا پھر آخر کے کیا معنے ہوئے۔ اور بعض لوگ یوں توجیہ کرتے ہیں آخر ای [illegible] الزیارۃ [illegible] مگر یہ بھی مستقیم نہیں کیونکہ طواف بلا دم وکراہت امام صاحب کے نزدیک بارہ تاریخ کی شب تک جائز ہے اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تیرہ تاریخ کی شب تک پھر بھی الی اللیل مستقیم نہوا کیونکہ عبارت ترمذی میں یوم نحر کی ہے مگر معنی توجیہ اسطرح [illegible] ہو سکتی ہے کہ اخر طواف الزیارۃ الی اللیل ای بیّن استحباب طواف الزیارۃ فی اللیل [illegible]

صفحہ ۱۲۳ باب ما جاء فی الاشتراط فی الحج۔ شرط کے معنے یہ ہیں کہ دل میں [illegible] کیوقت یہ نیت کرے کہ اگر میں کسی باعث سے محصر ہوگیا تو وہیں حلال ہو جاؤنگا۔ امام شافعی صاحب کے نزدیک یہ اشتراط عدم لزوم دم میں موثر ہے اور امام صاحب کے نزدیک نہیں۔ وہ اس حدیث سے استدلال لاتے ہیں کہ آپ نے اشتراط کیواسطے فرمایا مگر امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ یہ تو نہیں فرمایا کہ اسوقت تجھپر دم ہی نہ آئیگا۔ اسکا دل خوش کرنے کیواسطے اجازت دی یعنی اشتراط کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اور امام صاحب کی مستدل حدیث ابن عمر ہے۔ الیس حسبکم سنۃ نبیکم، یعنی تمکو اپنے نبی کی سنت کافی نہیں ہے۔ [illegible] تھے۔

صفحہ باب ما جاء تقضی الحائض من المناسک قولہ فقال [illegible]

[illegible] وجہ اسکی یہ ہے کہ عمرو بن اوس نے حضرت عمرؓ سے مسئلہ پوچھا تب انہوں نے اپنی رائے سے موافق مضمون حدیث کے بیان کردیا۔ اسکے بعد عمرو بن اوس نے بیان کیا کہ مجھکو اسمیں حدیث بھی معلوم ہے۔ حضرت عمرؓ ان پر ناراض ہوئے کہ تو نے باوجود معلوم ہونے حدیث کے مجھکو نہ بتلائی اور مسئلہ دریافت کیا۔ اگر میں اپنی رائے سے مخالف مضمون حدیث کے بیان کرتا تو گناہ اسکا مجھپر ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے پاس مسئلہ کی [illegible] ہو تو وہ [illegible]

علاوہ دونوں پہلوں کرکے استنباط کرے ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی رائے سے مخالفت میں [illegible]

صفہ باب ماجاء ان القارن یطوف طوافا واحدا۔ اس حدیث سے [illegible]
ایک طواف اور سعی دونوں کیواسطے کافی ہے۔ مگر امام صاحب کے نزدیک علیحدہ علیحدہ [illegible]
اور انکی سند وہ حدیث ہے جو کہ ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے [illegible]
میں منقول ہے۔ اور حضرت جابر رضہ اپنے علم کے موافق فرماتے ہیں چونکہ حجۃ الوداع میں [illegible]
کی شرکت تھی ممکن ہے کہ پہلے حضرت ایک طواف بعد سعی کے کرچکے ہوں بعد میں حضرت [illegible]
نے دیکھا ہو۔

صفہ باب فی الرخصۃ للرعاۃ قولہ قال مالک ظننت انہ قال فی الاول منہما [illegible]
یوم النفر یعنی نحر کے دن رمی کرے اور گیارھویں رمی کرکے چلا جاوے کیونکہ بعد [illegible]
میں سے پہلا دن گیارھویں ہے۔ اور تیرھویں تاریخ کو اگر بارھویں اور تیرھویں تاریخ [illegible]
ورنہ کی ایک اور یہ صورت ہے کہ دسویں تاریخ کو رمی کرکے چلا جاوے پھر بارھویں تاریخ کو [illegible]
گیارھویں اور بارھویں کی رمی کو جمع کرے۔

ابواب الجنائز

صفہ باب ماجاء فی عیادۃ المریض قولہ واسرالی فخفتہ۔ یہ کنیت ابی ہریرہ
کی ہے۔

صفہ باب ماجاء فی الحث علی الوصیۃ قولہ حق امرء الخ یعنی مسلمان کا حق
ہے کہ دو رات اسپر بغیر وصیت کے نگذریں یعنی ایک رات معاف ہے۔

صفہ باب ماجاء فی غسل المیت۔ ام عطیہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے
بال تین ضفیرے کئے جاویں۔ مگر چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقیہہ ہیں لہٰذا اسکے خلاف
مروی ہے۔ اسلئے امام صاحب نے حضرت عائشہ رضہ کے قول کو اختیار کیا اور ام عطیہ کا
قول اسپر محمول ہے کہ انہوں نے اپنی رائے سے کہا تھا۔ کیونکہ وہ حضرت کیطرف نسبت نہیں

ریں۔ قولہ [illegible] ذری [illegible]

صفہ باب ما جاء فی [illegible] امام شافعی [illegible]
امام جنازہ افضل ہے اور امام صاحب کے نزدیک شق لحد جنازہ افضل ہے [illegible]
صاحب [illegible] حدیث سے [illegible] ہیں۔ حضرت [illegible]
مگر امام صاحب کی دلیل دوسرے [illegible] اور حدیث قولی [illegible] ان حضرات
کا فعل [illegible] سے لوگوں کی [illegible] کے خوف سے کرتے تھے۔

صفہ باب ما جاء فی [illegible] قولہ قال [illegible]
[illegible] امام صاحب کے نزدیک متابعت نہ کرے بلکہ [illegible]

صفہ باب ما جاء این یقوم الامام من الرجل والمرأۃ۔ امام صاحب کے نزدیک
مرد و عورت میں سینے کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے۔ اور وسط سر کی روایت اسوقت کی
ہے جب عورت میں نعش کا رواج نہ تھا۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ اسوقت
نعش کا رواج نہ تھا۔ اور علاوہ اسکے میت کا وسط سینہ ہے۔ کیونکہ ہاتھ پاؤں [illegible] میں شمار
کے برنہیں بلکہ سر سے لیکر [illegible] تک اصل انسان ہے اور سینہ اسکے وسط میں واقع ہے۔

صفہ باب ما جاء فی الثوب الواحد یلقی تحت المیت فی القبر قولہ وقال محمد بن
بشار فی موضع آخر [illegible] یہ حدیث باریک خط سے ہونا چاہیے۔ اسلئے کہ یہ قول محمد بن بشار
کا ہے

صفہ باب ما جاء فی زیارۃ القبور للنساء قولہ لو شهدتك ما زرتك یعنی میں اگر
تیری زندگی میں حاضر ہوتی تو اب زیارت نہ کرتی۔ امام صاحب کے نزدیک تاویل کی حاجت
نہیں کیونکہ [illegible] میں [illegible] عورتوں کو اجازت ہوگئی ہے۔ مگر اہل ظاہر کے نزدیک
حرمت عورتوں کیلئے باقی ہے۔ اسلئے اسکی تاویل یوں کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے
نزدیک یہ جائز تھا کہ محرم کیلئے ایکدفعہ زیارت قبر کی جائز ہے اگر زندگی میں ملاقات نہ ہو

ابواب النکاح

صفحہ باب ما جاء فی تزویج الابکار قولہ ان عبداللہ مات وترک سبع بنات الخ
یعنی میرے باپ عبداللہ شہید ہوئے اور سات بیٹیاں چھوڑی ہیں پس میں نے ایسی عورت کو جو کہ ثیب ہو
بیاہی کرے تو اللہ تعالیٰ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر و برکت کے لیے دعا کی۔

باب ما جاء لا نکاح الا بولی ... امام صاحب کے نزدیک ولی شرط نہیں۔ اور بغیر ولی کے
نکاح کر سکتی ہے۔ اس حدیث کا یوں جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث تعمیم بعض کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ
نفی کمال کے واسطے ہے یعنی نکاح بغیر ولی ناقص ہے ورنہ دوسری حدیث الایم
احق بنفسہا اسکی معارض ہوگی اور امام شافعی صاحب اسکی توجیہ کرتے ہیں کہ ولی بغیر اسکی
اجازت کے نہیں کر سکتا۔ حدیث کے اس سے یہ ہیں کیونکہ اگر یہ معنی ہیں کہ ولی بغیر اسکے
اذن کے نہیں کر سکتا اور وہ بغیر ولی کے نہیں کر سکتی تو وہ احق کہاں رہی اور اگر یہ غرض نہیں تو ہمارا
مطلب اس سے صاف ظاہر ہے اور اسکا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تسلیم کر لیا جاوے عموم اس
حدیث کا کہ کوئی نکاح بغیر ولی کے کامل نہیں ہو سکتا ہے۔ نفی کمال کی مقصود ہے نہ نفی وجود
کی۔ اور باطل کے معنے یہ ہیں کہ وہ قریب بطلان ہے اسی واسطے اگر غیر کفو میں نکاح کر لیے
تو ولی فسخ کر سکتا ہے اسلیے کہ اسکی تمامیت نہیں۔ الفعل عامہ ہر چند خبر میں نکاح ہیں
مگر قرینہ مقام سے کبھی نفی کمال ہی مقصود لیا جاتا ہے اور یہاں دوسری حدیث قرینہ موجود ہے

قولہ وروی شعبۃ والثوری عن ابی اسحٰق عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یہاں ابو موسیٰ کا لفظ اول سے کاتب سے لکھا گیا ہے بعد والوں تک منقول ہو گیا ہے۔
درست یہ ہے کہ ابو موسیٰ کی جگہ ابو بردہ کا لفظ ہونا چاہیے ورنہ ان کی روایت [illegible]
[illegible] کے خلاف ہوگی۔ یہاں [illegible] کہ [illegible]
[illegible] ہو گیا ہے [illegible] اور دو [illegible]
[illegible] ترمذی کا [illegible] ہے والصحیح [illegible]

یصدقہ دمر و خوشی زنہ مفرمر مشوری مرسلا سکتے چہ امری منتخب ن ... یہ
ہوئیں تو ان کی حفاظت انکی فرمہ داری ہے ۔

باب ما جاء فی مہور النساء **قولہ** ما کان تسرمۃ الی اثنی عشر ... یہ مقدار
زیادہ حضرت ہوتا تو وہی اسکا اولی تھے کہ آپ کے گھر میں بہت زیادہ مہر باندھا جاتا

صفہ **باب** ما جاء فی الرجل یعتق الامۃ ثم یتزوجہا ... **قولہ** ...

قولہ وقال سفیان اذا تزوج امرأۃ یصیبہا لو کذلک ان یمسہا ... اس وجہ سے کی ہے
کہ ان کے نزدیک نکاح ابتدا سے ہوا ہی نہیں ۔ اسلئے اگر طلاق چاہے گا تو ادا حق مہر دینا پڑے گا ۔

صفہ **باب** ما جاء ان لا یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ ۔ فاطمہ بنت قیس کی حدیث
سے امام شافعی صاحب استدلال لاتے ہیں کہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ عدت میں ضروری نہیں
اسکا جواب امام صاحب کی طرف سے یہ ہے کہ وہ خود کہتی ہیں کہ وضعہ لی عشرۃ قفیز دیا ہے
قفیز نفقہ کے طور دیئے تھے اور وہ زیادہ مانگتی تھی ۔ اور لم یجعل لہا سکنی ولا نفقۃ کے یہ معنے
ہیں ای سوی ہذہ الاقفزۃ ۔ اور فقال صدق کے یہ معنے ہیں یعنی سچ کہا ۔ اسکے جو
اور نفقہ اسپر واجب نہ تھا ۔ اسلئے کہ نفقہ ہر ایک پر حسب حیثیت ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کو معلوم
تھا کہ اسکی حیثیت اس سے زیادہ کی نہیں ۔ اور امام صاحب کی دلیل حضرت عمرؓ کی حدیث
ہے ۔ اور حضرت عمرؓ کے قول سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکے پاس کوئی حدیث بھی ہے ۔
کیونکہ فرماتے ہیں سنۃ نبینا اور یہ بھی انکے قول سے مستفاد ہوتا ہے کہ خبر واحد سے نسخ کتاب
کا نہیں کرسکتی ۔ اسیواسطے امام صاحب خبر واحد سے کتاب کے عموم اور مطلق کو خاص اور مقید
نہیں کرتے ہیں ۔ اور یوں بھی جواب ملتا ہے کہ جیسے آپ سکنے کے بارے میں تسلیم نہیں کرتے
اس حدیث کو ہم نفقہ میں بھی کتاب اللہ پر عمل کرینگے ۔

باب ما جاء فی القسمۃ للبکر والثیب **قولہ** قال ولو شئت ۔ قول قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ولکن قال السنۃ ۔ قال کی ضمیر ابو قلابہ کی طرف راجع ہے ۔ اور ولکنہ کی
ضمیر حضرت انس کی طرف ۔ **قولہ** قال اذا تزوج الرجل امرأۃ بکرا علی امرأتہ اقام عندہا سبعا
امام شافعی صاحب کے نزدیک یہ سات دن مختص ہیں ۔ اسکے بعد عدل کرنا چاہئے ۔

یعنی امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سات دن متواتر اسکی تسکین و رفع توحش و زوال [illegible]
کے لئے ہیں۔ اسکے بعد سات دن دوسری عورت کے پاس رہے۔ اسلئے کہ احادیث و دلائل
تعدیل کے متعلق ہیں۔ ثم قسم بینهم نقل بعدل کے معنے ہیں کہ پھر دونوں میں تقسیم کرے
یعنی جیسے اسکے یہاں سات دن رہے ویسے ہی اسکے یہاں سات دن رہے اور
[illegible] قیاس تاکہ عدل ہو جاوے۔

صفحہ ۱۳۲ **باب** ما جاء فی الزوجین المشرکین جس وقت مشرکین [illegible] باہم مناکحت
حرام نہ تھی اسوقت حضرت نے اپنی بیٹی زینب رض کی شادی ابی العاص سے کر دی تھی۔ بعدہ حضرت
نے ہجرت کی۔ ابی العاص مکہ میں بحالت کفر رہے۔ چھ سال کے بعد مسلمان ہوئے۔ چونکہ
حضرت نے زینب کی طبیعت کو اپنے خاوند کی طرف راغب پایا اسلئے انکے پھر جدید نکاح کر دیا
و مذہب مجتہدین کا مذہب ہے کہ عدت میں مسلمان ہونے سے نکاح جدید کی حاجت نہیں اور
بعد عدت کے ضروری ہے۔ لیکن بعض روایات میں آیا ہے کہ ابی العاص کو بعد چھ سال کے
بالنکاح الاول زینب دیدی گئی۔ اسلئے بعض نے اسکی تضعیف کی۔ مگر تضعیف کی حاجت نہیں
حدیث صحیح بالنکاح الاول کے یہ معنے ہیں۔ اسے بسبب النکاح الاول یعنی چونکہ پہلے نکاح سے ایک
طرح کا استحقاق حاصل تھا اسلئے رد کی گئی۔ اور محدث کے معنی یہ ہیں کہ نکاح جدید بسبقت نکاح
آخر نہ ہوا۔

ابواب الرضاع

صفحہ ۱۳۳ **باب** ما جاء فی [illegible] **قولہ** [illegible] بحرمہ [illegible] الجاریۃ
[illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت عائشہ [illegible] کے
[illegible] مگر جو بظاہر کہ یہ روایت قرآن میں موجود نہیں
[illegible] متواتر ہیں اور شاذہ [illegible] کا علم حضرت کو نہ تھا۔

باب [illegible] کی [illegible] صورت میں [illegible]
[illegible] معلوم ہوگیا تھا۔ **قولہ** [illegible] ولکن لم [illegible]

بن ابی ملیکہ کا ہے یعنی مجھکو یہ حدیث بواسطہ عقبہ کے پہنچی ہے نہیں بلا واسطہ سنی، ذلک استغفار ہے۔ **قولہ** وحدیث ابن عیینۃ غیر محفوظ اور اسی طرح ... حجاج الاسلمی ورواہ سفیان بن عیینۃ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن حجاج الاسلمی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نحو ... قولہ من ... بن عروۃ وحجاج الاسلمی ... حجاج الاسلمی وھذا خطأ۔ قول ... سنن الترمذی ... ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن حجاج بن حجاج الاسلمی عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... العبارۃ من سہو الکاتبین»

ص۲۴ **باب** ماجاء فی الامۃ تعتق ولھا زوج۔ **قولہ** وکان حرًا ... یہ قول عروہ کا ہے چنانچہ دوسری روایت میں نص ہے قال عروۃ الخ عروہ نے یہ بات سنی ہے کہ حضرت عائشہ رض سے منقول ہے کہ وہ حر تھا۔ اور ابن عباس رض سے منقول ہے کہ وہ عبد تھا۔ اسمیں اسطرح پر توافق ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ پہلے عبد تھا پھر بعد کو آزاد ہوگیا۔ مآل کے اعتبار سے عبد کہا گیا اور روایت حضرت عائشہ رض میں باعتبار حالت موجودہ کے حر کہا گیا۔ اور یہ ممکن نہیں کہ پہلے حر ہو پھر عبد ہو جاوے۔ امام صاحب کے مذہب کی تائید ہوگئی۔ اور توفیق نہ ممکن ہو تب بھی امام صاحب کی غرض حاصل ہے کہ عائشہ رض حر کہتی ہیں اسکے قول کو ترجیح ہونی چاہئے اسلئے کہ وہ اپنی خادمہ کے حال سے زیادہ واقف تھیں۔ **قولہ** واللہ لکانی ... یہ ابن عباس رض کا قول ہے۔ یعنی گویا اب میں مدینہ کی گلیوں میں اسکے ساتھ پھر رہا ہوں۔ کنایہ ہے یعنی اسوقت مجھکو ایسا رحم آیا کہ ابتک وہ حالت میرے پیش نظر ہے۔ **قولہ** یترضاھا، اسکی ضمیر زوج بریرہ کی طرف راجع ہے۔

ابواب الطلاق واللعان

ص۲۴ **باب** ماجاء ان الطلاق قبل النکاح **قولہ** ...

بعض اوہام خیال کرتے ہیں کہ امام صاحب کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص تعلیق کرے قبل

یعنی وہ طلاق بعد النکاح واقع ہو جاوےگی۔ یہ قول اس حدیث کے خلاف ہے۔ حاشا وکلا ہرگز خلاف نہیں۔ کیونکہ طلاق کے دو معنے آتے ہیں۔ ایک وہ جو صفت زوج کی ہے یعنی تطلیق دوسرے وہ جو صفت عورت کی ہے۔ حدیث میں اگر صفت عورت کی مراد ہے تو معنے یہ ہوئے کہ یہ صفت عورت میں قبل نکاح نہیں آتی بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی نہیں آتی۔ وقوع و اتصاف بعد ملک کے ہوتا ہے۔ اور اگر تطلیق مراد ہے تو یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ تطلیق ہی نہیں ہوتی کیونکہ یہ فعل محسوس مبصر ہے اسکی نفی کیونکر ہو سکتی ہے۔ البتہ یہ مراد ہوگی کہ اس فعل کا اثر شرعی قبل ملک نہیں ہوتا۔ ورنہ شرع کو سوائے حکم شرعی کے حقائق اشیاء سے کیا غرض ہے۔ سو یہی امام صاحب کے خلاف نہیں۔ کیونکہ انکے نزدیک بھی اثر قبل ملک نہیں ہوتا۔ باقی یہ تعلیق قبل نکاح امام صاحب اور امام شافعی صاحب میں متنازع فیہ ہے۔ ہر ایک اپنے قاعدہ پر مبنی کرتا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رض نے یہی سمجھا۔ تو جیسے امام صاحب فرماتے ہیں۔ اسلئے منصوبہ میں تعلیق کو جائز نہیں رکھا۔ اور تخفیف منصوبہ کی اسلئے کی کہ اس وقت انکے نزدیک بھی جزئی پیش ہوئی تھی اور نہ عدم ملک دونوں میں موجود ہے۔

صفہ۲۲ باب ما جاء فی الجد والهزل فی الطلاق قوله عن حبيب بن اردك غلط ہے اردک چاہئے۔

باب ما جاء فی الخلع قوله وامرت ان تعتد بحيضة یہ تا وحدت کی نہیں ہے۔ اور مراد حیض سے جنس حیض ہے۔ اس سے مقصود نفی طہر کی ہے۔ یعنی عدت حیض سے ہونی چاہئے۔ باقی تعدد دوسری جگہ سے ثابت ہے۔

صفہ۲۳ باب حدثنا قتيبة قوله فاستانف الناس الطلاق۔ یعنی ہر ایک نے طلاق کو از سرِ نو شروع کیا یعنی محسوب نہوئی تا کہ جسنے مثلاً ایک دی ہو وہ دو کا مالک نہو جاوے بلکہ ہر ایک تین کا مالک رہا۔

صفہ۲۳ باب ما جاء فی کفارة الظهار۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ربع صاع فی مسکین۔ [illegible] ساٹھ اور [illegible] سب کے نزدیک ایک صاع ضروری ہے۔ و [illegible] یہ ہے کہ ایک روایت میں [illegible] صاع بھی آتے ہیں۔ اور [illegible] ولی اللہ کی احتیاط مسلم ہونی چاہئے

صـ باب [illegible] قوله [illegible]
ہے۔ جیسے کہ بر تقدیر عدم ثبوت کے [illegible] [illegible]

ابواب البیوع

صـ باب [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کے بیع ہونا ثابت نہیں ہے۔ اگر حضرت کو مشتری [illegible]
اور مشتری کے معنے بیان کئے ہیں۔ جیسے بعض توجیہ کرتے ہیں [illegible]
کا عقد بیع فسخ کر دیتا ہے آنحضرت صلعم نے مکروہ سمجھا [illegible]
یہ بیع مقایضہ تھی۔ جسمیں ہر ایک بائع اور مشتری ہو سکتا ہے۔ مشتری [illegible]
کا کیا حرج ہے۔

صـ باب [illegible] النهی عن [illegible] قوله [illegible]
سعد بن وقاص کی حدیث کا مطلب ہے کہ انہوں نے قیاس کیا یعنی جب آنحضرت صلعم
نے تمر اور رطب میں بسبب نقصان رطب کے بیع کو منع فرمایا۔ علی ہذا گیہوں [illegible]
نقصان جو کے منع ہوگی مگر مقیس مقیس علیہ دونوں حدیث مشہور کے خلاف ہیں
کہ تمر اور رطب کی بیع بشرط تساوی اور یداً بید وارد ہے [illegible]
نقد جائز ہے۔ خواہ جو زائد ہوں یا گیہوں۔ لانه اذا اختلف الجنسان فبیعوا کیف شئتم [illegible]
اسکا جواب یوں دیتے ہیں کہ ابو عیاش راوی ضعیف ہے چنانچہ [illegible] امام
ترمذی بیان کرینگے۔ پس ان احادیث کے مقابل میں متروک ہوگی [illegible] کی توجیہ ہو سکتی
ہے کہ مقیس اور مقیس علیہ صورت منصوص میں نسیہ کی صورت تھی۔ نقصان [illegible]
سوائے ربو کے دونوں میں بیان کیگئی۔

باب ما جاء فی النهی عن بیعتین فی بیعة قوله [illegible] اور [illegible]
[illegible] اس صورت کیطرف ہے کہ جسکو امام شافعی صاحبؒ نے بیان کیا ہے [illegible]

ن معلوم کی صورت نہیں بن سکتی۔ مگر اسکی تاویل یہ ہے کہ مطلب اس مرد کو اپنی کیفیت معلوم ہو یوں کہ جو وسے کہ زید نے مثلاً عمرو سے کہا کہ میں اس دار کو تمہارے پاس چار سو روپیہ کو اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ تم اس غلام کو میرے پاس ایکسو روپیہ کو فروخت کرو اور اسکے ذہن میں غلام ایک سو روپیہ کا تھا۔ اپنے نزدیک اسنے غلام میں پچاس روپیہ نفع خیال کیا۔ بائع نے ہو گیا۔ کیونکہ اسکے ذہن میں اسکی قیمت ساڑھے چار سو روپیہ کی ہوئی اور علی ہذا القیاس اس نے دار میں نفع سمجھ لیا کہ ہر چند غلام میں سو روپیہ دیگا مگر دار میں مجھکو نفع ہے۔ کیونکہ دار ساڑھے تین سو روپیہ کا ہے۔ اب لابدی ہکو ... منہما علی ما وقعت علیہ صفقۃ صدوق ... کا ... ایتعتک ھذا الثوب کیطرف بھی ہو سکتا ہے۔

صفحہ ۱۲۹ **باب** ما جاء فی کراھیۃ بیع ما لیس عندہ **قولہ** قال حدثنی ابی عن ابیہ حتی ذکر عبد اللہ ... اصل یہ ہے کہ شعیب اکثر روایات اپنے دادا سے کرتا ہے جہاں کہیں بیٹا باپ کرتا ہے وہاں نام لے لیتا ہے۔ اور اسکی کڑی یوں ہے ... عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو ... یعنی شعیب نے باپ سے روایت کی یہانتک کہ اپنے دادا عبد اللہ کا ذکر کیا۔ **قولہ** قال اسحق بن منصور اسحق بن منصور کے استاد دو ہیں۔ ایک احمد اور دوسرے اسحق بن ابراہیم۔ ... جو حدیث ہذا میں مکرر آیا ہے اسکا فاعل اسحق بن منصور ہے اور ... اسحق کا قول جو مکرر آیا ہے اس اسحق سے مراد اسحق بن ابراہیم ہے اور قال کی ضمیر احمد کیطرف راجع ہے یعنی اسحق بن منصور کہتا ہے کہ اسحق بن ابراہیم نے کہا جیسے کہ احمد نے کہا

صفحہ ۱۵۱ **باب** ما جاء البیعان بالخیار ما لم یتفرقا **قولہ** لا یحل لہ ان یفارق صاحبہ ... مستقیلہ ... یعنی ... بقیہ تقریر ترمذی کے حاشیہ میں ہے

باب ما جاء فی المصراۃ **قولہ** من اشتری ... اصل میں جزئیت سے اور ایسے ہی ایک ... وجوہ ... ہیں چونکہ نقل ... اسنے راوی اپنے فہم کے موافق ... طور پر ... مگر ... مخالفت سے اسنے ظن ہو جس ... ہو ... کیا ... کہ ... تو کسی قدر ہو ایک صاع مقرر ہو سے جائیں یا اور ... کے اور ... میں ... اسوقت اگر یہ چیز مرے تو ضمان مشتری سے ہے

اور یہی بات ہو دے گا کہ حدیث مشتری کی ضرورت ہوئی جب غریم مر جاتا ہے تو غریم کا مالک بھی وہی ہوگا
امام شافعی صاحب اور امام صاحب وغیرہما کے نزدیک اسکا خلاف قیاس ہونا مسلم ہے۔
مگر امام شافعی صاحب اس کو بیان کر کے تو قاعدہ سے خارج کرتے ہیں بخلاف قیاس اور امام
صاحب صرف ان جزئیات کو خلاف قیاس خارج کرتے ہیں اسلئے کہ خلاف قیاس میں
تقلیل ہونی چاہیئے۔

صفحہ باب الانتفاع من الرهن۔ صورت تقاضی یہ وہ ہے کہ شرط کیا جاوے
یا عرف ہو جیسے آجکل اس زمانے میں مروج ہے۔ اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ مرتہن کو نفع
جائز ہے۔ بلکہ حضرت نے بیان فرما دیا کہ راہن پر نفقہ واجب ہے۔ تو جسپر نفقہ ہے وہ سواری
کرے اور دودھ پیئے۔ اور اگر بخلاف ظاہر لفظ حدیث سے عموم مستفاد ہو تو مفید مطلب نہیں جیسے کہ
اس سے یہ نہیں مستفاد ہوتا کہ علی تقدیر الاشتراط انتفاع جائز ہے۔

باب المکاتب [illegible] قولہ حدثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی۔
امام شافعی صاحب اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ غلام سے پردہ نہیں اسلئے کہ حضرت نے
فرمایا جب مکاتب کے پاس مال بقدر کتابت ہو اسوقت پردہ کرنا چاہیئے معلوم ہوا کہ پہلے پردہ
نہ تھا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ پردہ کامل مراد ہے اسلئے کہ پہلے پردہ کامل نہ تھا بلکہ ضرورت
کے لئے گھر میں منہ چھپائے بیٹھی رہتی تھیں اور اب اندر گھر چھپ رہنا چاہیئے۔ تاکہ پہلے ہی عادت
ہو جاوے۔

[illegible] باب [illegible] ومن ادرک ماله بعینه عند رجل قد افلس فهو احق به۔ امام صاحب کے
نزدیک معنی اگر زید نے عمرو سے ایک شئی خریدی اور قبضہ کرلیا پھر عمرو مفلس ہوگیا اب زید کی
نہیں ہو سکتی ورنہ نصوص کے خلاف ہوگا۔ اسلئے کہ جب قبضہ کر چکا پھر بائع کا ملک
باقی نہ رہا۔ لہذا اسکی تاویل انکے نزدیک یہ ہے کہ اگر کسی کا غریم مفلس ہوگیا اور اس شخص کے پاس
سامان جو کہ مشتری کا [illegible] بعینہ [illegible] اضافت [illegible] بعینہ [illegible]
ذات میں فرق نہ آوے۔ [illegible] لہذا اضافت [illegible] اور اب [illegible] بائع کے پاس
[illegible] یعنی عند المشتری صادق آتا ہے کیونکہ عند اسکو نہیں کہا جاتا کہ گھر میں ہو جیسا [illegible]

پس خلاصہ ترجمہ یہ ہوا وجل رجل سمعہ من آخر یہ عندہ ای عند المشتری بعینہا ای وجد ما بعینہ ...

باب ما جاء فی ان العاریۃ مؤداۃ **قولہ** حدثنا محمد بن المثنی الخ قال قتادہ حضرت حسن نہیں بھولے بلکہ قتادہ بھول گئے حسن نے جو کچھ پہلے فرمایا تھا اسکا مطلب یہ تھا کہ عاریت کی چیز جبتک باقی رہے گی واجب الاداء ہے اور جو کچھ پھر کہا تھا اسکا مطلب یہ تھا کہ اگر وہ گم ہو جاوے گی تو وہ امین ہے کچھ دینا نہ پڑے گا۔

صفحہ ۱۵۳ **باب** ما جاء فی [illegible] **قولہ** وقد رخص قوم فی قبول الکرامۃ یعنی ایک قوم نے خوشی کے طور پر دینے میں رخصت دی ہے۔

باب ما جاء اذا اختلف البیعان **قولہ** [illegible] یعنی مشتری کو خیار ہے چاہے اسکے قول پر عمل کرے یا خود قسم کھا وے۔ دونوں [illegible] اس حدیث میں مشتری کا حال متروک ہے۔

صفحہ ۱۵۳ **باب** [illegible] مواشی دونوں طرف سے [illegible] میں۔ جہاں طرف ہو وہاں [illegible] حالت میں سے کچھ [illegible] نہیں ہے۔

صفحہ ۱۵۳ **باب** ما جاء فی کراہیۃ بیع [illegible] **قولہ** [illegible] عن انس ان ابا طلحۃ کان عندہ [illegible] انہوں نے صدقہ کے طور پر [illegible] روایت کے طور پر نہیں دیا۔

صفحہ **باب** [illegible] **قولہ** [illegible] بعض میں کے [illegible] انہوں نے شکایت کی [illegible] کے سبب سے [illegible] زیادہ [illegible] کے ملک [illegible] اور اسی قبضہ میں ہوا تب پھر حسب درخت [illegible] کے سبب [illegible] سے یہ فرمایا

سے مقرر ہو۔ در حقیقت یہ بیع نہ تھی بلکہ بیع جب ہوتی کہ قرض میں ملک ... ... ہوتی کہ قبضہ ہوتا۔

صفحہ ۲۳ باب ما جاء فی ... ... امام صاحب کے نزدیک یہ حدیث ... ہے کہ سند نہیں آتی۔ کیونکہ حضرت نے مقرر کی وہ حد نہیں لگائی

ابواب الاحکام

صفحہ ۲۶ **باب** ما جاء فی الرجلین یکون احدہما اسفل من الآخر فی الماء قولہ اسق یا زبیر ... اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے زبیر سے فرمایا کہ پہلے تم پانی پلا کر پیچھے بعد اپنے ہمسایہ کو دیدے۔ اسے جب حضرت کو طعن کیا حضرت نے فرمایا کہ پہلے خوب بھر کر پھر چھوڑ دے وجہ اسکی یہ تھی کہ پہلے سختی نہ کیا تو فرمایا تھا جب اسکو برا معلوم ہوا تو اصل حکم شرعی فرما دیا۔ اگر تو اس احسان پر راضی نہیں تو اصل شرعی معاملہ کر۔

صفحہ ۲۶ باب ما جاء فیمن یعتق موالیہ عند موتہ.. امام شافعی صاحب کے نزدیک قرعہ ایجی وحی کیواسطے ہی اور انکی مستدل یہی حدیث ہے اور ہمارے نزدیک ... اس شخص نے کیا تھا، آنحضرت نے بعض کو عبد بنائے رکھا اور بعض کو آزاد کیا تو گویا آنحضرت نے تو شرعی عتق بجملہ باقی تھی اسلئے قرعہ سے بعض کو غلام بنا دیا۔ جیسے حر کا غلام بنانا منسوخ ہے ایسے ہی قرعہ کا ثبوت حق ہونا بھی منسوخ ہے۔ قرعہ تطییب قلب کیواسطے ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی یوں کہے کہ ثلث غیر معین تھا سو انہوں نے قرعہ سے اسکی تعیین کی تھی، حر کو غلام نہیں بنایا۔ جواب اسکا یہ ہے کہ ثلث شائع آزاد ہوگا کوئی مرجح نہیں جو اسکو بعض معین میں لے آئے۔ ایکی وجہ عبدیت فی نحو ہے۔ علاوہ اسکے پھر بھی غرض حاصل ہے کہ جب ہر غلام کا ثلث غیر معین آزاد ہوا باقی میں سعایت کرائی جاوے۔ یہ حنفی مذہب ہے۔ بہرکیف نسخ تسلیم کرنا پڑیگا۔

باب ما جاء من زرع فی ارض قوم بغیر اذنہم قولہ فلیس لہ من الزرع شیء ولہ نفقتہ.. امام شافعی صاحب یوں فرماتے ہیں کہ غاصب کا فعل لغو ہے کھیتی میں اسکو کچھ نہیں ملیگا

حرفا پہ بذر نکال لے نفقہ اسے بذرہ، اور امام صاحب کے نزدیک اسکے یہ معنی ہیں کہ من الزرع حتی یودی النقصان والنفقة ای لہ بقدر النفقة یعنی قیل ادی النقصان ای لیس لہ ان یستنفق، وجہ اسکی یہ ہے کہ غیر مزارع کی ملک کا ہوا بذریعہ قوت زمین مغصوب منہ کو پہنچ سکتا ہے کہ اس قوت کا جز شامل ہے، اسکے تصدق کرتے ہیں۔ کہ درخت کھڑا کرانے والے کو دیا گیا یہ کہیں نہیں ہوا کہ کسی کی ملک کا غیر کو دیا جاوے۔

صفحہ ۹۲ **باب** ما جاء فی اللقطة و ضالة الابل والغنم۔ بعض جگہ میں سوال بسبب کثرت وں کے آیا ہے۔ ورنہ اصل یہ ہے کہ مالک کے نہ آنے کا ظن غالب ہو جاوے۔ یعنی حتی یاتی الاموال امام صاحب کے نزدیک لقطہ کا مال غنی کو کھانا جائز نہیں۔ امام شافعی صاحب کے نزدیک جائز ہے، اور وہ ابی بن کعب اور حضرت علی کی حدیث سے استدلال لاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابی بن کعب پہلے فقیر تھے، چنانچہ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیرحا کو صدقہ کیا اس وقت اپنے چچا کے لڑکوں کو دیا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ قصہ فقر کی حالت میں ہو۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال، اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے قصہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضہ گھر میں نہ تھے۔ گھر میں سب بال بچوں کو بسبب بھوک کے بے قرار پایا گھبرا کر باہر گئے اسوقت دینار ملا تھا اضطراری حالت میں استعمال کیا تھا اور ایسے وقت میں ہمارے نزدیک جائز ہے۔ علاوہ اسکے حضرت صلعم نے ضمانت کر لی تھی، جب صاحب مال آیا اسیوقت سے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے ذمہ ہے۔ درحقیقت قرض کے طور ہو گیا تھا۔

صفحہ ۹۳ **باب** ما جاء فی الوقف **قولہ** فتصدق بہا عمر یعنی حضرت عمر رضہ نے لکھوا دیا تھا انہ لا یباع اصلہا الخ **قولہ** قال ابن عون فحدثنی بہ رجل حرمۃ قرأھا یعنی رجل آخر نے وقف کو جو کاغذ پر لکھا ہوا تھا پڑھا۔ سکیں غیر ثقہ تھا پہلے نقل باعتبار معنے حدیث تھی

صفحہ **باب** ما جاء فی القطائع **قولہ** ... یعنی حضرت سے سوال کیا کہ ... کا ایک واحد ... قطعہ بنا ہوں۔

ابواب الدیات

صـ۳ باب ما جاء فی الدیة کم ہی من الابل قوله [illegible]

سے اس حدیث کو [illegible] [illegible] [illegible]

ضعیف بھی ہے [illegible] خشف بن مسعود [illegible] [illegible]

مجہول ہیں۔ در خشف میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں [illegible]

نکال ہو [illegible] امام صاحب کا جہل لازم نہیں آتا۔ [illegible]

بھی امام صاحب کے نزدیک کچھ مخالف نہیں ہے۔ [illegible] تو [illegible]

صـ۳ باب ما جاء فی الدیة کم ہی من الدراہم قوله [illegible]

امام صاحب کے نزدیک دس ہزار درہم ہیں۔ مگر یہ وزن سبعہ ہے جو کہ آنحضرت صلعم کے وقت

میں رائج تھا۔ در حقیقت مخالفت نہیں کیونکہ وزن سبعہ کے دس ہزار کی مقدار [illegible]

قدیم کے برابر پہونچتی ہے۔

باب ما جاء فی [illegible] قوله [illegible] الآخر علی معاویة۔ آخر سے مراد [illegible] ہے۔ کیونکہ حضرت

معاویہ رضی کے [illegible] وہی آخر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] نے حضرت معاویہ [illegible]

لینے میں [illegible] گیا تھا۔

صـ۳ باب ما جاء فیمن قتل نفسا معاهدا قوله [illegible]

سبعین خریفا یعنی جنت کی بو ستر برس کے فاصلے سے معلوم ہوتی ہے [illegible]

کو نہ پہونچے گی۔

باب ما جاء فی حکم ولی القتیل قوله تکان ذا نسعة۔ کان کی ضمیر قاتل کی طرف راجع ہے

یعنی اس شخص کو ذو نسعہ کہتے تھے۔

صـ۳ باب ما جاء فی دیة الجنین غرة عبد او امة۔ غرہ دیت کے جس [illegible]

کو کہتے ہیں۔

صلا باب ماجاء لا یقتل مسلم بکافر قولہ لا یقتل مسلم بکافر. کافر سے مراد حربی ہے کیونکہ ذمی کے حق میں ہمیشہ دماء ہم کدماءنا فرمایا ہے اور بعض روایت میں ذمی کا استثناء بھی آیا ہے۔

صلا باب ماجاء فی القسامۃ. قسامت کے بارے میں روایات مختلف آئی ہیں بعض میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے انسے دریافت کیا کہ تمہارے پاس بینہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدعا علیہم سے قسم لی جاویگی۔ اور بعض میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے بعد نہ ہونے بینہ کے یوں فرمایا تھا کہ قسم کھاؤ۔ اولیاء مقتول نے عرض کیا آنحضرت صلعم نے مدعا علیہم کو قسم کیواسطے فرمایا۔ چونکہ [illegible] روایت موافق قاعدہ کلیہ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر کے ہے۔ اسلئے [illegible] صاحب نے [illegible] ٹھہرایا اور ثانی کی تاویل کی کہ یہ استفہام انکاری کے طور پر آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔

ابواب الحدود

[illegible] باب [illegible] فی تلقین فی الحد قولہ حتی شاقتیبۃ الخ تلقین اس حدیث سے [illegible] سکا ذکر روایت ابوہریرہ میں ہے یہ یوں کہا جاوے [illegible] سے غرض یہ تھی کہ وہ انکار سیکھ جاوے۔

[illegible] باب [illegible] فی [illegible] قولہ [illegible] ذکان حمل [illegible] [illegible] ہے کہ صرف حمل سے رجم نہیں آتا کیونکہ [illegible] ضرورت نہیں [illegible]

[illegible] واقع ہوئے [illegible]

[illegible] یہ خیال نہ

[illegible]

صفحہ باب [illegible] قوله [illegible]

پڑھ کر جنازہ پڑھی [illegible]

آپ نے [illegible] فرمایا کہ [illegible]

یوں ارشاد کرتے [illegible] نماز پڑھی [illegible]

معلوم ہوا کہ ستر کے واسطے [illegible] ضروری ہے [illegible]

و امام شافعیؒ [illegible] حدیث سے [illegible]

صاب من [illegible]

ہیں [illegible] مطلق ستر [illegible] اور مطلق [illegible]

و رشتہ [illegible] برکت [illegible] مطلق [illegible] ہوکرتی ہے [illegible]

یہی۔

صفحہ باب [illegible] قوله [illegible] اور بعض

روایت میں نعلین بھی آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب نعلین [illegible] پڑیں [illegible]

جائینگی تو [illegible] چوب ہوجاویگی۔ اس سے حضرت عمرؓ نے بسبب کثرت ظہور فساد کے

اپنے زمانے میں اسّی درّے مقرر فرمائے۔ قوله [illegible]

اخف الحدود ہے اور چونکہ حضرت عمرؓ نے بمشورہ جمیع صحابہ کے مقرر کیا تھا [illegible]

اسپر اجماع ہوگیا۔

صفحہ باب [illegible] حدیث میں یہ وہم ہوتا

ہے کہ جب حد [illegible] واجب ہوئی [illegible] سبب شبہ کے [illegible]

[illegible] مگر [illegible] تعزیر کے [illegible] اور [illegible]

تعزیر حد سے کم ہونی چاہیے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اول حدیث سے [illegible]

آیا ہے کہ تعزیر حد سے کم ہونی چاہیے۔ [illegible] حضرت عمرؓ اور نعمان بن بشیر کا مذہب یہ تھا کہ

تعزیر اگر حد سے زیادہ ہو کچھ حرج نہیں [illegible]

ہوگئی۔

[illegible] پر حد رجم دینے کی یہ وجہ
[illegible] مجنوط الحواس ہو گیا حتیٰ کہ اس سے بجز اقرار
[illegible] سے رجم کا [illegible] معترض [illegible] الانسان الامارۃ
[illegible]

[illegible] یہ واو عاطفہ ہے
[illegible]

[illegible] نہیں سے کہ حد تعزیر
[illegible] روایات مختلف آئی
[illegible] سے کیا معنے۔

ابواب النذور والایمان

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] دیہ سکی
[illegible] دوسری
[illegible]

[illegible] معصیت
[illegible] خفیہ مغفرت
[illegible] کرے
[illegible]

صفحہ باب فی وفاء النذر۔ امام صاحب کے نزدیک کافر کی نذر منعقد نہیں ہوتی اسلئے بعد اسلام کے ادا کرنا لازم نہیں۔ اور آنحضرت صلعم کا حضرت عمر رض کو ایفاء کے واسطے فرمانا استحباباً تھا۔ اور بعض لوگ اعتکاف کے بغیر روزہ ہونے پر حضرت عمر رض کی حدیث سے حجت لاتے ہیں۔ جواب اسکا یہ ہے کہ بعض روایات میں یوم ولیلۃ بھی آیا ہے۔ اور بعض میں صرف یوم، اسلئے ہم اسطرح پر جمع کرتے ہیں کہ عرب کے یہاں رات اصل ہے اور دن تابع ہے پس اصل کا خیال کرکے کہیں صرف رات کہدیا ہے اور مراد رات دن ہے۔ اور یہ اختلاف مبنی ہے اسپر کہ اقل اعتکاف شرعی کیا ہے۔

ابواب السیر

صفحہ باب من یعطی الفیء قولہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغزو بالنساء یعنی عورتوں کو جنگ میں ساتھ لیجاتے تھے۔

باب ھل یسھم للعبد قولہ فعرضت بطرح بعضھا ای بطرح الکلمات لانھا لم تکن مناسبۃ للشریعۃ۔

باب فی اہل الذمۃ یغزون مع المسلمین قولہ عن ابی موسی قال قدمت الخ حضرت ابو موسی اپنی قوم کو ساتھ لیکر بعد فتح ملک کے شامل ہوئے تھے۔ چونکہ قبل قسمت آئے تھے اسلئے انکو بھی حصہ ملگیا۔ یہ حدیث مناسب باب کے نہیں۔

صفحہ باب فی النفل قولہ تنفل سیفہ، یہ صرف آنحضرت صلعم کی خصوصیت تھی۔ قولہ وھو الذی رأی فیہ الرؤیا، حضرت نے احد کے دن خواب میں دیکھا کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں ہلتی ہے۔ پیچھے ٹوٹ گئی پھر جڑ گئی اور میدان بدر کا یہ واقعہ خواب میں دیکھا تھا اور اس تلوار کا مصداق ذو الفقار تھی۔ چونکہ جنگ بدر میں اسکی تعبیر یہ تھی کہ شکست ہوکر فتح ہوئی۔ قولہ ینفل فی البدأۃ الربع وفی القفول الثلث، بدأۃ اسکو کہتے ہیں کہ امام فوج کو آگے بھیجے تو وہ جنگ کرکے واپس آتے ہیں اور قفول اسکو کہتے ہیں کہ امام فوج کو کہے کہ ہم چلتے رہیں تم پیچھے

[illegible] اور [illegible] کے معنے بدا کے ہیں اس قول

میں [illegible]

[illegible] بضغة دون

[illegible] والمتشابهة بجمع

[illegible]

[illegible] بات یہ ہے کہ بدیہ اگرچہ

[illegible] ملوکیت کے جو وہ لینا

[illegible] ثابت نہیں رہی۔

[illegible] مقصورہ سے

[illegible] اور دوسرے یہ کہ

[illegible] کی صورت میں اس ہو جاتا ہے اور

[illegible] سعد بن معاذ کو اپنا حصہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عورتوں کو بھی فریب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے خیر منقول ہیں [illegible] حضرت ابوبکر صدیق [illegible]
عمر [illegible] حضرت علی [illegible]
[illegible] فروق [illegible]
[illegible] حضرت علی کا [illegible]
شخص نہیں جانتا [illegible] بھی [illegible] ہے [illegible]
عمر نے جواب دیا کہ [illegible] نہیں ہو سکتے [illegible] حدیث [illegible]
شرح کا بیان سنئے۔

[illegible] باب [illegible]
یعنی [illegible]
اور مخلوقات کی [illegible]

باب [illegible]
[illegible] باب [illegible]
[illegible] روایت [illegible]

ابواب فضائل الجہاد

[illegible] باب [illegible]
[illegible]
[illegible] باب [illegible] جو شخص [illegible]
اسلام [illegible]
[illegible] باب [illegible]
[illegible]

باب فضل [illegible]

شوائط من الجبن۔ یعنی دشمن سے ملا اس حال میں کہ بسبب نامردی کے ایسا گھبراتا تھا
جیسے کسی کی جلد پر طلح کا کانٹا مارا جاوے قولہ وقال عطاء بن دینار لیس بہ باس۔
قال کی ضمیر محمد بن اسمعیل بخاری کیطرف راجع ہے۔

صفحہ ۲ باب ما جاء فی الرجل یبعث سریۃ۔ باب اسکا کہ ایک رجل سریہ بنا کر بھیجا جاوے۔ اور سریہ جیش سے ایک دو تک بھی اطلاق آتا ہے۔

باب ما جاء فی الصف والتعبیۃ قولہ وحین رأیتہ کان حسن الرای۔ رأیتہ اور کان اور صدق کے ضمائر محمد بخاری کیطرف راجع ہیں۔

صفحہ باب ما جاء فی الثبات قولہ ومعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانافیہ ہے۔ قولہ فتبعہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایکدن شہر مدینہ کے باہر کچھ شور وغل معلوم ہوا آنحضرت صلعم ابو طلحہ کے گھوڑے پر جسکو لوگ بسبب چال کے کم ہونے کے مندوب کہتے تھے سوار ہو کر تنہا چلے گئے اور لوگوں کو لوٹتے وقت ملے اور فرمایا کہ واپس چلو کوئی خوف کی بات نہیں۔ اور لوگ اس گھوڑے کو مندوب کہتے تھے ہمنے تو اسکو دریا پایا خدا کی قدرت اس روز سے دریا ہی ہوگیا۔ مندوب یعنی رد کیا گیا۔

باب ما یستحب من الخیل قولہ خیر الخیل الادہم الاقرح الارثم۔ یعنی جس گھوڑے کا لا ہے جسکی پیشانی سفید ہو ارثم یعنی اوپر کا لب بھی سفید ہو یعنی اوپر کے لب تک سفید ہو۔ قولہ ثم الاقرح المحجل طلق الیمین [illegible] پیشانی میں پاؤں سفید طلق الیمین یعنی داہنا [illegible] [illegible] قولہ فان لم یکن ادہم فکمیت علی ہذہ الشیۃ یعنی [illegible] ساتھ بھی یہی دونوں قسم اسیطرح ہوں جیسے [illegible] قولہ [illegible] وحشیہ تاکید۔

ابواب اللباس

صفحہ باب ما جاء فی الثوب الاحمر للرجال قولہ بعید ما بین المنکبین

یعنی مابین المنکبین جگہ دور تہی سینہ کھلا تہا۔ لیس بالقصیر ولا بالطویل اسی کی بیان ہے۔

صفحہ ۲۰ **باب** ما جاء فی ذیول النساء **قولہ** قال یرخین شبرا یعنی نصف ساق سے نیچے ایک بالشت چھوڑ لیں۔ کہا پاؤں ننگے ہو جائیں گے فرمایا دو بالشت چھوڑ لیں۔ **قولہ** النبی صلی اللہ علیہ وسلم شبر لفاطمۃ بشبر امن نطاقہا۔ نطاق اسکو کہتے ہیں کہ کپڑے کے اوپر سے باندھکر اسکا اوپر کا پلہ نیچے چھوڑ دیا جائے۔ اور نطاق ازار بند کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نطاق باندھکر بالشت سے اندازہ کر کے بتلا دیا کہ یہاں تک رکھا کرو۔

صفحہ ۲۱ **باب** ما جاء فی الخضاب **قولہ** الحناء والکتم لگانے کے پہلے الگ الگ کیونکہ صرف کتم سے پوری سیاہی نہیں ہوتی ہے کہ حنا پہلے لگائی جاوے۔

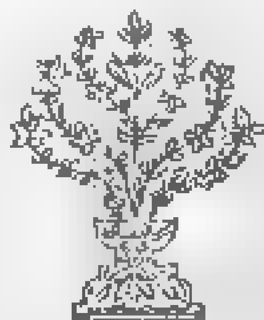
باب فی الجمۃ واتخاذ الشعر **قولہ** اسمر اللون۔ سمر نام ایک گھاس کا ہے کہ جسمیں سرخی سیاہی مائل ہوتی ہے۔ جہاں اسمر اللون آیا ہے وہاں صرف سرخی ہی مراد ہے۔ اب دوسری روایات سے مخالف نہوگا۔

باب الاحتباء بالثوب۔ احتباء اسکو کہتے ہیں کہ غرارہ دار پاجامہ یا تہبند باندھکر ٹانگیں کھڑی کر کے بیٹھے جسمیں شرمگاہ دکھنے کا خوف ہے۔

وتم بحمد اللہ وتوفیقہ تقریر الترمذی من الجلد الاول ویلیہ الثانی والحمد

للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد

وآلہ وصحبہ اجمعین۔



المجلد الثاني

ابواب الطب

[illegible] وغیرہ [illegible] کے معنے [illegible] عالم [illegible]
[illegible] معانی پڑ آتا ہے [illegible]
[illegible]

[illegible] قوت [illegible] غرض نہیں ہے بلکہ
[illegible] مطلوب ہوگی [illegible]
[illegible]

[illegible] کہتے ہیں کہ دائیں بائیں
[illegible] کو ہی کہتے ہیں۔ اور
[illegible] آپ نے خلق عظیم
[illegible] منع فرمادیا تھا۔
[illegible] علم کی [illegible] رسول کے خلاف
[illegible] کی سفارت [illegible] دینے لگے
[illegible] کسی قوم کا ہو
[illegible]

[illegible] تین قسم ہے۔ ایک وہ کہ [illegible]

کو چھوڑ کر توکل کیا جاوے یہ توکل حرام ہے جیسے کوئی مطلق کھانا پینا چھوڑ دے دوسرے توکل کی چیز سے کیا جاوے جسکا نفع محسوس اور غالب ہے مثلاً دوا الی یہ توکل بھی واجب ہے تیسرے توکل ایسی چیز سے کیا جاوے جسکا نفع عقل سے یقین نہیں ہوتا۔ یہاں آنحضرت صلعم نے رقیہ اسلئے منع فرمایا کہ جب یہ شخص ایسے اسباب کی طرف مائل ہے تو معلوم ہوا کہ توکل کم ہوا ہے غریق کیطرح ادھر ادھر پاؤں مارتا ہے۔ [illegible] تحقیق [illegible] نکلتی ہے [illegible] ایک عام مشہور ہے۔ [illegible] استدراک [illegible]۔

صفحہ باب [illegible] قولہ کذب بطن اخیک [illegible] کثرت اسہال شفا کیواسطے تھا [illegible] معلوم ہوتی تھی۔ [illegible]۔

ابواب الفرائض *

صفحہ باب [illegible] الاخوۃ من الاب والام [illegible] جابر بن عبداللہ دراصل اسوقت انکے کوئی والد نہ تھی نو ہمشیرہ تھیں انہیں سے دو کی شادی ہو چکی تھی باقی سات بلا نکاح تھیں۔ جب [illegible] بسبب شدت بیماری کے انہیں کیواسطے مسئلہ دریافت کرتے تھے اور انکو ولد کلالہ [illegible] کہتے ہیں۔ قولہ [illegible] اللہ یعنی [illegible] ورنہ یوصیکم اللہ [illegible] اس واقعہ [illegible] کی شہد کی حدیث ہے۔

صفحہ باب [illegible] قولہ [illegible] یعنی پھر حضرت عمر کو وقت اسکی مخالفت جدہ کی اگرچہ [illegible] بالعکس۔ قولہ ورواہ یعمر عن الزہری سفیان کہتے ہیں [illegible] زہری سے [illegible] ہیں۔ اور مجھکو زہری سے یاد نہیں [illegible] یعنی اگر تم دونوں جمع ہو اور پہلے درجے میں ہو کیونکہ جدۃ الجدۃ کو میراث نہیں پہنچتی۔

باب ما جاء فی میراث الجدۃ مع ابنہا قولہ [illegible]

امرہے۔ اسکی تاویلات بہت ہیں۔ مگر عمدہ تاویل یہ ہے کہ جدہ ام الام تھی اور اسکا ابن میت کا ماموں تھا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ماموں ثانی کا حاجب نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ وہم تھا کہ جیسے جدہ لاب کا حاجب ابن ہوتا ہے ویسے ہی شاید یہ بھی ہو۔

صفحہ باب ماجاء فی ابطال المیراث بین المسلم والکافر امام صاحب کے نزدیک مرتد بمنزلہ میت کے ہے کیونکہ شرعاً اسکو ارتداد پر قرار نہیں ہے اسلئے مسلم مرتد کا وارث ہوتا ہے ولکنفس لان رشدہم نلوز الاعلی۔

ابواب الوصایا

صفحہ باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یوص **قولہ** قلت وکیف کتب الوصیۃ یعنی کہا کہ اگر آنحضرت صلعم نے وصیت نہیں کی تو وصیت ضروری کیوں ہوئی اور یہ لوگ مامور کیوں ہوئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت نے وصیت مطلق ترک نہیں کی۔ کتاب کی وصیت کی کہ اسپر عمل کرنا، جیسے انہوں نے وصیت بالمال کی نفی کی تھی۔ اسلئے کہ انبیاء کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے سامع نے مطلق کی نفی سمجھی۔

صفحہ باب ماجاء لا وصیۃ لوارث **قولہ** وھی تقصع بجرتہا۔ یعنی جگالی کے لقمے کو چبا رہی تھی مدعا یہ ایک طرف کو پڑتا ہے یہ مطلب نہیں کہ عین کندھے پر پڑتا تھا۔

صفحہ باب ماجاء فی الرجل یتصدق ویعتق عند الموت **قولہ** فقال امت انا لولمت م عدل بہاہن۔ یعنی ابو درداء نے کہا کہ اگر میں تیری جگہ وصی ہوتا تو مجھ بدین کے بدلہ کسی کو نہ دیتا گویا اشارہ کر دیا کہ مجھے بدین کو دینا چاہئے۔

صفحہ باب ماجاء فی القافۃ۔ زید بن الحارثہ حرالاصل تھے۔ کفار نے کسی طرح انکو غلام بناکر بیچ ڈالا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نکاح ایک حبشن ام ایمن سے کر دیا اس سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے۔ چونکہ حضرت زید سرخ رنگ تھے اور حضرت اسامہ بسبب والدہ کے کسیقدر سیاہ رنگ تھے اسلئے بعض عرب کہتے تھے کہ یہ زید کا بیٹا نہیں۔ اگرچہ آنحضرت

کو پہلے سے یقین تھا کہ یہ نیک کام ضرور [illegible] مگر تجربہ [illegible] ثابت ہے [illegible] خوش ہوتے [illegible] ہو گئے [illegible]
نہ ہوگا۔ شبہ یہ کہ آنحضرت صلی [illegible] نے قائف کے قول سے یقین کیا [illegible] شبہ یہ کہ وہ
قائف کے قول سے نسل [illegible] ثابت کرسکتے ہیں۔

ابواب القدر

صفحہ ۳۹ باب ما جاء فی الشقاء [illegible] قولہ قال وکتب الاجل [illegible] کتب یعنی [illegible]
قدر علم کی جگہ [illegible] بیان کرتے ہیں۔ باقی عبارت متعدد [illegible] مشترک ہے۔

صفحہ ۳۹ باب [illegible] بالخواتیم [illegible] حساب سے خلقت بہت مہینے میں پوری
ہوتی ہے اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دو مہینے میں خلقت تمام ہو جاتی ہے۔ جواب اس کا
یہ ہے کہ یہ کلیہ نہیں ہے [illegible] یہاں حمل کا حال بیان فرمایا ہے جسکی مدت دو سال ہو اور ہم
اکثر نو مہینے کا حمل دیکھتے ہیں۔

باب ما جاء کل مولود یولد علی الفطرة قولہ فی من هلک قبل ذلک یعنی جو شخص شرک سے
پہلے مر گیا اسکا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا جانے وہ بڑا ہو کر کیا عمل کرتا کیونکہ انکا عمل کے
سبب حال معلوم ہو سکتا ہے۔ [illegible] قتل معلوم نہیں [illegible] کچھ نہیں کہہ سکتے یا اسوقت کا
ذکر ہے کہ جبتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی کے نہ معلوم ہو تب حال بذریعہ وحی کے
معلوم ہو گیا

صفحہ ۴۰ باب ما جاء [illegible] ولا عدوی ولا صفر [illegible] صفر کو کہتے ہیں کہ اسکے
سبب سے لوگ [illegible] جو بڑا کام کرتے تھے صفر تمام سال ایک مہینے [illegible] مہینوں سے
جسکو [illegible] تیرہ تیزی [illegible] ہیں۔ محرم کے بعد کے عدد [illegible] ازل سے [illegible] ہوتا [illegible]
لوگ اس ماہ کو منحوس [illegible] غلطی کی [illegible] تقسیم کرتے ہیں [illegible] مہینے ہوتے ہیں [illegible]
بعض یہ کہتے کہ ایک جانور آدمی کے اندر ہوتا ہے جو بھوک کے وقت بسبب [illegible]
نکلتا ہے چلا جاتا ہے قولہ لبعیر اجرب [illegible] [illegible] جانے [illegible]

یعنی شرمگاہیں لے جاتے ہیں، دبن کے معنے شرمگاہ کے ہیں اور اجرب الحشفة اسواسطے کہا کہ اونٹ کو اول حشفہ سے جرب ہونی شروع ہوتی ہے۔

صفہ باب ما جاء فی الرصد بالعصا باب قولہ فغنیت عطاء بن رباح الخ سورہ زخرف کی اس آیت پڑھنے سے غرض یہ تھی کہ ام الکتاب کے معنے بیان کئے جاویں جس سے قدر کا ثبوت ہے۔

ابواب الفتن

باب ما جاء فی تحریم الدماء والاموال قولہ حدثنا الخ قولہ لا یجنی جان الا علی نفسہ قریش کی عادت تھی کہ جب کسی قبیلہ کا کوئی آدمی جنایت کرے تو اس قبیلے کا جو شخص ملے اسکو قتل کر دیتے تھے آپ نے رد کر دیا کہ کوئی کسی پر جنایت نہیں کرتا یہاں تک کہ والد و مولود یعنی ایک دوسرے کے عوض پر بھی عقوبہ نہیں ہو سکتے۔

باب ما جاء لا یحل لمسلم ان یروع مسلما یعنی مسلمان کو گھبراہٹ میں ڈالنا حلال نہیں قولہ [illegible] لاعبا ولا جادا۔

صفہ باب النهی عن تعاطی السیف مسلولا یعنی ایک کا دوسرے کو تلوار غلاف سے [illegible] کہ لگنے کا احتمال ہے۔

باب ما جاء فی نزول العذاب اذا لم یغیر المنکر یعنی عذاب کا ترنا جبکہ امر منکر دیکھکر تغیر نہ کیا جاوے۔ قولہ عن ابی بکر الصدیق [illegible] قال یا ایها الناس الخ اس حدیث کا دوسرا [illegible] کہ اے ایمان والو اپنے نفسوں کو لازم کرو جب تم ہدایت والے ہو گئے تو جو [illegible] وہ تم کو ضرر نہ دیگا اس سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اگر کسی منکر کو دیکھکر کچھ ہو [illegible] نہ ہوگا اسلئے حضرت صدیق نے فرمایا کہ تم صرف آیت کو پڑھا کرتے ہو [illegible] منکر دیکھکر خاموش بیٹھنے سے کچھ نہ ہوگا۔ بلکہ حدیث میں [illegible] اور حدیث میں تخالف نہیں۔ کیونکہ اہتدیتم

کا مصداق جب ہو سکتا ہے کہ حق حدیث پر عمداً رد کرے۔

باب الامر بالمعروف قولہ اولیوشکن اللہ۔ منفصلہ لغۃ افصح ہے۔ اور اذا اکثر نسخوں میں غلطی سے متروک ہے قولہ وتجتلدوا باسیافکم یعنی اپنی تلواروں سے بہادری ظاہر کرو۔ قولہ انہ ذکر الجیش الذی یخسف بہم یعنی اس لشکر کا ذکر کیا گیا جو کہ بسبب چڑھائی کرنے کعبہ شریف کے خسف کیا جاوے گا۔ بعض جو لوگ اکراہ سے شامل ہونگے انکا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ وہ عذاب سے نہ بچینگے مگر بعد موت کے اپنی نیت پر مبعوث ہونگے۔ یعنی کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔

باب ما جاء فی تغییر المنکر قولہ فقال ابو سعید اما ھذا فقد قضی ما علیہ۔ ابو سعید نے فرمایا کہ اس شخص نے جو حق کہ اسکے ذمہ پر تھا پورا کردیا کیونکہ امر منکر دیکھکر منع کیا۔

باب منہ قولہ کمثل قوم استھموا یعنی مثل اس قوم کے ہے کہ قرعہ ڈالا کوئی اوپر بیٹھا کوئی نیچے۔

باب سؤال النبی ﷺ ثلاثا فی امتہ قولہ سنۃ عامۃ یعنی قحط عام کہ جس سے تمام امت کی تباہی ہو جاوے۔ قولہ ورجل اخذ فرسہ یخیف العدو ویخیفونہ یعنی رباط پر مشغول ہو۔

باب ما جاء فی رفع الامانۃ۔ امانت کے یہ معنے ہیں کہ حقدار کو ایصال حق کیا جاوے خواہ اہل حق عباد ہوں یا حق اللہ۔ قولہ حدثنا حدیثین یعنی حضرت نے ہمکو دو حدیثیں بیان کیں۔ ایک کو دیکھ چکا ہوں دوسری کا منتظر ہوں۔ ایک یہ حدیث بیان کی تھی کہ امانت لوگوں کے دلوں کے وسط میں نازل ہوگئی۔ پھر قرآن اترا اور لوگوں نے پڑھا اور سنت کو سیکھا۔ یہ گویا امانت کا اثر تھا۔ پھر امانت کے رفع کی خبر دی۔ فرمایا آدمی تھوڑا سا سوئے گا۔ اور جب بیدار ہوگا امانت اسکے دلمیں سے جاتی رہے گی۔ صرف اسکا اسقدر اثر باقی رہیگا جیسے گٹھا ہتھیلی میں بسبب کام کے پڑجاتا ہے۔ کہ اوپر سے کسیقدر ناقص ہے مگر جز بدن ہے اور کام کے لائق ہے پھر تھوڑا سا سوئے گا امانت جاتی رہیگی صرف اسقدر اثر باقی رہیگا جیسے آبلے کا اثر کہ کوئی چنگاری تیرے پاؤں پر رکھ دی پس آبلہ ڈالدے فتراہ منتبرا یعنی تو اسکو اونچا دیکھتا ہے کہ خوب بلند جگہ ہو رہی ہے درحال یہ ہے کہ اسمیں سوائے مادہ

فاسدہ کے کچھ نہیں ہے۔ پھر حضرت نے لکڑی لیکر پیروں پر رگڑی گویا نقشہ کھینچکر بتلادیا۔ کہا پھر صبح کرینگے لوگ خرید و فروخت کرتے ہوئے کوئی ایسا نہ ہوگا جو امانت ادا کرے یہانتک کہ کہا جاویگا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امین آدمی ہے یعنی بہت کم آدمی امین ہونگے اور یہ حال ہوگا کہ آدمی کو کہا جاویگا کہ کسقدر بہادر اور ظریف اور عاقل ہے اور حالانکہ اسکے دلمیں ایک ذرہ ایمان نہ ہوگا۔ اور تحقیق میرے پر ایک زمانہ آیا کہ کچھ نہیں پرواہ کرتا تھا جس سے چاہتا تھا بیع وغیرہ کرتا تھا کیونکہ اگر مسلمان ہوتا تو اسپر یہ گمان ہوتے ہیں اسکا دین روکتا تھا اور اگر یہودی یا نصرانی ہوتا تو اسکا ساعی یعنی ذمہ دار یا حاکم ہونا مجھ کو ظلم فاسدہ سے روکتا تھا۔ بہرحال آج کے روز میں تم سے بیع نہیں کرتا مگر فلاں فلاں سے۔

صفحہ باب لترکبن سنن من کان قبلکم۔ یعنی تم اپنے سے پہلے لوگوں یہودی اور کافروں کی سنت اختیار کروگے جیسے حدیث سے معلوم ہوا کہ انواط کی خواہش صحابہ نے کی تھی۔

باب [illegible] یعنی [illegible] اس کا مطلب یہ کہتے ہیں کہ گھوڑے کے سر پر ہوتا ہے۔

صفحہ باب فی الخسف قولہ ستخرج نار من قعر عدن۔ بعض روایات میں حضرموت ہے [illegible] نہیں ہے کیونکہ عدن سے نکلے گی اور حضرموت سے ہوکر جاویگی [illegible] شام تک پہنچیگی

باب [illegible] قولہ [illegible] یعنی [illegible] پس اسکو اذن دیا جاتا ہے۔ قولہ [illegible] کرے [illegible] یہ ہے۔

باب [illegible] قولہ [illegible] لعرب من شر۔ یعنی ویل ہے [illegible] قریب آگیا ہے۔ [illegible] کی دیوار میں سے اسقدر کھل گیا ہے۔ [illegible] اور یہی عقد عشرہ ہے۔

صفحہ باب [illegible] یوں کردی کہ [illegible] کو [illegible] کردیا [illegible] یہ حال ہے باوجودیکہ کوئی اشارہ [illegible] مگر وہ وقت ہو تو کیا کرے گا۔

صفحہ **باب** ما جاء فی [illegible] کقطع اللیل المظلم [illegible]
رات کے یعنی اسقدر تاریکی ہوگی جیسے سب قطعات [illegible] سے **قو**۔ [illegible]
انزل اللیلۃ من الفتنۃ۔ ای نزل ذکر [illegible] یعنی جھوٹ نزول کا [illegible]
برکت کا پستان میں زیب کثیر ہے وسطے ہے

باب ما جاء فی تدا شیف من عنف۔ آنحضرت صلعم [illegible] کی مراد [illegible]
تھے بعضوں نے تحقیق غور کیا ہے چنانچہ انہوں نے حقیقۃ مری کی [illegible]

صفحہ **باب** [illegible] کاٹے والی [illegible] کو [illegible]
بچایا جاتا ہے۔ مراد [illegible] وہ سب جو منہ سے بچایا جاوے۔

باب ما جاء فی قول النبی صلعم **قولہ** [illegible] علی الآخری یعنی [illegible]
کچھ فضل معتدبہ نہیں ہے۔

باب ما جاء اذا ذھب کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ یعنی جب کسریٰ چلا گیا پھر ان میں
کسریٰ کا لقب نہ رہیگا اسلئے کہ پھر سلطنت اسلام ہو جاویگی۔

صفحہ **باب** ما جاء فی ثقیف کذاب و مبیر یعنی ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب
اور ایک مبیر یعنی ہلاک کرنیوالا ہوگا۔ **قو** [illegible] یعنی بامر عکرمہ قتل۔

باب ما جاء فی الخلفاء **قولہ** [illegible] امیر۔ یعنی بارہ امیر ہونگے زیادہ کی نفی لازم
نہیں آتی۔ یہ یہ کہ بارہ خلفاء ہونگے یعنی خلفاء کی عادت پر ہونگے۔ بعض نے یزید وغیرہ کو
بھی شمار کیا ہے۔ کیونکہ اقامت حدود شرعیہ میں یہ لوگ مثل خلفاء کے تھے۔ بعض نے
یوں کہا ہے کہ اتصال ضروری نہیں۔ انہوں نے یزید اور مروان وغیرہ فاسق کو خارج کیا
ہے۔ **قولہ** [illegible] الذی یلینی یعنی جب میں نے حضرت کی بات نہ سنی تو جو شخص میرے
پاس تھا اس سے دریافت کیا۔

باب ما جاء فی الخلافۃ **قیل** لعمر بن الخطاب الخ حضرت عمر رض نے جواب دیا کہ اگر
خلیفہ کروں تو جائز ہے کیونکہ ابوبکر صدیق رض نے خلیفہ کیا اور اگر نہ کروں تو بھی جائز ہے کیونکہ
آنحضرت صلعم نے علی الاعلان کوئی خلیفہ نہیں کیا۔ مگر سنت حضرت کو پسند کرتا ہوں۔

[illegible] باب [illegible] قریش یعنی خلافت حق قریش کا ہے متغلب ہو کر خواہ کوئی چھین لے۔

[illegible] باب [illegible] بعض [illegible] پانچ برس آئے ہیں اور بعض میں سات برس اور بعض میں نو برس بس وجہ توفیق کی یہ ہے کہ جنہوں نے پانچ برس کہے باعتبار جہاد کے کہا اور کیونکہ جہاد پانچ برس تک کریں گے۔ جنہوں نے سات برس کہے انہوں نے دو برس خلافت کے جن میں بسبب اشاعت اسلام کے جہاد نہ کرینگے وہ بھی شامل کر لیا۔ اور جنہوں نے نو برس کہے وہ ان دو برس کو بھی شمار کرتے ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تبعیت میں رہینگے۔

باب [illegible] الدجال قولہ ومن حیھم کلاھی بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد خضر علیہ السلام ہیں۔ اور ممکن ہے کہ تمام جنت میں کوئی صحابی باقی رہے قولہ تعالیٰ تلکم الیہود، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا جب دجال کو مار کر فارغ ہونگے۔

[illegible] باب [illegible] علامات خروج الدجال۔ الملحمۃ العظمیٰ جنگ عظیم [illegible] سے مراد حضرت امام مہدی کے فتوحات ہیں۔

باب [illegible] الدجال [illegible] یعنی وہ بیچ بیچ ہوں گی۔ فافترقنا یعنی [illegible] سے ہم لوگ چلے گئے [illegible] یعنی پیچھے پھر کیوقت آئے۔ قال [illegible] کے سبب بہت فساد اور شر پیدا ہوتے ہیں۔ قولہ [illegible] جوان [illegible] ای اوقع [illegible] مہینے ہوتے ہیں۔ قولہ ثم یکون عور جلا [illegible] جانب سے گذریگا۔ قولہ [illegible] قولہ [illegible] رہے منارہ [illegible] ہوگا اس میں سے موتی چاندی کا اور مشل لولو کے صفائی [illegible] کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے ہیں۔ قولہ بشرقی دمشق۔ [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیت المقدس میں ہوگا۔ [illegible]

ہیں کہ بیت المقدس کے مشرق کے سامنے کی جوکہ جانب [illegible] مشرق [illegible]
بیت المقدس سے مشرق کی جانب ہے **قولہ** [illegible] [illegible]
جاوے گی **قولہ** ثم یغزوہ یعنی پھر ان کی دوسری جماعت لڑیگی۔ چونکہ پہلی [illegible]
کر گئی ہوگی اسلئے دوسری جماعت کے گی شاید بھی اسمیں پانی ہوگا **قولہ** [illegible]
اہل بیت [illegible] ہم کو [illegible] کے گھر کو نہ چھوڑیگی۔ **قولہ** [illegible]
معنے ہیں۔ **قولہ** [illegible] فری کے معنے چھٹے ہوئے۔ **قولہ** [illegible]
عروس آراستہ **قولہ** [illegible] یعنی اسدن ایک جماعت ایک [illegible]
گی [illegible] پچھلے [illegible] سے سیر کرینگے۔

صحۃ باب ما جاء فی صفۃ الدجال **قولہ** کانہا [illegible]

باب ما جاء ان الدجال لا یدخل المدینۃ۔ قال الایمان یمان یعنی [illegible]
صاحب ایمان ہیں اسلئے نسبت کردیا ہے اس سے غیر کی نفی لازم نہیں آتی [illegible]
مکہ سے یمن کیجانب ہے اور وہاں ایمان کو ترقی ہوتی ہے۔ **قولہ** والسکینۃ [illegible]
بکری والوں میں غرور نہیں ہوتا اور فخر اور ریا چلانے والوں میں ہے۔ ایک صاحب خیبر اور
دوسرے صاحب وبر یعنی مالک شتر **قولہ** اذا جاء دبر احد یعنی احد پہاڑ کے پیچھے [illegible]

باب ما جاء فی ذکر ابن صیاد **قولہ** اما حجاجا و اما معتمرین یعنی ہم اسوقت حاجی تھے
اور یا عمرہ ادا کرتے تھے **قولہ** لقد ہممت ان آخذ حبلا یعنی میں قصد کرتا ہوں کہ ایک رسی
لوں اور درخت سے باندھکر پھانسی لوں۔ بسبب اسکے کہ لوگ مجھکو دجال کہتے ہیں اور میرے
بارے میں بہت کچھ بیان کرتے ہیں۔ بتائے تو بھی اگر کسی اور پر میرا حال پوشیدہ ہو تو ہو مگر
تم پر کیسے پوشیدہ ہو سکتا ہے۔ **قولہ** الست من اہل المدینۃ الخ کیا میں اہل مدینہ میں سے
نہیں ہوں۔ اور اسوقت تمہارے ساتھ مکہ کو نہیں جارہا ہوں کہا ابوسعید نے ہمیشہ [illegible]
پھر بھی نہیں کرتا گیا یہانتک کہ میں نے کہا کہ یہ بہتان لگایا ہے۔ تو دجال نہیں ہے۔
پھر کہا اے ابوسعید میں تمکو خبر سچی بتاتا ہوں میں اسکے باپ کو اور اسکو جانتا ہوں۔ اور
یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ اب کہاں ہے۔ ابوسعید ڈر گئے کہ شاید یہی نہو۔ کہا خدا تجھکو ہمیشہ

[illegible] حضرت عمرؓ کا مذہب یہ ہے کہ یہ دجال موجود ہے۔ اور تمیم داری
[illegible] حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کوئی اور ہے۔ مگر حضرت عمرؓ کی دلیل یہ ہے کہ جب
[illegible] تمیم داری [illegible] ابن صیاد کو دجال کہتا رہا آنحضرت صلعم نے منع نہ فرمایا
[illegible] تمیم داری [illegible] اسکی رو دکھلائی گئی ہو بسبب کسی کیفیت کے
قولہ [illegible] ابن صیاد [illegible] صادق وکاذب یعنی مجھکو کوئی بات سچی معلوم ہوتی ہے
[illegible] قولہ خلط علیک الامر یعنی مخلوط ہے سچ اور جھوٹ میں قولہ
[illegible] حضرت [illegible] اپنے دلمیں ایک بات پوشیدہ
[illegible] کو پوشیدہ کیا تب قولہ [illegible]
[illegible] اپنی قدر سے آگے نہ بڑھیگا۔ کتاب میں یہ لفظ خسا متروک ہوگیا تھی
[illegible] موجود ہے قولہ [illegible] نے کہا میں دیکھتا ہوں ایک سچی
بات اور دو کاذب اور دیکھتا ہوں [illegible] ایک ہوں قولہ دعہ یعنی چھوڑ دے اسکو
[illegible] حضرت عمرؓ [illegible] حضرت [illegible] صلعم نے قولہ وله همهمة یعنی اسکو
[illegible] خفیف [illegible] کوئی خبر سے [illegible] تب قولہ [illegible] رحمک ربک لا
[illegible]

[illegible] قولہ [illegible] حدیفة [illegible]
[illegible] فتنوں کے سوال کرتے ہیں۔ فرمایا [illegible] کا فتنہ جو
[illegible] کو روزہ وغیرہ عبادت کفارہ کر دیتی ہیں قولہ [illegible]
[illegible] مگر [illegible] ختم ہو گئے ہیں۔ تاویل اسکی یہ
[illegible] ٹوٹ جائیگا یعنی قتل کیا جائیگا
[illegible]

[illegible] لوگ اسکے خاموش ہوگئے کہ حضرت
[illegible] قولہ [illegible] قولہ
[illegible] مادام یضطرب [illegible]

باب حدثنا ابراهیم بن یعقوب نحو حدیث قال انکم فی زمان من ترک عشر ما امر به هلک الخ ۔ یہ غرض نہیں کہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ دسواں حصہ مامور بہ کا چھوڑ دو تو ہلاک ہو۔ اور پھر ایسا زمانہ آئیگا کہ اگر دسواں حصہ بجا لائیں تو رہائی پائیں ۔ ورنہ آجکل دسواں حصہ مامور بہ کا کافی ہوگا ۔ مثلاً ہم تین روزے بجائے تیس کے رکھ لیا کریں اور کفایت ہوا کریں بلکہ اخلاص کا بیان مقصود ہے یعنی اگر دسواں حصہ خلوص کا چھوڑ دو تو ہلاک ہو جاؤ ۔ اور اگر وہ عشر بجا لاویں تو چھوٹ جاوینگے کیونکہ وہ بڑے فتنے کا زمانہ نہ ہوگا ۔ **قولہ** ما ادحان سود به وہ لوگ مراد ہیں جو کہ حضرت امام مہدی رض کی مدد کیواسطے آئینگے ۔

ابواب الرؤیا

صفحہ **باب** ان رؤیا المؤمن جزء من ستۃ وأربعین جزءا من النبوۃ ۔ یہ بطور اسکے ہے کہ حضرت کو قبل نزول وحی کے چھ مہینے تک خواب صادق آتے تھے ۔ اور آنحضرت صلعم پر تیئیس برس تک وحی آئی اسکا چھیالیسواں حصہ چھ ماہ ہوتے ہیں اور اور بعض روایات میں چالیس جزء بھی آئے ہیں وہ بدیں معنے کہ جب عشرات کا بیان ہوتا ہے عرفاً احاد متروک ہوتے ہیں ۔

صفحہ **باب** ذهبت النبوۃ وبقیت المبشرات **قولہ** قال شقت ۔ یہ بصیغہ مجہول انقطاع پر دال ہے ۔

صفحہ **باب** ما جاء فی تعبیر الرؤیا **قولہ** وهی علی رجل طائر ما لم یحدث بها فاذا تحدث بها سقطت ۔ یعنی وہ خواب جانور کے پاؤں پر ہے ۔ یعنی ایک مصداق پر قرار نہیں جیسے جو چیز جانور کے پاؤں پر ہو ۔ وہ اسکے ساتھ ادھر ادھر ہو جاتی ہے ۔ مگر یہ اسوقت تک ہے کہ اسکی کوئی تعبیر بیان نہ کیجاوے ۔ جب اسکی تعبیر بیان کیجاوے ساقط ہو جاتی ہے وہی مصداق اسکا مقرر ہو جاتا ہے ۔ یہ معنے مشہور ہیں ۔ مگر یہ معنے خلاف عقل سلیم کے ہیں ۔ اسلئے کہ جب علم واقع میں صاحب خواب کو ایک واقعہ دکھایا

تعبیر و تعبیر وہ ایک معین ہے اور اسکا محل عندہ ایک خاص چیز ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو تعبیر کہدے وہی ہو جاوے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو خطا کی نسبت کی کیونکہ کی تعبیر خلاف واقع تھی۔ بلکہ حدیث کے یہ معنے ہیں کہ جبتک کوئی خواب کی تعبیر نہدے پرندہ کی طرح پر ہے یعنی خواب دیکھنے والے کے دل پر کہ وہ مثل طائر کے اودھر ادھر ہو سکتا ہے۔ اور اسکا مصداق مختلف ٹھہر سکتا ہے پس جب تعبیر بیان کر دیجاوے تو ساقط ہو جاتا ہے یعنی اسکے دل کا وہ اضطراب ساقط ہو جاتا ہے۔ اور یہ فرمانا کہ دوست اور دانا کے پاس بیان کیا کرو۔ اسواسطے ہے کہ اگر کوئی بری بات کہدے تو بے فائدہ قبل از مرگ واویلا کا مضمون ہوگا۔

صفحہ باب قولہ یحدث الرجل بہا نفسہ۔ یعنی جو باتیں دلکو کرتا رہتا تھا وہی خیر کرتا ہے۔

باب ما جاء فی الذی یکذب فی حلمہ۔ یعنی جو جھوٹ خواب بناوے۔

باب ما جاء فی رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن رؤیۃ النبی صلعم فی ابی بکر و عمر۔ یعنی دیکھنا حضرت کا اپنے آپ کو اور ابوبکر رضہ وغیرہ کو۔ قولہ کان فی یدی سوارین۔ یہ اشارہ اسکی طرف تھا کہ میں اپنے دونوں ہاتھ نبوت سے رہنمائی کرتا ہوں۔ دو کنگن کہ وہ مرد دنیا کے کہتے ہیں اسمیں آکر لپٹ گئے ہیں ورنہ دیت سے بالغ ہیں قولہ اصبت بعضا و اخطأت بعضا۔ محشی نے خطا کے وجوہ بیان کئے ہیں۔ اور ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا تھا کہ اخیر کار جل جوڑ کر چڑھ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جوڑ کر چڑھنے والا وہی شخص ہے کہ جسکے وقت میں ٹوٹی ہے۔ اور یہ خلاف واقع ہے۔ کیونکہ رسی کا ٹوٹنا سبب ہے شہادت حضرت عثمان رضہ سے۔ ورنہ یہ مضمون جب صادق ہوتا کہ حضرت عثمان فتنہ کو رفع کر کے امامت پر قائم رہتے۔ ولیس کذلک۔

ابواب الشہادات

صفہ ۵۲ قولہ ولا ذی غمر لاخیہ، اور وہ صاحب حسد بسبب حسد دنیاوی کے واغمر،
امر دنیاوی کے حسد کو کہتے ہیں۔

ابواب الزہد وصفۃ القیامۃ

صفہ ۵۵ باب ماجاء فی قول النبی صلعم لو تعلمون الخ قولہ واطت السماء وحق لہا ان تئط۔ یعنی چٹختا ہے آسمان اور اسکا چرچرانا حق ہے کیونکہ اسقدر فرشتے رب کے لئے سجدے میں پڑے ہیں۔

باب ماجاء من تکلم الخ قولہ لیتکلم بالکلمۃ، کا تلفظ کرتا ہے اور اسکی پرواہ کچھ نہیں کرتا۔ اور لوگوں کا ہنسانا مقصود ہے۔

صفہ ۵۵ باب ماجاء ان الدنیا سجن للمؤمن وجنۃ الکافر۔ یعنی دنیا مومن کامل کے واسطے قیدخانہ ہے۔ احکام شرعی میں اسکے حرکات وسکنات مقید ہیں۔ اور کافر کے لئے جنت ہے اگرچہ مفلس ہی ہو۔ تو بھی آزاد ہے جیسے جنت کے لوگ آزاد ہونگے۔

باب ماجاء مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر قولہ یقول ثلث اقسم علیہن واحدثکم حدیثا یعنی تین خصلت بیان کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ وہ حق ہیں۔ کیونکہ لفظ مستبعد ہیں۔ اور پھر حدیث بیان کرونگا۔

باب ماجاء فی ہم الدنیا قولہ انما یکفیک من جمیع المال خادم ومرکب فی سبیل اللہ واجد فی الیوم قد جمعت۔ یعنی آپ نے یہ اندازہ کفایت کا بیان کیا تھا۔ اور میں آجکل اپنے گھر میں اس سے زیادہ پاتا ہوں۔

باب ماجاء فی تقارب الزمن۔ یعنی بسبب بے برکتی زمانہ بہت جلد گذریگا۔ وکام

کچھ بھی نہ ہوگا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ بسبب کثرت مشاغل دنیاوی کے لوگوں کو معلوم نہ ہوگا۔

صفحہ باب ماجاء فی قصر الامل قولہ وضع یدہ عند قفاہ ثم بسطہا یعنی ہاتھ کو گدی جانب بہت دور کرکے بتایا۔

صفحہ باب ماجاء فی … قولہ ثم فرق بین یدیہ یعنی ہاتھ کو ایکدوسرے پر رکھا۔ گویا بتایا کہ افسوس وہ مرگیا قولہ قال ان کنت تحبنی فاعد للفقر یعنی اگر تو مجھکو دوست رکھتا ہے تو پھر گھوڑے کو ہتھیار فقر کی لڑائی کیلئے تیار رکھ۔ کیونکہ فقر میرے دوست کیطرف سیل سے بھی زیادہ تیز آتا ہے۔ قولہ یدخلون الجنة قبل اغنیاءہم بخمسمأة۔۔

باب ما جاء فی معیشة النبی صلی اللہ علیہ وسلم قولہ قال کنا ننفخہ فیطیر منہ ما طار یعنی اسوقت آٹے کو چھانتے نہ تھے بلکہ آٹے کو پھونک مارکر اڑاتے تھے جو کچھ بھوسی دم کی ہوا سے اڑجاتی پھر اسکو پانی ڈالکر گوندھ لیتے تھے۔

صفحہ باب ماجاء فی معیشة اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قولہ ما نأکل … ورق الحبلة والسمر یعنی ببول کی پھلی اور پتے قولہ واصبحت بنو اسد یعزرونی بالدین … یعنی باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں یہ تکالیف سہنے اٹھائیں اب بنو اسد مجھکو دین کے بارے میں تعلیم دیتے ہیں یہ اسوقت فرمایا جب انکو حضرت عمر رض نے کوفہ کا حاکم بنا کر بھیجا ہے اور وہاں کو لوگ کہتے تھے کہ سعد کو نماز پڑھنی ہی نہیں آتی۔ قولہ … عند ہذہ السمرة یعنی پیڑ ببول کے جسکو تم جانتے ہو۔ شاید یہ کہا کہ کوئی اور … تم کہا سے ہوتے۔ قولہ … یعنی اگر ایسی بات … تو ہمیں … ڈوبا قولہ وعلیہ ثوبان ممشقان یعنی گیرو کے رنگے ہوئے۔ قولہ تمخط فی … یعنی ایک کپڑے میں ناک صاف کی پھر کہا واہ واہ ابوہریرہ کتان … کرتا ہے … یہ ہے کہ کسی وقت ایسی حالت دیکھ چکا ہے۔

صفحہ باب ماجاء فی الریاء والسمعة قولہ من یرائی یرائی اللہ بہ یعنی خدا … لوگوں کے دلوں میں اسکے ریا کو ظاہر کردے گا۔

صـ باب فی [illegible] قولہ [illegible] [illegible]
جاوے کہ وہ لوگ اس سے خفا ہوں باوجود یکہ اور [illegible] کے۔ [illegible]

صـ باب حضرت محمد [illegible] اسکو باب [illegible] [illegible]
یعنی آدمی کو نہ چاہیے کہ وہ ان کے حقوق ادا نہ کرے۔ حضرت خود [illegible] بیوی وغیرہ کے
حقوق میں قاصر ہو کر تمام رات عبادت میں گذارتے تھے۔

باب [illegible]۔ حضرت عائشہ رض کی حدیث میں [illegible] جیسے
خطوط میں رسم ہے کہ اخیر میں ملحدہ کرتے ہیں۔ قولہ [illegible]۔ یعنی [illegible]

صـ باب [illegible] قولہ [illegible]۔ یعنی تین بیعتیں ہونگی ایک وہ
کہ لوگ انکار کرینگے کہ ہمارے پاس تیری دعوت نہیں آئی۔ دوسری وہ کہ جس میں [illegible]
کے مقر ہونگے اور عذر کرینگے۔ تیسری وہ کہ صحف دیے جاوینگے۔

صـ باب [illegible] [illegible] ولیت
باعتبار درجے کے ہے۔ یعنی اول اصل تدبیر کی جگہ صراط ہے پھر میزان پھر حوض
کیونکہ ضرورت کے درجات اسی ترتیب سے ہیں اور باعتبار وجود وقتی اور زمانے کے معاملہ
برعکس ہے۔ کیونکہ اول حوض ہوگا اسوقت جبکہ لوگ میدان حشر میں گھبرا رہے ہونگے پھر
آنحضرت صلعم حساب کیواسطے شفاعت کرینگے اور اسکا نام شفاعت کبریٰ ہے۔ بعد حساب و
کتاب کے میزان قائم ہوگی۔ بعد وزن کے لوگ صراط پر جاوینگے۔ پھر آنحضرت صلعم شفاعت
کرینگے جو کہ خاص اپنی امت کیواسطے ہوگی اور یہ شفاعت صغریٰ ہوگی۔

باب [illegible] قولہ [illegible]۔ یعنی
ایک میدان صاف میں کہ اگر کوئی پکارے تو سب کو ایک آواز پہونچے۔ اور اگر کوئی دیکھے تو نظر
سب پر نفوذ کر سکے۔ یہ خوبی [illegible] اس میدان کی ہے کہ کوئی [illegible] اور [illegible] اس
میدان میں نہیں ہے۔ قولہ [illegible] اصل یہ ہے کہ یہاں [illegible]
کا قصہ متروک ہے اسلئے کہ یہ دعا آنحضرت صلعم کی قبولیت اور [illegible] سے
اور اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ حساب شروع ہوگا بعدہ میزان اور پھر صراط اور حوض سے ہو [illegible]

میں یہ حکم ہوگا [illegible] أدخل من أمتك من لا حساب عليه من الباب الأيمن قوله وهم

شریک [illegible] یعنی داہنے دروازے سے انکو داخل کرو اور یہ لوگ اور دوسرے

[illegible] دوسرے دروازوں میں بھی حق مرور میں شریک رہینگے قوله مصرعين مصراع

دروازے [illegible] قوله [illegible] لیدخلن الجنة بشفاعة رجل من امتی اکثر من بنی تمیم یعنی جنت

میں [illegible] کے میری امت میں سے بنو تمیم سے بھی زیادہ لوگ جنت میں

[illegible] بہت بڑا قبیلہ ہے۔

[illegible] قوله یتحفون بالمتنعمات۔ یعنی میوہ دیے

[illegible] بسبب مشقت کے۔

[illegible] قوله [illegible] والسنين۔ بصیغۃ التثنیۃ، عام اور دال جیں

[illegible] واشتد ظهر وکبل ہی گئی تہیں۔ گذرتے تھے کہیں

[illegible] بعض مراتب میں صرف یک تہ بعض میں دو۔ قوله عقدت من

[illegible] قوله [illegible] دونوں بصیغہ امر کسی

[illegible] قوله [illegible] یعنی حضرت گھر میں تشریف لیے

[illegible] حضرت نے خود بیان کیا۔ قوله [illegible] بقودة یعنی طمع کا بدلہ

[illegible] باقی فقرات قوله ان لکل شئ سترة و فترة الخ

[illegible] اگر صاحب تیزی کا سیدھی

[illegible] پہنچ جاوے گا اور گر ایسی تیزی کی کہ لوگوں

[illegible] قوله [illegible] کیونکہ آدمی کی زندگی

[illegible] سو برس کا سامان کرتا ہے

[illegible] قوله [illegible] علم بھی ستی ف بھی یہ ہے۔ قوله

[illegible] ڈرایا گیا اس حال میں کہ کسی

[illegible] قوله وبقيت علی تلثونه الخ

[illegible] کہ اس سورات [illegible] تقسیم کیا جاوے، خلاصہ

یہ ہوگا کہ پندرہ دن ... تشویش نہایت تنگی وقت ہوئے۔ [illegible]
اسکو مکے سے سفر کا بیان مقرر کرتے ہیں اور حضرت بلال کا اور حضرت سعد کا [illegible]
صاحب ترمذی کو حضرت بلال کے قول میں اسکے نہونے سے شبہ ہوگیا ہے کوئی [illegible]
بات نہیں۔ ظاہر حدیث کے لفظ سفر پر دال نہیں اور ثبوت وقت کا لیکن بہت [illegible]
محمل یہ ہے کہ یہ قصہ ابتدا اسلام کا حالت سفر میں ہوا ہے۔ [illegible] مقرر [illegible]
حضرت بلالؓ کی بغل میں آجاتا تہا جس سے خود بھی کہاتے ہوئے اور حضرت سعد [illegible]
پندرہ روز تک دیتے رہے ہونگے۔ قولہ [illegible]
بکرۃ۔ بکرہ بلغ کو کہتے ہیں قولہ [illegible]
[illegible] حضرت جابر [illegible]
سے آدمی کو کیا ہوتا ہوگا۔ کما ہا [illegible] ہم بھی یہی سمجھتے تھے مگر جب وہ [illegible]
ہمکو اسکی قدر معلوم ہوئی کہ وہ ایک ہی بہت کچھ تہا۔ قولہ [illegible]
صلعم نے سوال کیا کہ اگر تمہارا ایسا حال ہو جاوے کہ فجر کو ایک [illegible] پہنو اور شام کو دوسرا
اور ایک رکابی کہانے کی اٹھائی جاوے اور ایک رکھی جاوے تو تم جیسے ہوگے یعنی [illegible]
سے اچھے ہوگے یا نہیں۔ قولہ [illegible] لتستغنی [illegible] اور میں نے انہیں سوال کیا
تہا مگر اس خیال سے کہ کوئی گھر لیجاوے۔ اور جب گھر لیجا دیتے تو ضرور کچھ نہ کچھ [illegible]
قولہ ما رأینا قوما ابذل من کثیر واحسن مواساۃ من قلیل یعنی جیسے کوئی قوم ایسی نہیں
دیکھی کہ زیادہ میں سے بہت خرچ کریں اور کم میں سے بھی مواساۃ یعنی مدد کریں [illegible] قوم انصار
سے بڑھکر۔ قولہ حتی لقد خفنا۔ اور یہاں تک کہ ہم ڈر گئے کہ سارے ان احسانات کا اجر حضرت
انہیں کو دیگا کیونکہ ہم اسکی کوئی مکافات نہیں کرتے کہ ہمکو بھی کوئی اجر ملتا۔ آپ نے فرمایا
کہ اگر دعا کرتے رہوگے تو تمکو بھی ملیگا۔ ورنہ صرف انہیں کو دیگا قولہ علی کل قریب [illegible]
حرام ہے ہر قریب پر جو کہ لوگوں کے واسطے قریب رہے اور معاملات بہم آسانی سے کرے۔
قولہ ولم یر مقدما رکبتیہ یعنی کبھی حضرت صلعم کے زانوے مبارک نشست میں اپنے جلیس سے
بڑھے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ قولہ کامثال الذر یعنی مثل چیونٹی کے آدمی کی صورت

ہیں **قولہ** یحدث حدیثا۔ اسکے آخر محذوف ہے۔ یعنی میں اگر اس حدیث کو یک دو تین چار ست تک سنتا تو کبھی نہ بیان کرتا مگر بہت دفعہ سنی تھی اسلئے بیان کرتا ہوں۔ **قولہ** وکانت جدتنا سریۃ۔ سریہ اس لونڈی کو کہتے ہیں جو کہ وطی کیواسطے مخصوص ہو۔ **قولہ** وکنت اسمع الخ یہ صرف انکی احتیاط کا حال بیان کر دیا ہے کہ اگر کوئی مسئلہ دریافت کرتے تو کسر النفسیہ کلمہ کہتے۔ ”ندا لم“ یعنی میں نہیں جانتا۔

صفحہ **باب** ما جاء فی عرف الجنۃ **قولہ** اھل لا یرون الاخرین یطوف علیھم المؤمن۔ یعنی ہر گوشہ میں بیبیاں ہونگی کہ مومن اسنے وطی کریگا اور دوسرے گوشے کی بیبیوں نہ دیکھینگی۔ ور مذکر ضمیر باعتبار لفظ اہل کے عائد کیگئی ہے۔

صفحہ **باب** ما جاء فی صفۃ ثیاب اھل الجنۃ **قولہ** وقال بعض اھل العلم الخ پہلے یوں ذکر آیا تھا کہ بین درجتین کے مائۃ عام کا فاصلہ ہوگا۔ اور یہاں خمسمائۃ فرش کو فرمایا۔ فرش کے خمسمائۃ ہونیکے معنے کر دئے کہ فرش در جونمیں ہونگے۔ اور درجونکا فاصلہ پانسو کا فاصلہ ہوگا۔ باقی تطابق یوں ہو گا کہ مفہوم عدد معتبر نہیں ہے۔

صفحہ **باب** ما جاء فی سوق الجنۃ **قولہ** وما فیھم من دنی ای بحسب علمھم۔

صفحہ **باب** ما جاء فی خلود اھل الجنۃ والنار **قولہ** ثم یطلع علیھم رب العالمین پھر رب العالمین اسطرح طلوع کرینگے کہ کوئی پہچان نہ سکیگا۔ کیونکہ یہ مقتضی بشریت ہے کہ انکی قوت متخیلہ میں ہر یک معلوم کی صورت ہوتی ہے۔ علی ہذا خداتعالے کو انسان اپنی مخیلہ میں ایک صورت سے جانتا ہے ہر چند اس صورت پر قرار نہیں دیا اسکو وقعہ کرتا ہے جب اسکے غیر میں دیکھے گا نہ پہچان سکیگا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ فرشتہ ہوگا۔ **قولہ** وھو یامرھم ویثبتھم۔ یعنی خدا ہی انکو حکم کرتا ہے کہ اپنے معبودوں کے پیچھے جاؤ۔ اور وہی ثابت رکھتا ہے ذ المتحان میں ثابت ہے۔

صفحہ **باب** ما جاء ان للنار نفسین **قولہ** اخبروا **قولہ** التحولی۔ کیونکہ جنت میں بیٹھنے کی ہی جگہ نہیں۔ وآپ فرماتے ہیں کہ تیری تمنا دنیا سے دس اضعاف اور دینگے۔

ابواب الایمان

صفحہ **باب** ماجاء امرت ان اقاتل الناس **قولہ** لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ یہ مقاتلہ ان لوگوں سے تھا جو کہ زکوۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ مختص جانتے تھے۔ انکا جواب یوں بھی ہوسکتا تھا کہ فرض زکوۃ قطعی ہے اور قطعیات کا انکار کفر ہے مگر ایسا جواب دیا کہ آپ کے نزدیک نماز کا منکر کافر ہے اور حاصل یہ ہے کہ فقط کلمہ سے نہ بچی خارج ہے نماز جو انکر الصلوۃ فھو جواب فی الزکوۃ۔۔

صفحہ **باب** ماجاء بنی الاسلام علی خمس **قولہ** شہادۃ ان لا الہ الا اللہ اس میں اشعار ہے کہ اسلام فعال جوارح کا نام ہے کیونکہ شہادت منہ سے کہدینے کا نام ہے۔

باب ماجاء فی وصف جبرئیل الخ **قولہ** فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دو صورتیں ہیں جیسا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔ مگر اسکی تقریر یوں بھی ہوسکتی ہے فان لم تکن تراہ درحقیقت پہلی ہی شق کا بیان ہے دوسری صورت کوئی نہیں۔ کیونکہ جب یوں فرمایا تعبد اللہ کانک تراہ۔ ہرچند کانک فرمایا تھا مگر تاہم وہم گیا کہ ہم اسکو کیونکر دیکھ سکتے ہیں اسکا ثبوت کردیا کہ اگر تو اسکو دیکھ نہیں سکتا تو وہ تجھکو دیکھتا ہے۔ جب کسی شخص کا خوف ہوتا ہے اگر یہ خائف اسکو خود دیکھے جب بھی ڈرتا ہے، اور اگر ایسی صورت ہے کہ وہ شخص مخوف عنہ خائف کو دیکھے اور یہ نہ دیکھے تو بھی ویسا ہی ڈرتا ہے۔ پس بتلادیا کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے بس ایسے ہی ڈر کر عبادت کر کہ تو اسکو دیکھ رہا ہے ہرچند وہ حجاب میں دیکھ رہا ہے مگر کانک تراہ۔ کے منافی نہیں۔ پس کانک تراہ کا وہم دور ہوگیا۔ اور دلیل اسکی یہ ہے کہ نفی میں یوں نفرمایا۔ فان لم تکن تراہ فانہ یراہ۔ اگر یہ دوسری صورت ہوتی تو پہلے کی نفی ہونی چاہیے۔ اور بعض روایات میں یوں آیا ہے۔ تعبد اللہ کانک تراہ۔ یہ روایت بھی موید ہے کہ یہ وہم ناشی کا دفع ہے۔ دوسری صورت اور اہل عرفان اسکا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ یہ کان تامہ ہے یعنی اگر تو موجود ہوگا تو اسکو دیکھ لیگا۔

اس تقریر میں بھی کانک تراہ کا ثبوت ہے۔ اس میں وہم تھا کہ یہ درجہ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔

صفحہ **باب** مَا جَاءَ فِي اِضَافَةِ الْفَرَائِضِ اِلَى الْاِيْمَانِ **قوله** اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ۔ بس حدیث کے نزدیک چار چیزوں میں سے ایک چیز بیان کی ہے۔ اور باقی تین چیزیں متروک ہیں۔ و شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ صرف ایمان کا بیان ہے۔ علی ہذا صاحب ترمذی کے نزدیک بدل ہی ہے ورنہ ترجمۃ الباب کی مطابقت نہیں ہوتی۔ اور جزئیت فرائض لازم نہیں آتی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ چاروں یہاں بیان کر دی گئیں۔ یہ ترمذی کی عبارت میں ہو سکتا ہے کیونکہ انکی روایت میں چار چیز سے زیادہ نہیں ہے۔ مگر جہاں بعض روایات میں صوم بھی بات اسوقت پانچ بھی ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا اسکی تاویل کرتے ہیں۔ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ۔ تو حضرت نے ہی طرف سے زیادہ کیا ہے۔ مگر بعض روایات میں حج بھی آیا ہے۔ اگرچہ اور جگہ کہتے ہیں کہ قبل نزول حج کے تھے۔ مگر وہاں کوئی تدبیر نہیں بن سکتی لہٰذا ظاہر قول محدثین کا معلوم ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں نزاع لفظی ہے۔ کیونکہ محدثین ایمان کامل میں داخل کرتے ہیں اور متکلمین نفس ایمان بمعنے تصدیق سے خارج کرتے ہیں۔

باب فِي اسْتِكْمَالِ الْاِيْمَانِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ۔ **قوله** اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اس سے کمال اور دوسری حدیث سے کہ اسمیں ناقصات فرمایا کمال اور نقصان اور زیادتی معلوم ہوگئی۔

صفحہ **باب** لَا يَزْنِي الزَّانِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ **قوله** وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِي الزِّنَا۔ اس کلام اور اگلی حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں۔ اور پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر ہو جاتا ہے پس ضرور ہو کہ پہلی حدیث میں تاویل کیجئے کہ کمال کی نفی ہے۔

باب مَا جَاءَ اَنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا۔ **قوله** اِنَّ الدِّيْنَ لَيَأْرِزُ اِلَى الْحِجَازِ ابن حجر لکھتا ہے کہ یہ امر بعد حضرت کے سو ڈیڑھ سو برس تک ہو چکا ہے۔ کہ جوق جوق مسلمان ہو کر حجاز میں آتے تھے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت نے امام مہدی کیوقت کی خبر دی ہے۔ مگر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اسوقت میں دین شام کو جاویگا۔

ابواب العلم

ص۹۳ باب ما جاء فی ذهاب العلم قوله ثکلتک امک زیاد ان کنت لاعدک من فقهاء اهل المدینة یعنی میں تجھ کو مدینے کے فقہا میں سے شمار کرتا تھا یہ تو نے کیسی بات دریافت کی ہے۔ کیا نہیں دیکھتا کہ توریت وانجیل یہود و نصاریٰ کے پاس ہیں سو کیا ہوا انکو کیا مفید ہے۔ هذا حدیث حسن غریب قوله قال شداد ... قال ابو عیسی

ص۹۴ باب ما نهی عنه ان یقال عند حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم قوله وروی هذا الحدیث غیر ... حدیث محمد بن المنکدر ... علی التفصیل یعنی جب ابن عیینہ اس حدیث کو الگ بیان کرتا ہے تو محمد بن منکدر کی حدیث کو مرسل بیان کرتا ہے۔ اور سالم کی حدیث کو متصل بیان کرتا ہے۔ اور جب دونوں کو علی الاجتماع بیان کرتا ہے تو دونوں کو متصل بیان کرتا ہے۔ جیسے اصل روایت میں موجود ہے۔

باب ما جاء فی الحدیث عن بنی اسرائیل۔ یعنی بنی اسرائیل سے کوئی قصہ یا کوئی اور امر شریعت سابقہ کا بیان کرنے کو پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تھا کہ فتنہ نہ ہو جاوے، پھر جب معلوم کیا کہ اسلام پختہ ہو گیا تو اجازت دیدی۔

ص۹۶ باب الاخذ بالسنة قوله فقال رجل ان هذه موعظة مودع۔ یعنی ایک آدمی نے کہا کہ یہ نصیحت رخصت کرنے والے کی سی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجکو وداع کرتے ہیں۔

ص۹۷ باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة قوله غیر محمد بن العلاء ولا ادری کیف هو قال لا ادری اهو صحیح ام لیس قوله حتی النملة فی جحرها، ملائکہ کے ذریعہ سے خداوند کریم نموت کو علم دیتا ہے۔ یا یہاں کے نملہ سلسل وہاں سے نملہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور یا یہ کلیۃً دعا کرتے ہیں۔

ابواب الاستیذان والآداب

صفحہ ۹۹ **باب** ماجاء فی التسلیم علی الصبیان **قوله** قال بهز تکلم فیه ابن عون تھ روی عن حلال بن ابی زینب عن شهر بن حوشب۔ یعنی ابن عون نے اسمیں کلام کیا ہے پر اس روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسکو کہیں سے توثیق ہوگئی ہوگی۔

صفحہ ۹۹ **باب** ماجاء فی تسلیم الراکب علی الماشی **قوله** والقلیل علی الکثیر یعنی قلیل عدد کثیر عدد پر سلام کریں اسلئے کہ اگر وہ کریں تو ایک بڑا شور و غل ہوگا۔

باب الاستئذان قبالة البیت۔ یعنی گھر کے سامنے ہو تو اذن طلب کرنا۔

باب التسلیم قبل الاستئذان **قوله** قال عمرو اخبرنی بهذا الحدیث۔ اسمٰعیل عمر بن سفیان اس روایت میں عمرو بن عبد اللّٰہ اور کلدہ کا واسطہ نہیں ہے۔

صفحہ ۹۹ **باب** کراهیة طروق الرجل اهله لیلا۔ یعنی سفر سے اپنے گھر میں رات کو وقت بے کہا سنے چلا آنا۔

باب کیف یکتب الی اهل الشرک **قوله** ان ابا سفیان اخبره ان هرقل ارسل الیه فی نفر من قریش وکانوا تجارا بالشام۔ یعنی جبکہ ابوسفیان ایک جماعت قریش کیساتھ تجارت کے واسطے شام کو گئے تھے اسوقت ہرقل بادشاہ روم نے انکی طرف آدمی بھیجکر بلایا پس وہ آئے اور انسے کچھ باتیں کیں اور ایک خط منگوایا جو کہ آنحضرت صلعم نے ارسال فرمایا تھا۔

صفحہ ۹۹ **باب** ماجاء فی کراهیة ان یقول علیک السلام مبتدیا۔ یعنی کراہت اس بات کی کہ ابتداءً علیک السلام کہے۔ البتہ مقابلہ میں مجیب کے ہے جو کہ وعلیک السلام کہتا ہے۔ کیونکہ اسمیں علیک مقدم کرنا جائز ہے۔ **قوله** اذا سلم سلم ثلثا۔ یعنی اسطرح فرماتے السلام علیکم اور فعل یا تین مرتبہ۔ اور صاحب مجمع البحار کے نزدیک جو معنے ہیں وہ بھی صحیح ہیں۔

باب ماجاء فی قصة اسید بن حضیر **قوله** علیٰ تسمیه ...۔ ممکن ہے کہ وہ تسمیع آیات

ہوں جو کہ توریت میں ہیں۔ اور اَلْقَصْدُ وَ ایک امر زائد اپنی طرف سے بیان فرمایا ہو۔ اور وَدَّ عَاقِبَةً اَنْ لَا یَزَالَ مِنْ ذُرِّیَتِیْ نَبِیٌّ۔ یعنی حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی کہ میری اولاد میں سے ہمیشہ نبی ہوتے رہیں اور آپ انکی اولاد میں سے نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ اسکا حضرت داؤد پر افترا تھا کیونکہ اسکا ثبوت کہیں نہیں ہے۔

صفحہ باب مَاجَاءَ کَیْفَ تَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ۔ قولہ عَلَیْكَ وَعَلٰی اُمِّكَ۔ اُمّ پر سلام کرنے سے غرض یہ تھی کہ تیری ماں پر سلام جسنے تجھے ایسی تعلیم دی ہے۔ یا یہ کہ جیسا لوگوں پر سلام کرنیکو بد جانتا ہے ایسے ہی میں بھی بد جانتا ہوں اسکو جو میری سنت میں تغیر کرے۔ قولہ ابن ابی لیلیٰ عن اخیہ۔ یہاں ابن ابی لیلیٰ کے دادا کیطرف نسبت کردی ورنہ درحقیقت یہ عیسیٰ کا بھائی اور عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ کا بیٹا ہے۔

صفحہ باب مَاجَاءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ قِیَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ قولہ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زُبَیْرٍ وَ ابْنُ صَفْوَانَ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعظیمی قیام جائز ہے۔ اور حضرت معاویہ نے اسیواسطے منع فرمایا کہ ایسا نہ ہو تمہارے کرنیسے میں عادی ہو کر اس حدیث کا مورد بنجاؤں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیام کرنے والوں کو گناہ ہوتا ہے اسیواسطے اسکا عذر اپنی جانب سے بیان کیا یہ نہ کہا کہ یہ جائز نہیں ہے۔

باب مَاجَاءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ فِیْ ذٰلِكَ قولہ اشْتِمَالَ الصَّمَّاءِ۔ اسکی یہ بھی صورت ہے کہ کندھے کے ایکطرف چادر ڈالکر نیچے سے ننگا دکھا دے۔ اور دوسری طرف کندھا کھلا رہے۔

صفحہ باب مَاجَاءَ فِی الرُّخْصَةِ فِی اتِّخَاذِ الْاَنْمَاطِ۔ انماط پلنگ کی چادر کو کہتے ہیں۔ قولہ الرَّجُلُ اَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهِ یعنی رجل اپنے دابہ پر آگے بیٹھنے کا مستحق ہے۔

باب مَاجَاءَ فِی النَّهْیِ عَنِ الدُّخُوْلِ عَلَی النِّسَاءِ الخ قولہ عن مولیٰ عمرو بن العاص۔ یعنی عمرو بن العاص کے مولیٰ سے روایت ہے کہ مجھکو عمرو بن العاص نے حضرت علی رض کے پاس بھیجا کہ جاکر میرے واسطے اجازت لاؤ کہ اسماء زوجہ علی رض کے پاس جاؤں پس حضرت علی رض نے اذن دیدیا پس جب عمرو بن العاص اپنے کام سے فارغ ہوکر اسماء کے پاس سے لوٹکر آئے مولیٰ نے عمرو بن العاص سے سوال کیا کہ آپ نے حضرت علی رض سے کیوں

اذن مانگا باوجودیکہ وہ انکی رشتہ دار تھیں جواب دیا۔

صفہ باب ما جاء فی [illegible] قولہ غیر معمر یعنی معمر کے سوا کسی نے سعید بن ربیعہ کو نہیں ملایا صرف اسامہ بن زید سے روایت کی ہے۔

باب ما جاء فی [illegible] یعنی بیاہتی بھی کا عرب میں عادت تھی کہ آدمیوں کے بالوں کی چٹی بنتی تھی عورتیں خرید کر اپنے بالوں میں ضم کرتی تھیں اسکی حرمت اسیواسطے ہے کہ آدمی کے اعضاء سے نفع جائز نہیں۔ اور غیر آدمی کے بال ضم کرنے جب جائز ہیں کہ دھوکا منظور نہ ہو ورنہ وہ بھی حرام ہیں۔

باب ما جاء فی کراہیة مباشرة الرجل الرجل والمرأة المرأة۔ قولہ لا تباشر المرأة المرأة حتی تصفها۔ یعنی عورت عورت سے مباشرت نکرے اس غرض سے کہ اپنے خاوند سے اسکی خوبی بیان کرے گویا اسنے اسے دیکھا ہے۔ جیسے کہ جب سے بیان کیا کہ اس عورت کا بدن ایسا نرم ہے اور فلاں جگہ ایسی ہے تو اسکے خاوند کو عشق ہو جاویگا۔ اور یہ مفضی الی الفتنہ ہے۔

صفہ باب ما جاء فی دخول الحمام۔ قولہ حلیلة ای منکوحة۔۔ ++++

صفہ باب ما جاء فی کراہیة لبس المعصفر قولہ ممدر۔۔ یعنی گیروا۔

باب ما جاء فی ثوب الاصفر قولہ کانت یتیمتین وفیہ جدة بنتهما امرأة۔۔ یعنی تھیں وہ دونوں ربیبہ قیلہ کی اور قیلہ تھے باپ کی نانی تھی۔ [illegible] جدة و قیلة [illegible] ربیبتان الربیبة بنت امرأة الرجل [illegible] وکان ابوهما زوجها [illegible] من [illegible] رجع الی غیبته فیکون فی [illegible] قولہ اسمال ملیتین۔۔ اسمال بمعنے کہنہ ملیہ چادر فرد قبل [illegible] یعنی دو چادر [illegible]

صفہ باب [illegible] قولہ [illegible] رضی [illegible] کہا مسعود نے دیکھا حضرت [illegible] سے [illegible] ہو گیا۔

باب ما جاء فی الشوم۔ یعنی نحوست جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں چیز کی نحوست سے

سے یوں ہو گیا تو نادر عام ہوا جب مشہور ہو گئے تو دوسری حدیث میں [illegible] منسوخ
یہ منصوص ہے اور یوں بھی توجیہ ممکن ہے کہ شوم سے مقصد [illegible] خوش نصیبی میں
موردِ نحوستِ شوم سمجھنے والے سب وہمی ہیں جو فرمایا ہے وہ شوم بمقتضائے [illegible] ہے۔ [illegible]
کی تخصیص سے ہے کہ ان میں زیادہ [illegible] ہوتا ہے **قولہ** [illegible] اس کو
ابن دینار بھی کہتے ہیں۔

باب [illegible] کے معنے یہ ہیں کہ جب مولود پیدا
ہو ایک آدھ دن میں نام رکھا جاوے۔ مگر اسکی روایت ترک کردی اور اس حدیث سے
یہ مستفاد ہوتا ہے کہ عقیقہ کے ساتھ تسمیہ ہو جاتا ہے۔ [illegible]
ہے کہ عقیقہ کا ارادہ نہو اگر اسکا ارادہ ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ عقیقہ تک تاخیر رہے۔

باب [illegible] **قولہ** [illegible] کہ
بدفالی ہوتی ہے کیونکہ وہ تو خود احادیث میں ممنوع ہے۔ بلکہ اسلئے ہے کہ بعض اوقات
کی اجابت اس قسم کی ہوتی ہے کہ اسمیں [illegible] قبولیت کو پہنچ جاتی ہے۔ پس نہو
کہ شاید یہ کلام اسیوقت کے مطابق ہو جاوے اور سبب بدبختی ہو جاوے [illegible] کی
صورت بھی ہے اسلئے اجتناب بہتر ہے۔

باب [illegible] **قولہ** [illegible]
لوگ اشعار میں آنحضرت صلعم کی مذمت کرتے تھے حضرت حسان بن ثابت خوب جواب دیتے
تھے۔ **قولہ** [illegible] قراءۃ الشعر **قولہ** [illegible] **قولہ** [illegible]
کانت عمرۃ القضاء۔ خلاصہ اعتراض حاشیہ کا یہ ہے کہ شہادت عبداللہ بن رواحہ کی غزوہ جنگ
موتہ میں ہوئی اور جنگ موتہ عمرۃ القضا کے بعد ہوئی۔ **قولہ** [illegible] درست پڑھتے
تھے **قولہ** ویاتیک بالاخبار من لم تزود یعنی وہ دیگا تجھکو وہ خبریں کہ خرچ نہیں دیا جاتا یعنی
زمانہ کیونکہ زمانہ کی ممارست سے خود بخود حالات اور خبریں معلوم ہوتے ہیں اور کچھ خرچ نہیں پڑتا

ابواب الامثال

باب ما جاء فی مثل اللہ عز و جل لعبادہ قوله علی کنفی الصراط یعنی اسکے
کی دونوں جانبوں میں دو دیواریں ہیں انکے بیچ دروازے کھلے ہیں۔ اور دروازوں پر پردے
ہیں اور ایک داعی وہاں دروازوں کے سر پر کھڑا ہے اور ایک بلندی پر کھڑا ہے اور
رستے میں ہر ایک دروازے میں سے داعی ہے جو کہ طرف بلاتا ہے اور اوپر کا داعی منع کرتا ہے
اور نیچے کا داعی واعظ یعنی فرشتہ ہے اور دروازوں کے داعی شیاطین ہیں کہ خدا کی حدود میں جا کر
داخل کرتے ہیں قوله حدثنا محمد بن بشار اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ الجن کو حضرت
عبداللہ بن مسعود حضرت صلعم کے ہمراہ تھے اور لیلۃ الجن چھ دفعہ ہوئی ہے ممکن ہے کہ
آنحضرت صلعم کا ان سے جدا ہونا … ہو۔ پس ترمذی کا اعتراض ماقبل میں اسطرح پر کہ
حضرت عبداللہ بن مسعود ہمراہ نہ تھے مندفع ہوا۔ اور یہ لوگ جو پہلے آئے تھے جن تھے اور
آنحضرت صلعم کی خدمت … گئے تھے۔ اور یہ محض حضرت کی تلاش میں آئے تھے۔ قوله
[illegible] یعنی … ہیں اپنے آپ کو … سے یعنی سویا نہیں۔

باب ما جاء مثل المؤمن القاری للقرآن و غیر القاری قوله فاستعجبت
[illegible] مؤخر ہے ورنہ وقت فی بعضه کا ضمیر ہے۔ کما لا یخفی۔

باب حدثنا … قوله … سکو کہتے ہیں کہ جیسی … بیٹھی ہوئی ہو۔

باب ما جاء … قوله فجعلت الدواب و الفراش یقعن فیها
یعنی … دیکھو … دواب اس میں گرنے لگے۔ الغرض یہاں مثال میں
مقابل … ہیئت کو دوسری ہیئت سے تشبیہ دیکھی ہے۔ قوله وانتم تقحمون صحیح
یہ ہے کہ … مقدم ہے۔ … بمعنے …

ابواب فضائل القرآن

صــ باب ما جاء فی فضل [illegible] قوله [illegible] اس بات کی نفی کہ ان سورہ کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہو نہیں نکلتی کیونکہ جب حدیث سے معلوم ہو کہ ایک آیۃ الکرسی جو کہ بدرجہا بقرہ اور آل عمران سے چھوٹی ہے سب سورتوں سے افضل اور اعلیٰ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ دو سورتیں چھوٹی ہیں برابر ہوں۔

صــ باب ما جاء فی سورۃ الاخلاص قوله [illegible] میں گمان کرتا ہوں کہ اسوقت حضرت کا فکر کو عام [illegible] شاید کوئی وحی آسمانی قرآن نازل ہوئی ہوگی پھر آگر یعذار وعدہ کرینگے۔ قوله [illegible] اس حدیث سے یہ لازم آتا ہے کہ تکرار سور اور تعدد فرائض میں جائز ہو کیونکہ حضرت نے اسکو جنت کی بشارت دی۔ جواب اسکا یہ ہے کہ دخول جنت کی بشارت اسکی محبت پر ہے [illegible] ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسکو اس فعل سے منع فرما دیا ہو۔ کیونکہ اگر اجازت ہوتی تو ضرور صحابہ اسپر عمل کرتے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسکی خصوصیت ہو اسکی بھی یہی دلیل ہے [illegible]

صــ باب حدثنا احمد قوله ما اذن الله لعبد یعنی نہیں کان لگاتا اللہ تعالیٰ عبد کیلئے کسی چیز میں کہ عمدہ ہو دو رکعت سے کہ پڑھے اسکو عبد۔ قوله وما تقرب العباد یعنی نہیں قرب عباد کا اللہ کیطرف بمثل اس چیز کے کہ نکلی ہے وہ اللہ سے یعنی کلام الٰہی۔

ابواب القراءت

صــ قوله هو كانت عنده یعنی ابن عباسؓ اور عمرو بن العاص ہیں جب جھگڑا ہو تو اسیوقت کعب الاحبار یہودی سے تائید کیواسطے دریافت کیا کہ توریت میں یہ قصہ کیونکر ہے تاکہ اسکے معنی کی مناسبت سے معلوم ہو جاوے کہ یہاں کونسا لفظ چاہیے۔ گر ابن عباسؓ

کے پاس ابی بن کعب کی روایت ہوئی تو کعب الاحبار کیطرف اس تحقیق میں کیوں محتاج ہوتے
یہ جھگڑا ابتداء میں ہوا تھا اور کعب الاحبار حضرت عمر رضہ کے زمانے میں مسلمان ہوئے ہیں۔ فافہم

صفحہ باب ماجاء ان القرآن انزل علی سبعة احرف۔ اصل یہ ہے کہ قرآن شریف
اصل میں قریش کی زبان پر اترا تھا۔ جب آنحضرت صلعم نے مشاہدہ فرمایا کہ زبان قریش فصیح
ہے اور ہر ایک شخص زبان قریش کا تلفظ نہیں کر سکتا بذریعہ جبرئیل علیہ السلام کے عرض کرایا
حکم ہوا کہ ہر ایک شخص کو اپنی اپنی زبان میں پڑھنے کا مجاز ہے۔ اور اسوقت عرب میں سات
زبانیں تھیں اور اکثر لغت میں بھی فرق تھا جب حضرت عثمان رضہ کا زمانہ ہوا اور باہم قرآن شریف
میں بہت اختلاف ہونے لگا اسوقت حضرت عثمان رضہ نے باجماع صحابہ لغت قریش کو
جاری کیا تاکہ یہود و نصاریٰ کیطرح قرآن شریف میں تحریف نہ ہونے لگے۔ اور اسوقت لغت
قریش کا پڑھنا چنداں دشوار نہ تھا کیونکہ تعلیم پرانی ہوچکی تھی۔ اور سات قرات متواترہ صرف
لغت قریش میں ہیں۔ قولہ اقرأ بهشام وبهٰؤلاء حقاً انزلت۔ باعتبار باؤل کے فرمایا کیونکہ
اصلی نزول لغت قریش میں ہوا تھا بعدہ جبکہ اوروں کی اجازت ہوگئی تو گویا وہ بھی انزلت ہوگیا۔

ابواب تفسیر القرآن

صفحہ قولہ ومن سورة فاتحة الکتاب۔ یہ معطوف ہے فی الذی یفسر القرآن برأیہ
پر۔ وھی لی۔ یعنی یہ میرے ساتھ مختص ہے۔ اور ایاک نعبد وایاک نستعین۔ یہ عبد میں
اور مجھ میں مشترک ہے۔ واس سے آگے کا مضمون اخیر تک عبد کے ساتھ مختص ہے۔ قولہ
ما تخاف علی مطیته الشرق۔ کلمہ تاسف ہے۔

صفحہ سورة البقرة قولہ دخلوا متزحفین۔ یہ درحقیقت تبدل کی تفسیر ہے قولہ
حبة فی شعرة یعنی حبة فی حبة شعیرة قولہ ول ست لعتشة رضہ اری علی حرج۔ اصل
یوں ہے کہ وہ یوں سمجھے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے من شعائر اللہ۔ فرما۔ اس سے معلوم
ہوا کہ طواف واجب عبادت ہے۔ اور چونکہ امر صورت میں خبر کی ہے اس سے معلوم ہو

کہ سعی واجب ہے کیونکہ مستحب کیسے ہے۔ اور بات درست جب ہے جب ہوتی کہ کوئی قرینہ
صارفہ صیغہ حقیقی سے موجود ہو۔ اور یہاں کوئی قرینہ صارفہ نہیں ہے اور [illegible] کی
ہے۔ خدا نے اس وجوب کو صراحت سے دور کر دیا معلوم ہو کہ مستحب ہے۔ اگر کرے تو
ثواب ہے ورنہ کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عائشہ رضہ کے رد کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وجوب
کو ثابت کیا ساتھ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ جب حضرت نے طواف کیا
اور کبھی ترک کرنا ثابت نہیں ہوا اور تمام مسلمین نے کیا۔ اور سعی ترک پر دم ہی سے کفارہ
دینا آتا ہے۔ اور وعید اور جو اور بدون واجب کے نہیں ہو سکتا تو معلوم ہوا کہ واجب ہے
اور عروہ کا منشاء غلطی بیان کیا کہ تیرا یہ قول لا جناح جو نفی وجوب ہے سو جب ہو سکتا
ہے کہ اَنْ لَّا یَطَّوَّفَ ہوتا۔ کیونکہ تیرے نزدیک بھی مسلم ہے کہ جب وجوب ہو گیا تو یہ
بھی ہو گیا کیونکہ واجب کے کرنے پر کوئی گناہ نہیں ہوتا بلکہ ترک پر گناہ ہوتا ہے۔ باقی رہا یہ
اگر عروہ یوں کہتا تو گنجائش تھی کہ جب وجوب شعائر اللہ سے ثابت ہو گیا تو نفی جناح کی بیچ
پھر لاجناح کا کیا فائدہ۔ حضرت عائشہ رضہ نے اس کا فائدہ بیان کیا کہ یہ آیت اساف و
نائلہ نام صفا مروہ پر رکھے تھے انکو لوگ پوجتے تھے۔ اور مکہ مدینے کے درمیان مناۃ دریا کے
کنارے پر رکھا تھا انکو انصار لوگ مانتے تھے۔ مدینے کے لوگ پہلے صفا و مروہ میں سعی
نہیں کرتے تھے کہ یہ انکے بت کی جگہ تھی۔ جب اسلام شائع ہوا اہل مکہ و مدینہ دونوں سعی
صفا مروہ کو جاہلیت سے جان کر گناہ سمجھتے تھے۔ لہذا اللہ تعالی نے انکار دور کر دیا ہرچند وجوب
اسکا من شعائر اللہ سے مستفاد ہو سکتا تھا مگر وہاں اشارۃ النص سے مستفاد ہوتا تھا
یہاں عبارۃ النص سے سمجھا دیا تاکہ تاکید ہو جاوے۔

ص۱ قولہ ولقد سمعت رجالا من اهل العلم۔ حاصل یہ ہے کہ عبد الرحمن بن حارث
نے کہا کہ جتنا اسکی تقریر اہل علم سے سنی ہے وہ بھی اسکے قریب ہے مگر اس میں یہ مسئلہ نہیں
ہے۔

ص۱۲ قولہ من تطوع یعنی یہ دونوں امر زائد ہیں۔ لیکن حج میں داخل نہیں ہیں۔
اس سے نفی وجوب کی لازم نہیں آتی۔ ومن تطوع خیرا۔۔ کا سبب متصل اسی امر کو

[illegible] سے کہ یہ بھی فرد ثبت ہوں ورنہ قیام غیر مرتبہ ہوگا۔ مختصر الافطار ای قبل وقت الافطار
[illegible] یعنی جو شخص افطار کرکے بغیر کھانا کھائے سوتا اور پھر کھاتا تو کھانا حرام
[illegible] قولہ [illegible] تفسیر کے بعد سیر استشہاد و بیان فرمایا کہ خدا نے فرمایا
[illegible] ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔

[illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا بھی عبادت ہے۔ اسلئے کہ وعید بغیر عبادت کے نہیں
[illegible] ہاں کہ ممکن ہے کہ دعا عبادت نہو اور یہ وعید عبادت کیلئے ہو۔ تو جواب اسکا
[illegible] ہوجاویگا ربط تب ہی ہوسکتا ہے کہ دعا کو فرد عبادت
[illegible] قولہ [illegible] یعنی جو کچھ فرمایا تھا وہ سفیان کو یاد نہیں رہا۔
[illegible] روایت میں آیا ہے کہ فرمایا تو عریض القفا ہے۔ اور
[illegible] ہے کہ تیرا تکیہ بہت بڑا ہے کہ دونوں خیط اسکے نیچے آگئے ہیں بعض
[illegible] کہا کہ تو بے وقوف ہے کیونکہ جسکی بڑی گردن ہوتی ہے وہ
[illegible] کیونکہ عرب اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کرتے بلکہ
[illegible] مطلب نہیں سمجھے۔ قولہ وعلی [illegible] لشکر مختلف تھے جو
[illegible] افسر تھے اور ایک جماعت پر فضالہ افسر تھے۔

[illegible] نے کہا اے لوگو تم اس آیت کا یہ مطلب سمجھتے ہو حالانکہ
[illegible] سے تب تک ہم نے سمجھا کہ [illegible] اسلام بہت ہوگئے ہیں۔
[illegible] کی ضرورت نہیں قولہ لا ادری [illegible]
[illegible] لئے اسطرح پی لی۔ قولہ [illegible] یہ مضاف الیہ کی
[illegible] مجامعت نہ کریں تاکہ عزت پوری ہوجاوے یا یہ کہ آیا
[illegible] ہو جاوے [illegible] مرد پر لعنت اولی نہیں ہے
[illegible] ہے [illegible] خطبہ کرتے تھے۔
[illegible] قولہ [illegible] جواب دیتے ہیں کہ استقلال
[illegible] کرنا [illegible] نہیں۔ حاجت کسی میں مددگار

تہا۔ قولہ فقلت الحویہ آنحضرت صلعم سے یہ شعر [illegible] حضرت
عائشہ رض کلام الٰہی میں داخل سمجھ گئیں۔ قولہ [illegible] یعنی ہرگز نہ
ہووے اسکو خواہش دل سے مگر اسطرح پر کہ دوست [illegible] ہووے

صفہ ۲۲ قولہ [illegible] نکلے وہ میں [illegible] کہ
کبھی کسی چیز سے نہیں ہوتا۔

صفہ ۲۲ سورۃ [illegible] قولہ [illegible]
کے یعنی اپنے دربان سے کہا کہ اسے [illegible] خدا [illegible] ابن عباس [illegible] کہ فرشتہ پر
چونکہ مقتضائے بشریت سے مواخذہ نہیں بلکہ سپر مواخذہ ہے کہ کسیکو دھوکا دیکر خوش ہو
چنانچہ لگا دے گیا تہا۔

صفہ ۲۳ سورۃ النساء قولہ نزلت ہذہ الآیۃ فما لکم فی المنافقین فئتین۔ یعنی تم
لوگ بغیر نزول وحی کے دو فریق کیوں ہوئے ہو بلکہ قطعی قتل پر متفق ہونا چاہیے ہرچند
علم الٰہی اسیطرح ہوا کہ انکو قتل نکیا جاوے بلکہ مدینہ خود نکال دیگا۔ مگر تمہیں اپنی رائے سے
مناسب نہیں۔

صفہ ۲۳ قولہ ہولاء الفاظ [illegible] یہاں [illegible] ولی [illegible] بحث سے
خارج ہیں کہ اثبوت کا [illegible] ہے۔ قولہ ترض فخذی۔ یعنی میری ران بوجھ کے [illegible]
پھٹنے لگی۔ کیونکہ آنحضرت صلعم وحی کیوقت ثقیل ہو جاتے تھے قولہ [illegible] یعنی
یہی لفظ ہوں یا جیسے رجس یعنی [illegible] کہتے ہوں۔

صفہ ۲۳ قولہ وکان بنو ابیرق [illegible] یعنی جسوقت مدینہ میں پوچھتے
تھے۔ اسوقت بنو ابیرق نے کہا کہ تم [illegible] لبید ہے اور حال یہ ہے کہ لبید ہم میں آدمی مسلمان
تہا۔

صفہ ۲۴ قولہ [illegible] یعنی ترمذی کو شک ہوا جو کچھ استاد سے کہا تہا
وہ ٹھیک [illegible] قولہ [illegible] یعنی جب [illegible] کے پاس گیا تو حسان بن ثابت
نے اشعار میں اسکی مذمت لکھی۔ پس [illegible] نے اسکا اسباب اپنے سر سے [illegible] کر ابطح میں ڈالدیا

اور کہ تو میرے وسیلے حسان کے شعر کو تحفہ بنایا ہے کہ تیرے سبب سے اسے میری مدحت
کہی جیسے مجھکو گمان ہے قولہ [illegible] اور حیثیت [illegible] آخر سے مراد آخیر حقیقی نہیں ہے
بلکہ مراد یہ ہے کہ فرائض کے باب میں یہ آخر نازل ہوئی ہے۔ قولہ ما انفق منذ خلق
السموات والارض یعنی کسقدر خرچ کیا جب سے آسمان و زمین کو پیدا کیا قولہ وعرشہ
علی الماء یعنی اسوقت سے عرش پانی پر تہا۔

صفحہ سورۃ [illegible] قولہ [illegible] پہلے آنحضرت صلعم نے
بنو اسرائیل کا قصہ بیان کیا بعدہ اپنی امت کی طرف خطاب کرکے کہدیا کہ یہ نہ سمجہو کہ تم رائی
پا جاؤ گے جبتک امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہ کرو۔

صفحہ قولہ [illegible] یعنی بخل اطاعت کیا ہو اقولہ یری الناس منہا غیری و
غیر عدی [illegible] یہ ہے کہ جب کوئی شخص سفر میں جاوے اور اسکو موت آجاوے تو چاہیے
کہ وہ ذی کو اپنی قوم سے وصیت کردے۔ اور اگر اپنی قوم کے نہوں تو اور قوم کو کردے۔ وہ
لوگ اس متوفی کے وارثوں کو سب اسباب دیدینگے۔ اگر بالفرض اولیاء متوفی کسی چیز کو اسکے اسباب
میں سے نہ پاویں تو وہ امیر [illegible] شاہد گزاریں۔ اگر انکے پاس شاہد نہیں تو یہ لوگ جوکہ سب
اسکا اسباب لائے تہے قسم کہاویں اسوقت [illegible] ہوجاویگا۔ بعدہ اگر وہ گمشدہ چیز بکتی ہوئی
پاویں کسیطرح [illegible] متوفی مدعی ہوکر دعوی کریں۔ اگر یہ لوگ ثانی کہیں کہ ہم نے
یہ چیز [illegible] خرید یا ہبہ وغیرہ کے تو وہی لوگوں سے اسی سبب
[illegible] ثبوت پہنچگیا فبہا ورنہ تو لیا بے علم کے موافق
قسم [illegible] قسم کہاویں کہ ہمارے مورث نے اسکو ہبہ وغیرہ سے
[illegible] وصیت [illegible] تو وہی لوگوں
[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو چاہیے کہ [illegible]
[illegible] اولیاء متوفی بر تقدیر ثبوت [illegible] کے پیچہ
[illegible] جب مدعی [illegible] اسباب
[illegible] آنحضرت صلعم کی خدمت میں دعوے

پیش کیا۔ یہ لوگ منکر ہو کر قسم کھا گئے کیونکہ ... ہیں شہادت نہ تھی [illegible]
ایک مدت کے وہ پیالہ مکہ ہو میں ملا [illegible] سے
عدی و تمیم داری سے ایک ہزار درہم کو خریدا ہے جب ... دریافت ہوا تو [illegible]
کہ ہم نے تمہارے مورث سے خرید لیا تھا سوائے نہیں دیا تھا۔ [illegible] شہادت [illegible] ہوئی
شہادت نہ دے سکے۔ و [illegible] متوفی کی طرف سے عمرو بن العاص و ایک شخص نے قسم کھالی
کہ ہمارے مورث نے اسے فروخت نہیں کیا لہذا وہ جام [illegible]
بائع نے عدی اور تمیم داری سے رجوع کرنا چاہا۔ مگر یہ لوگ بھاگ گئے تھے۔ جب یہ آیت نازل
ہوئی تو یہ دونوں ڈر گئے اور تمیم داری نے جا کر [illegible] پانسو درہم [illegible] دے دیے
اور کہا کہ باقی پانسو عدی سے لیجیے۔ انہوں نے نالش کر کے عدی سے باقی درہم [illegible]
اس حدیث سے جو ظاہر مفہوم ہوتا ہے وہ واقعہ اصلی کے خلاف ہے لہذا اسکی تاویل کرلی
چاہیے اسطرح پر کہ جیسے کسی مقام کی بات یاد آئی وہ ذکر کردی [illegible] اصلی صورت یہ
ہے کہ جب قصہ بیان کرنا شروع کیا [illegible] وختم الاناء عیدہ تک مرتب بیان کیا۔ بعدہ اسوقت
کا قصہ ذکر کردیا جبکہ وہ جام بکتا ہوا پکڑ گیا اور اسکے شرا پر شہادت نہ [illegible] سکی و [illegible] متوفی نے
وہ جام قسم کھا کر لے لیا۔ اور بائع ثانی روپیہ کیواسطے انکے پیچھے پڑا اور یہ لوگ بھاگ گئے اور
جب مسلمان ہوئے [illegible] معلوم ہوا کہ ہم اس آیت کا مورد بنے ہیں تو اس [illegible] کو آکر روپیہ دیا
اور باقی پانسو روپیہ عدی کے ذمہ [illegible] بتلادیا [illegible] نالش کر کے [illegible] چھین لیے [illegible]
قولہ فدعت [illegible] اسکا متمم ہے یعنی پانسو [illegible] گئے اور ثبوت اسکا
یہ ہے کہ اولیا نے پہچان کر اپنا پیالہ لے لیا تھا۔ انکو قیمت دینے کے [illegible] ہوئے۔
[illegible] عمرو بن العاص [illegible] یہ اسوقت کا قصہ ہے جبکہ پیالہ پکڑ گیا اور انکے پاس شرا کا ثبوت
نہ تھا۔ [illegible] اور الیھم اور اخبرھم کی ضمائر [illegible] میں [illegible]
راجع ہیں۔ اور فرفعوہ الی رسول اللہ [illegible] قولہ فحلف [illegible] کا متمم ہے۔ اور اسکے
پیچھے [illegible] بعض اسما [illegible] ترتیب بیان شدہ کا ثبوت اگلی حدیث میں ہے۔

صفحہ ۱۳۲ قولہ یعنی جیسے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا جواب تعلیم کردیا

اور نصفه للّٰه لی قوله یعنی خدا نے اس تحکیم کو اس قول میں بیان کیا ہے۔

صفحہ ۱۳۲ قوله آخر سورة انزلت سورة المائدة یعنی آخر سورہ کا جو کہ تمام نازل ہوئی ہیں کیونکہ اذا جاء تمام نازل ہوئی تھی۔ اور سورۂ مائدہ ہو رہی۔ الیوم اکملت لکم دینکم کی تمام نازل ہوئی تھی۔ کہ بعد کوئی سورۃ پوری نازل نہیں ہوئی [illegible] قوله فقال النبی صلعم انہا انہا کائنة ولم یات تاویلها بعد یعنی آنحضرت نے من تحت ارجلکم او الی آخرہ پڑھکر فرمایا کہ خبر دالہ دوسری شق یعنی او یلبسکم شیعا الخ ہونے والی ہے۔ اور ابھی تک سکا وقوع نہیں ہوا ہے بلکہ میرے بعد ہوگا حضرت معاویہ رضہ کے زمانے میں اسکا تحقق ہوا۔ قوله سدا عظم خلقه مابین السماء والارض یعنی اسکی خلقت کی بڑائی ما بین السماء والارض کو پر کرنے والی تھی۔

صفحہ ۱۳۳ قوله من سره ان ینظر الی الصحیفة التی علیها خاتم محمد صلی اللہ علیه وسلم فلیقرأ یعنی جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ اس صحیفہ کو جسمیں آنحضرت صلعم کی مہر ہو وہ اسی آیت کو پڑھ لے۔ گویا یہ ایسی آیت ہے گویا صحیفہ محمدیہ مہر شدہ ہے کنایہ ہے پختگی سے۔ قوله ثلث اذا خرجن الخ طلوع شمس اور خروج دابہ کی ترتیب سے اختلاف ہے۔ بہرکیف متصل ہونگے۔ ایکدن یہ اور یکدن وہ طلوع شمس اور خروج دابہ میں کچھ اشکال نہیں ہے کہ اسوقت یہاں نفع نہ دیگا۔ مگر دجال میں بہت اشکال ہے کیونکہ دجال حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوگا اور اسکے بعد مدتوں تک طلوع شمس میں وقفہ ہے اور طلوع شمس تک برابر توبہ قبول ہوتی رہے گی۔ پس تاویل یہ کیجاوے کہ مجموع مراد ہے۔ یا یوں کہا جاوے کہ دجال کو بھی ایسے شمار کر لیا کہ اسوقت کا کفر اسقدر راسخ ہوگا کہ پھر توفیق توبہ کی نہوگی۔ بہرکیف لا ینفع نفسا ایمانها الخ صادق آتا ہے دجال کیوقت کوئی راغب نہوگا۔ اسلئے مفید نہوگا۔ ور دابہ اور طلوع کے وقت اگر کوئی ارادہ بھی کریگا جب بھی نافع نہوگا۔

صفحہ ۱۳۳ سُوْرَةُ الْاَعْرَاف قوله فساخ الجبل یعنی دھنس گیا پہاڑ۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَال قوله ثم انزل معه من ورائه یعنی حضرت ابوبکرؓ آنحضرت

کے پیچھے سے چھپٹ گئے یہ اسپر دال نہیں کہ ابوبکرہ علم ہوں بلکہ وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم مقام خوف میں تھے اور حضرت ابوبکرہ مقام رجا میں۔ ہر ایک مقام کا علیحدہ مقتضا ہے

صفحہ قولہ قیل لہ علیک العیر لیس دونہا شئی۔۔ اس قصہ یہ ہے کہ سفیان بن حرب شام کی طرف تجارت کے لئے مع قافلہ کے جایا کرتا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خیال ہو کہ انکو لوٹنا چاہیئے اسلئے جاسوس مقرر کیا کہ بوقت واپسی قافلہ آنحضرت صلعم کو اطلاع دیں جب واپس آئے جاسوس نے خبر دی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو جو کہ حاضر تھے ہمراہ لیا اور باقی لوگوں کو اطلاع نہیں دی جس سے بہت لوگ مختلف ہوگئے تھے اور ابوسفیان کو بھی معلوم ہوگیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے تعاقب میں ہیں اسلئے وہ راستہ کاٹ کر دوسری طرف ہولیا اور ایک شتر سوار کو ابوجہل وغیرہ کی طرف روانہ کیا کہ مسلمان ہمکو لوٹنا چاہتے ہیں۔ ابوجہل لشکر ہمراہ لیکر مدد کو آیا۔ بمقام بدر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہوا مسلمان غالب آئے اور کفار بھاگ گئے اور قریب ستر آدمی کے پکڑے گئے اسوقت صحابہ نے کہا۔ علیک العیر یعنی آپ قافلہ ابوسفیان کو بھی پکڑئیے وہ بھی یہاں قریب ہے۔ اس قافلے میں اور آپ میں کوئی حجاب نہیں ہے۔ حضرت عباس نے قیدیوں میں سے فرمایا کہ یہ اچھا نہیں ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے احدی الطائفتین کا وعدہ کیا ہے اور وہ پورا ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تصدیق کی۔ قولہ من یقول هذا الا ابوهريرة الآن۔ یعنی اب ابوہریرہ کے سوائے آپ سے روایت کرنے والا کون ہے۔

صفحہ ١٣٥ سورۃ التوبہ قولہ غیر عباس بن عبد المطلب۔ یعنی جو شخص عبد المطلب سے بیٹے ہوں خیر لیکن آئندہ کو سود نہ لیویں۔ صرف اصل لیویں سوائے عباس بن عبد المطلب کے کہ وہ اصل بھی نہ لیگا۔ بلکہ جو سود لینا ہے وہ اصل میں شمار کر کے دیدیگا۔ قولہ دم ابن ربیعۃ بن الحارث۔۔ اصل میں یہ دم ایاس بن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب کا ہے کہ دودھ پیتے مقتول ہوا تھا لیکن بعض روایات میں یہ دم باپ کی طرف منسوب ہے۔ اور بعض میں دادا کی طرف۔ کوئی تعارض کی بات نہیں ہے۔ قولہ ثم دعا لہ۔۔ کے معنے یہ نہیں ہیں کہ حضرت

جو کہ رضہ کو طلب فرمایا تھا ورنہ اگلی حدیث سے تعارض ہوگا۔ بلکہ یہ معنے ہیں کہ خط کے ضمن میں
بلایا یعنی خط میں انکو یہ مضمون لکھا۔
صفحہ قوله الفلان یوم کذا وکذا۔ یعنی اسکے دن شمار کرکے بتاتے کہ فلاں روز یہ کہتا
تھا وہ فلاں روز یوں کہتا تھا قوله اعطی قمیصہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ
قمیص عوض میں دیا تھا کیونکہ اس شخص نے حضرت عباس رضہ کو بوقت رہائی قید کے قمیص
دیا تھا وہ چونکہ قد آور آدمی تھے اور کسی کا قمیص انکے بدن کے برابر نہیں آتا تھا۔ قوله تماری
الرجلان فی المسجد الذی اسس علی التقوی۔ مسجد قبا کا اُسس علی التقوی کا فرد ہونا
مسلم فریقین تھا بلکہ اسکے حق میں آیت نازل ہوئی ہے۔ نزاع اسمیں تھا کہ مسجد نبوی بھی
مصداق آیت ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مسجدی۔ یعنی میری مسجد بھی اب ایسی صورت میں پہلی
روایت اور اس روایت میں تعارض نہ رہا قوله فلم اتخلف۔ یعنی میں کسی غزوہ میں
تبوک تک غائب نہیں رہا سوائے بدر کے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی متخلف بدر
کو عتاب نہیں کیا تھا اسلئے کہ قافلے کے ارادے پر نکلے تھے۔ اور جب قریش اپنے قافلے کی
فریاد کو پہنچے تو رستے میں بلا وعدہ مقابلہ ہوگیا تھا اور مجھکو اپنی بقاء کی قسم ہے کہ آنحضرت
صلعم کے سب مشاہد میں سے بدر اشرف تھا اور میں اسکو پسند نہیں کرتا کہ لیلۃ العقبہ کی جگہ
بدر میں حاضر ہوتا۔ سبب یہ کہ وہ لیلۃ العقبہ ایسے وقت تھا کہ اسمیں ہم اسلام پر مضبوط ہوئے
تھے پہلے سال یہ بات کہ انصار لوگ چھ آدمی حج کو آئے ہوئے تھے انہوں نے مقام عقبہ پر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخفی طور پر بیعت کی تھی اور یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ
کی مدینہ میں خبرگیری کرینگے دوسرے سال بارہ آدمیوں نے بیعت کی تھی۔ تیسرے سال ستر
آدمیوں نے کی اور کعب بن مالک انہیں بارہ آدمیوں میں سے تھے جنہوں نے دوسرے سال
بیعت کی تھی پس وہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلعم بدر سے واپس تشریف فرما
ہوئے میں حاضر خدمت مبارک ہوا اس وقت آپ کے چہرہ مبارک پر ایک خوشی معلوم
ہوتی تھی۔ یہاں سے آگے قصہ محذوف ہے۔ وہ یہ ہے کہ کعب بن مالک اور دو شخص یا
متخلفین پر آنحضرت صلعم بہت ناراض ہوئے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ نادم ہو کر چلے آئے

اور پچاس دن تک اپنے گھر میں نادم ہوکر بیٹھے رہے اور صحابہ نے ان لوگوں سے سلام بھی ترک کر دیا تھا۔ چونکہ ان تین آدمیوں نے آنحضرت صلعم کے سامنے سچ سچ عرض کر دیا تھا اسلئے خدائے تعالے نے ان تین کی توبہ قبول کرلی اور باقی اسی آدمی بوجہ ناراستی مغضوب ہی رہے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی ”وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا“ الآیہ اسوقت آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا کہ ”اَبْشِرْ یا کعب بن مالک بخیر یوم اتی علیک“ الخ باقی قصہ مذکور ہے۔ بعد اختتام کلام آنحضرت صلعم کے کعب بن مالک نے عرض کیا کہ میں اپنی توبہ کے قبولیت کے شکریہ میں عہد کرتا ہوں کہ آیندہ سچ ہی کہا کروں اور اپنا سب مال خدا کی راہ میں صدقہ کردوں۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ رکھ بھی لے، انہوں نے بموجب ارشاد کے خیبر کا حصہ رکھ لیا باقی سب صدقہ کر دیا الخ **قولہ** فوجدت آخر سورة براءة مع خزیمة بن ثابت، انہوں نے یہ التزام کیا تھا کہ ہر ایک صحابی کے سینے میں سے آیات کو اخذ کرتے تھے اور صحابہ کے مکتوبات کو بھی لیتے تھے۔ حتی کہ دوسرے کو آیت مکتوبہ کوئی نہیں ملی سوائے آخر سورۂ براءة کے کہ یہ آیت صحابہ سے یاد ملی مگر کسی سے مکتوب نہ ملی سوائے خزیمہ بن ثابت کے چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی ایک آدمی کی شہادت بجائے دو آدمی کے رکھی تھی۔ اسلئے زید بن ثابت نے انکے مکتوب کو بجائے دو مکتوب کے تصور کیا۔ علی ہذا جب حضرت عثمان رض کے وقت میں قرآن شریف مرتب ہوا تب بھی یوں ہی ہوا کہ آخر آیت سورت کی زبانی تو بہت لوگوں سے ملی مگر مکتوب صرف خزیمہ بن ثابت کے پاس ملی تھی۔

صفحہ ۱۳۳ **قولہ** وَقَالَ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلٰثَةِ یعنی رہط قریشیین سے جو کہ تین آدمی تھے کہا کہ اگر زید بن ثابت کے ساتھ جو کہ بنی ہذیل میں سے ہے اختلاف ہو تو الخ

صفحہ ۱۳۴ **قولہ** فاخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ یعنی عبد اللہ بن مسعود رض کو زید بن ثابت کا نسخ مصحف پر معلوم ہوا اور کہا کہ اے گروہ مسلمین تعجب کی بات ہے کہ میں نسخ مصحف سے معزول کیا جاؤں اور کتابت مصحف کا متولی وہ شخص ہو جو کہ میرے اسلام کے وقت کافر کی پشت میں تھا۔ اور اسی وجہ سے عبد اللہ بن مسعود نے اپنے شاگردوں سے

کہا کہ ستا اہل عراق بے مصحفوں کو ایسی پوشیدہ کرو۔ اور غلول اسکو کہتے ہیں کہ غنیمت میں سے ایسی پر لے۔ خدائے تعالے نے فرمایا ہے کہ جو شخص غلول کرے قیمت کے دن اپنے غلول کو اٹھائے ہوئے آئے گا۔ بہتر ہے کہ تم خدا سے ایسی حالت میں ملو کہ تمہارے پاس مصحف بھی ہو۔ ذکر کرتے ہیں کہ انکے مذہب سے پہلے مصاحف غصب کر لئے گئے۔ اور حضرت عبد اللہ کو حضرت عثمانؓ نے طلب فرمایا۔ تشریف فرما ہوئے اور قرآن شریف ہمراہ لائے مگر دینا ہے حضرت عثمان نے سپاہیوں سے کہکر چھڑوا لیا۔ کہتے ہیں کہ ایسے جھگڑے میں کوئی چوٹ آگئی تھی کہ اسی میں انتقال ہو گیا۔ اور مصحف حضرت ابن مسعودؓ کو نہ شامل کرنے میں یہ وجہ تھی کہ اپنی رائے سے نہ ملتے تھے اور یہ کام اتفاق کا تھا۔

صفہ۱۳ **سُورَةُ الرَّعْد قوله** نمتعناً تمتعه هوا ه و ما توبله هوا۔ دونوں تا نافیہ ہیں۔

صفہ۱۳ **قوله** قیل عمرو عبدالرحمن بن ابی لیلی عندھم صغیر یعنی ابن ابی لیلی بوقت شہادت عمرؓ چھ برس کے تھے وہ ان سے روایت کرتے ہیں کیونکہ چھ سال کا لڑکا کوئی بات یاد کر لیتا ہے مگر معاذ بن جبلؓ حضرت عمرؓ کی خدمت میں اس سے ایک دو سال پہلے شہید ہو چکے تھے اسلئے ان سے سماع نہیں ہو سکتا ہے۔ **قوله** قال الخلمۃ غازی فی سبیل اللہ فی اعدہ جش هذا حتی تسبق اللہ قتل اسیر لاتھیل اساعۃ حتے قتل اللہ من اهل النار۔ یعنی آنحضرت صلعم نے اسکی نسبت فرمایا کہ تو غازی فی سبیل اللہ کے پیچھے ایسا کر رہا ہے یہانتک کہ ابوالیسر نے آرزو کی کہ کاش میں اب مسلمان ہوتا تاکہ میرے پہلے گناہ جدا ہو جاتے اور حالت اسلام میں مجھکو ایسی خبر پیش نہ آتی۔ یہانتک اثر ہوا کہ اپنے آپ کو ظن کر لیا کہ میں اہل نار سے ہوں۔ آنحضرت صلعم کو معلوم تھا کہ فلاں غازی اس عورت کا خاوند اسکے گھر میں خلف بنا کر چھوڑ گیا ہے۔

سورۃ یوسف **قوله** ورحمۃ اللہ علی لوط الخ حضرت لوط پر خدا کی رحمت ہو کہ اس وقت رکن شدید کی طرف پناہ پکڑتا ہے۔ یعنی یہ فرماتے تھے کہ کاش کوئی میری قوم کا ہوتا تاکہ میری اسوقت مدد کرتا۔ وہ غیر قوم کیطرف مبعوث ہوئے تھے۔ اسکے بعد خدائے تعالے نے تلی السبق دعا قبول کی کہ کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی طرف کیونکہ اپنی قوم میں ہونے سے بوجہ قرابت کے کوئی نہ کوئی مددگار ہوہی جاتا ہے۔

صفحہ سورۃ رعد قولہ فقالوا فاخبرنا عما حرم اسرائیل علی نفسہ الخ یہود نے یوں کہا کہ ہمکو بتلائیے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کس چیز کو حرام کر لیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا مرض تھا خداوند تعالی سے نذر مانی تھی کہ جو چیز مجھکو زیادہ محبوب ہے وہی اپنے اوپر حرام کر دونگا۔ اگر مجھکو صحت مرحمت ہو۔ جب شفا عنایت ہوئی تو معلوم کیا کہ کون چیز مجھکو زیادہ محبوب ہے جسکو حرام کر دوں معلوم ہوا کہ اونٹ کا دودھ اور گوشت مجھکو بہت محبوب ہے۔ اسلئے اسکو حرام کر دیا انکی شریعت میں جائز تھا۔

سورۃ ابراھیم قولہ قال فخبرت بن لنہ ابا العالیۃ ،، حماد نے کہا کہ میں نے ابو العالیہ سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ شعیب نے راست کہا۔ قولہ یوم تبدل الارض غیر الارض زمین کے دو تبدل ہیں ایک ذاتی دوسرا صفاتی۔ صفاتی تو میدان حشر میں ہوگا۔ اور ذاتی یہ ہوگا کہ زمین کی روٹی بنا کر جنتیوں کو کھلائی جائیگی۔ اسلئے کہ بعض ملکوں میں کوئی میوہ ہوتا ہے۔ اور بعض آخر میں نہیں ہوتا۔ زمین جامع سب لذت کی ہے، جب روٹی بنکر جنتیوں کو کھلائی جاویگی تو ہر ایک کو ہر ایک میوے کی لذت آجاوے گی اور یہاں آیت میں تبدل ذاتی مراد ہے۔ حضرت عائشہؓ کو یہ وہم ہوا کہ جب مسئلہ یوں ہے کہ پہلے بمجرد دخول جنت کے ہی بہشت کو زمین کی روٹی کھلائی جاوے گی تو روٹی پہلے تیار ہونی چاہیئے۔ اور جب زمین کی روٹی پہلے بنگئی تو اس وقت میں لوگ کہاں ہونگے۔ آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ اس وقت لوگ زمین پر نہ ہونگے بلکہ پلصراط کے کنارے پر ہونگے کیونکہ وہ جہنم کا پل ہے۔ اور جہنم اسقدر بڑا ہے کہ اسکے پل کا کنارہ یعنی اسکی دیوار کی منڈیر اسقدر ہے کہ سب لوگوں کو کافی ہے۔

صفحہ سورۃ بنی اسرائیل قولہ حسبتہ۔ قال مضطرب ،، راوی کہتا ہے کہ فاذا رجعن تک مجھکو قطعا یاد ہے آگے ظن ہے کہ مضطرب کہا تھا یا کوئی اور لفظ اسکے ہم معنے۔ قولہ والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن یہ بھی فتنہ ہے کیونکہ فہم میں نہیں آتا کہ وہ کون شجرہ ہے جو آگ میں سبز ہے اور جلتا نہیں ہے۔

صفحہ۳۳ قولہ فی لوح من عربی۔ وہ لوگ اس جواب کو سنکے تسلیم کر گئے کہ نئی کتاب میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

صفحہ۳۴ قولہ دل سفین یقول قد صحیح یعنی سفین نے شرح کردی کہ "قد آفیہ" کے معنے ہیں قد صحیح۔ اور بیہقی کا راوی کہتا ہے کہ کبھی مسعر نے یا مصر نے "قد قیہ" کی جگہ قد قوہ کہا ہے قولہ دل نوضع فیہ لکتب۔ عسکر معشرۃ۔ یہ خاص حدیفہ کا مذہب تھا کہ جہاں حضرت نماز پڑھتے تھے وہاں نماز پڑھنی واجب ہے۔ اور اوزاعی کے نزدیک بھی مسلم ہوگا ورنہ تردید کرتے۔ قولہ خطوۃ عند بصرہ یعنی جہاں اسکی نظر پہنچتی تھی وہاں قدم پہنچتا تھا۔ یہ کنایہ ہے سرعت سیر سے قولہ ولا فخر یعنی میں فخر سے نہیں کہتا ہوں بلکہ اظہار شکریہ نعمت کا کرتا ہوں قولہ فیفزع الناس ثلث فزعات یعنی تین گھبراہٹ ہونگی۔ ایک دفعہ گھبرا دینگے اور کوئی تدبیر سوچینگے پھر گھبرا دینگے اور کوئی تدبیر کرینگے۔ علی ہذا تیسری دفعہ گھبرا کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے۔ قولہ قال سفین لیس عن انس الا ہذہ الکلمۃ یعنی سفین نے کہا کہ اس ابوسعید خدری کی روایت میں اور کوئی لفظ سوائے اس کلمہ کے نہیں۔ باقی اسکے الفاظ [illegible] روایت میں متروک ہیں۔

سورۃ کہف قولہ فانی بارضک السلام۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ تیری اس زمین میں سلام کہاں سے آیا یہاں سب لوگ کفر ہیں اور سلام علامت ایمان کی ہے۔ قولہ قال ہذہ اشد من الاولی آپ نے فرمایا کہ یہ مخالفت پہلے سے سخت تھی کیونکہ اس میں کہا کہ الم اقل لک۔ لک کا لفظ زیادہ کردیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلی دفعہ صرف نسیان تھا۔ دوسری دفعہ نسیان مع الشرط تھا۔ یعنی شرط کردی تھی کہ اب اگر یوں تو مفارقت کر دیگا۔ ان دو دفعہ کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ واقعی علم الٰہی مجھ میں منحصر نہیں ہے اور ان علوم سے مجھکو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اسلئے کہ میں صاحب شریعت ہوں اور ہر وقت ان کا تفحص صاحب شریعت کو مضر ہے۔ ورنہ ہر وقت امت کے گناہ دیکھکر بددعا کردیا کرے۔ غرض حضرت موسیٰ جیسے صاحب جلال کو اسلئے تیسری دفعہ اعتراض کیا کہ کسی طرح جلد تفرق کردیں۔

صف۲۳ قولہ قال علی بن عبد اللہ حججت حجة ولیس لی همة الا ان اسمع من سفیان یذکر فی هذا الحدیث الخبر حتی سمعته یقول حدثنا عمرو بن دینار وقد کنت سمعت هذا من سفیان قبل ذلک ولم یذکر الخبر۔ علی بن المدینی کہتا ہے کہ میں حج کو گیا اور میرا قصد حج کا یہی تھا سننے کہ سنوں سفیان سے کہ وہ اس حدیث میں عمرو بن دینار سے حدثنا یا اخبرنا کا لفظ ذکر کرے تاکہ وہم انقطاع مندفع ہو جاوے یہانتک کہ میں مکہ میں پہنچا اور سفیان کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ حدثنا عمرو بن دینار۔ اور حاصل یہ ہے کہ میں نے پہلے یہ روایت سفیان سے سنی تھی اور وہ اسوقت حدثنا، اخبرنا، ذکر نہیں کرتا تھا۔ رسغ۔ جوڑ سے پہنچے کو کہتے ہیں جو کہ چارپایوں کے پاؤں میں ہوتا ہے۔ شامۃ۔ ایسے تل کو کہتے ہیں جو کہ چوٹ وغیرہ کا داغ ہوتا ہے۔

صف۲۴ سورۃ الحج قولہ فعرفوا انه عند قول یقوله۔ یعنی صحابہ نے معلوم کیا کہ حضرت کچھ فرمارہے ہیں قولہ فیقول یا آدم ابعث بعث النار۔ یعنی آدم علیہ السلام کو کہے گا کہ آگ کا لشکر بھیج۔ قولہ بنی آدم وبنی ابلیس یعنی بنی جان کو کہ شتی جیسے کہتے ہیں یا عطف تفسیری بنی آدم کا بیان ہو جاوے۔ یعنی بنی آدم سے وہ آدم مراد ہیں جو کہ بنی ابلیس کے تبع ہیں۔

صف۲۶ سورۃ النور قولہ کان رجل یحمل الاساری۔ یعنی ایک آدمی تھا مکہ شریف میں مسلمان قیدیوں کو چوری سے نکالکر مدینہ منورہ میں پہنچایا کرتا تھا۔ قولہ وکانت صدیقۃ لہ۔ یعنی جاہلیت کے زمانے میں اسکی آشنا تھی۔

صف۲۸ قولہ اما بعد اشیروا۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے میں تمسے مشورہ پوچھتا ہوں کہ انکے حق میں کیا کرنا چاہیے۔ اصل اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کسی غزوہ سے واپس آئے تھے ایک روز قریب مدینے کے فروکش ہوئے اور پچھلے وقت رحیل کو پکارا ہر ایک شخص تیار ہوا۔ حضرت عائشہ رض کچھ تھوڑی دور پیشاب کے واسطے گئی تھیں وہاں انکا ہار گلے میں سے ٹوٹکر گر گیا وہ اسکو ڈھونڈنے لگیں اور یہ معمول تھا کہ حضرت عائشہ ہودج میں بیٹھ جاتی تھیں۔ اور ایک خادم اس ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھکر چل دیتا۔ حسب معمول خادم نے سمجھا کہ حضرت عائشہ رض ہودج میں بیٹھ گئی ہونگی وہ لیکر چلا گیا۔ حضرت عائشہ رض وہاں سے فارغ ہوکر آئیں دیکھا کہ قافلہ چلا گیا۔ اس غم میں بیٹھ رہیں کہ خود مجھکو کوئی آکر آنحضرت صلعم کیطرف

یبی وسے گا۔ اس خیال میں لیٹ رہیں۔ بسبب صغرسنی کے نیند آگئی سوگئیں۔ آنحضرت صلعم ہر روز ایک آدمی کو فرماتے تھے کہ وہ پیچھے آتا رہے اور فجر کو خوب تلاش کرتا آئے کہ کوئی چیز نہ رہ جائے اس روز صفوان بن معطل کی نوبت تھی۔ جب صبح ہوئی دیکھا کہ کوئی عورت لیٹی ہے۔ اس نے آکر دیکھا۔ حضرت عائشہ رض نے پردہ کر لیا۔ اس نے اونٹ بٹھا دیا۔ حضرت عائشہ رض سمجھ گئیں اور ہودج میں بیٹھ گئیں وہ لیکر چلا آیا۔ اتفاقاً دیکھے میں دوپہر کے قریب پہنچے۔ عبد اللہ بن ابی منافق نے دیکھ لیا اور اتہام لگانا شروع کیا۔ حسان بن ثابت خزرجی اور مسطح اور حمنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سالی بھی اس میں شریک تھیں۔ **قولہ** کذبت امادالله الخ جب سعد بن معاذ نے کہا اسی وقت سعد بن عبادہ خزرجی نے اسکے مقابل میں اٹھکر کہا کہ اگر کوئی تیری قوم کا ہوتا تو ہرگز یہ بات نہ کرتا۔ اب چونکہ ہماری قوم کے لوگ حسان بن ثابت وغیرہ اس میں شریک ہیں اسلئے تو ہماری ضد سے کہتا ہے۔ تجھکو کیا مجال ہے کہ تو قتل کرے۔ ہم خود قتل کرینگے۔ **قولہ** فثور عولیبیعم منہما ملمنی ،، یعنی ناگہانی حال یہ تھا کہ میری والدہ کو کچھ بھی رنج نہیں ہوا تب۔ **قولہ** دانتہرھا لعض اصحابہ ،، یعنی حضرت علی رض نے اسکو ڈانٹکر کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سچ کیوں نہیں کہتی ہے **قولہ** اسقطو الہمانہ ،، یعنی کہ صحابہ نے اسکو بسبب حضرت کے بہت برا بھلا کہا۔

صفہ **قولہ** ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ،، حضرت ابوبکر پہلے مسطح کو بوجہ قرابت کے کچھ دیا کرتے تھے۔ اس حادثہ کے بعد قسم کھالی کہ اب کچھ نہ دونگا۔ اس آیت میں ان کی قسم کی تردید نازل ہوئی ہے۔ **قولہ** دأمر برجلین وامرأة ،، اس میں اختلاف ہے کہ منافق کو بھی حد لگائی گئی تھی یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حد لگائی گئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ بوجہ مصلحت کے یا پہلے اسپر ثبوت کامل نہ تھا نہیں لگائی گئی۔

سورۃ شعراء قولہ نعص وکم ،، خاص لوگوں کو کہا در مطلق قوموں کو کہ **قولہ** صباحاہ چونکہ رسم تھی کہ لشکر وغیرہ کچھ رات کو قریب صبح کے پڑتا تھا اسلئے اسی لفظ سے پکارتے تھے۔ اب مطلق یہ ہوگیا کہ جب کسی امر عظیم کے واسطے جانا ہو تو یہی لفظ بولتے ہیں۔

سورۃ القصص۔ قولہ لولا ان تعیرنی بہ قریش انما یحملہ علیہ الجزع لاقررت بہا عینک

یعنی اگر یہ قریش لوگ اسطرح پر طعن نہ دیتے کہ اسکو جزع نے یعنی گھبراہٹ نے ایمان پر برانگیختہ کیا ہے تو البتہ تیری آنکھیں اس کلمے سے ٹھنڈی کرتا۔

صفہ سورۃ الاحزاب قولہ فخطر خطرۃ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھول گئے اور سجدہ سہو کیا۔ جو منافق لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا کہ پیغمبر میں دو دل ہیں ایک ہم لوگوں کے ساتھ ہے اور ایک صحابہ کے ساتھ اسلئے متردد ہو کر نماز میں بھول جاتے ہیں۔ قولہ قال عمی انس بن النضر سمیت بہ۔ یعنی وہ چچا میرا ہمنام تھا۔

صفہ قولہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس۔ اصل یہ ہے کہ یہ آیت حقیقت میں ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ سیاق میں انہیں کا ذکر ہے۔ ورنہ عبارت غیر مربوط ہو جاوے گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمبل میں لپیٹنا اس غرض سے تھا کہ خدائے تعالے انکو بھی اس میں داخل کرے گویا شفاعت کرتے تھے۔ اور اسی وقت سے چند مہینے تک اہل بیت کہکر پکارا کہ لوگ انکا دخول بھی جان لیں۔ اور ام سلمہ سمجھ گئیں کہ مختص ہے ان لوگوں کیساتھ۔ اسلئے آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ تو داخل ہے اور اپنی عمدہ جگہ پر ہے اور دوسری تقدیر خلاف سوقِ کلام کے ہے۔ قولہ ولو کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاتما شیئا۔ یعنی اگر حضرت مخفی کرتے تو اسکو مخفی کرتے اسلئے کہ اس میں لوگ طعن کرتے تھے کہ اپنی بہو کے ساتھ نکاح چاہتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ زید و زینب میں ناموافقت تھی اور طلاق دینی چاہتا تھا۔ مگر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کرتا تھا آپ یہی فرماتے تھے کہ تو اپنی بیوی کو روک رکھ اور خدا سے ڈر۔ حضرت ارادہ رکھتے تھے کہ اگر طلاق دیگا تو میں نکاح کرونگا۔ خدا نے ظاہر کر دیا۔ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ۔ وہ چھپائے رکھتے تھے آپ اپنے دل میں اس چیز کو کہ خدا جسکو ظاہر کرنے والا ہے۔ اور آپ لوگوں کے طعن سے ڈرتے ہیں۔

صفہ قولہ فرای رجلین۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جیسے اٹھنا چاہا اس غرض سے کہ لوگ چلے جاویں جب وہ نہ گئے تو حضرت عائشہ رض کے گھر کو چلے گئے۔ اور جس کام کو گئے تھے اس سے فارغ ہو کر آئے اور دیکھا کہ ویسے ہی موجود ہیں۔ پھر حضرت

انکو دیکھکر دلیر ہوگئے۔ تب انہوں نے سمجھ لیا جھٹ پٹ بھاگ گئے۔

صفحہ قولہ و عبد اللہ بن زید الذی کان اُری النداء للصلوٰۃ۔ یعنی عبداللہ بن زید جسکو خواب میں اذان دکھلائی گئی تھی۔ قولہ کانہ سلسلۃ علی صفوان۔ یعنی ملائکہ اپنے پر مارتے ہیں خشوع ہوکر بسبب فرمان خدا کے اور حال یہ ہے کہ وہ زنجیر ہے یعنی فرمان الٰہی اس قسم کا مسلسل معلوم ہوتا ہے کہ گویا زنجیر پتھر پر جیسے وہ ایک آواز مسلسل دیتی ہے۔ قولہ فیدھون علیہ ججھون قولہ فیقذفونہ الی اولیائہم۔ یعنی رمی کئے جاتے ہیں تو اس خبر مسموعہ کو قذف کرتے ہیں اگر پہلے ہیں سے جل گئی تو خیر ورنہ وہ خبر پیچھے سے مسلسل چلی آتی ہے۔

صفحہ سورۃ الصافات قولہ کان موقوفاً یوم القیامۃ۔ یعنی نہیں کوئی داعی ہوگا کسی چیز کا سوائے خدا کے مگر وہ مدعو کے ساتھ لازم کر دیا جاوے گا۔ جو جسکا تابع ہوگا وہ اپنے متبوع کے پیچھے لگا دیا جاوے گا۔

سورۃ ص قولہ و عند الی ذنب مجلس رجل۔ یعنی ابو طالب کے نزدیک ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ خالی ہوئی تھی ابو جہل اٹھکر اس جگہ جا بیٹھا تاکہ حضرت کو مانع ہو۔ ابو لہب نے کہا آنے دو۔

صفحہ سورۃ الزمر قولہ فصعق من فی السموات۔ غرض اس کلام سے اس حدیث کی تعلیم ہے کہ ایسا مشورہ نہ ہونا چاہئے۔ اگر اسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو افضل البشر کہا تو اس قسم کی بات نہیں کہ اسپر زد و کوب کیجائے۔ آخر ان میں فضیلت جزئی تو موجود ہے۔

صفحہ سورۃ الشوریٰ قولہ فقال سعید بن جبیر قربی آل محمد۔ خلاصہ یہ کہ سعید بن جبیر نے اس استثنا کو متصل بنایا ہے۔ یعنی تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا ہوں مگر یہ اجرت کہ میرے اہل بیت کے ساتھ مودت کرو۔ حضرت ابن عباس نے اسکو رد کر دیا کہ تو نے آنحضرت صلعم کیلئے اجرت مقرر کر دی اور حال یہ ہے کہ انبیاء پر تبلیغ واجب ہے۔ اسپر کوئی اجرت نہیں ہو سکتی بلکہ اسکا مطلب اور ہے۔ اور یہ استثنا منقطع ہے۔ اور یہاں الا بمعنے لکن ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے کچھ اجرت نہیں طلب کرتا ہوں

لیکن چونکہ تم لوگوں میں عادت ہے کہ اگر کوئی رشتہ دار گو بعیدی کا ہو اسکے ساتھ بھی صلہ رحمی کرتے ہو اور تجھ سے ایسا کوئی نہیں کہ میرے بطن سے کہیں نہ ملتا ہو بس وہی صلہ رحمی میرے ساتھ بھی کرو اور مجھکو ایذا مت دو کیونکہ میں اجرت تو نہیں طلب کرتا ہوں لیکن مودت ذی القربے چاہتا ہوں۔

ص۵۳ قولہٗ ان فیہ ملعتبرا۔ یعنی تحقیق اس میں عبرت کا مقام ہے۔ اور وہ اسی گھر میں قید تھا جو کہ اسے خود بنایا تھا۔ فقلت الحمد للّٰہ الذی یعنی میں نے کہا اے بلال تو ایسا نازک دماغ تھا کہ بغیر غبار کے بھی ناک بند کر لیتا تھا۔ شکر ہے کہ خداوند تعالےٰ نے اس تیری نخوت کا کفارہ کر دیا۔ بلال نے بھی حدیث سنا کر تصدیق کر دی۔

ص۵۳ سُوۡرَۃُ الدخن قولہٗ دجل یحدیث من الارض کھیئۃ الدخان۔ جب اس شخص نے آکر بیان کیا کہ ایک واعظ سورۂ دخان کا وعظ کرتا تھا۔ اور دخان جو کہ قریب قیامت کے ہو گا اس سورۃ کو اسکی شان میں بیان کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ناراض ہوئے کہ سورۂ دخان میں اس دخان کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ یہ دخان ہو چکا ہے جبکہ حضرت صلعم نے تنگ ہو کر بددعا کی تھی اور لوگونکو بسبب گرسنگی اور ضعف کے ایک دخان معلوم ہوتا تھا۔ درحقیقت یہ دخان حقیقی دخان نہ تھا۔ اور ممکن ہے کہ حقیقی بھی ہو۔ بہرکیف اس سورۃ میں اس دخان کا ذکر نہیں جو کہ علامتوں میں سے ہے۔ قال منصور ھذا القول ربنا اکشف عنا العذاب الخ اعمش نے کوئی ثبوت اس امر کا ذکر نہیں کیا مگر منصور نے اپنی روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اسکا ثبوت بھی بیان کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ دخان وہ دخان ہوتا جو کہ قریب قیامت کے ہو گا۔ تو خداوند کریم یوں کیوں ارشاد فرماتا۔ ربنا اکشف عنا العذاب۔ اسلئے کہ اس دخان کے وقت کوئی فرد بشر نہ ہو گا کہ خدا کو جانتا ہو۔ اور نہ خدا اس دعا کی کسی کو توفیق دیگا۔ اور آگے اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ اگر ہم کشف کرینگے تو تم پھر اسیطرح کرو گے۔ بھلا وہ دخان کشف کیونکر ہو گا وہ تو ہلاکت کے واسطے آویگا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو دوسرے دخان سے انکار نہ تھا۔ صرف انکار یہ تھا کہ وہ مورد اس سورۃ کا نہیں ہے۔

سورۃ الاحقاف قولہ فبتنا بشر بیتۃ مابات بہا قوم، یعنی ہمنے ایسی بری رات گذاری کہ کسی قوم نے نہ گذاری ہوگی۔ قولہ وسألوہ الزاد وکانوا من جن الجزیرۃ، یعنی انہوں نے آنحضرت صلعم سے کھانا طلب کیا کیونکہ جن جزیرے کے تھے۔ یہاں کے باشندے نہ تھے قولہ فقال لکم کل عظم لم یذکر علیہ اسم اللہ یقع فی اید یکم اوفر ما کان لحما یعنی جو ہڈی کہ جسپر بسم اللہ نہ پڑھی جاویگی وہ تمکو ملیگی اس حال میں کہ اسپر گوشت بہت ہوگا۔ اسکی دو تقریریں ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت نے انکو علامت حلال اور حرام کی بتائی۔ یعنی تمکو ہڈی دو قسم کی ملے گی۔ ایک وہ کہ جسپر گوشت زیادہ ہوگا۔ یہ وہ ہڈی ہوگی جو کہ کفار بغیر نام خدا کے قتل کرکے حیوانات کو کھا دینگے اور وہ ہڈی تمہارے اوپر حرام ہوگی اسکو مت کھانا۔ اور اسکی علامت یہ ہے کہ اسپر گوشت زیادہ ہوگا۔ اور جسپر گوشت کم ہو وہ سمجھ لینا کہ ذبیحہ مسلم کی ہڈی ہے اسکو بے شک کھا لینا۔ دوسری تقریر اسکی یہ ہے کہ جو مسلمان لوگ بوقت کھانے کے طعام پر بسم اللہ نہیں پڑھتے اسمیں برکت کم ہوتی ہے۔ اور بقیہ برکت ہڈی پر رہجاتی ہے اس ہڈی پر تجھکو زیادہ گوشت ملیگا۔ اور جس ہڈی پر کم گوشت ملے وہ وہ ہوگی کہ جسپر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے بہرکیف وہ دونوں کھائی جاتی ہیں۔ مگر بہتر ہے متقی لوگ زیادہ گوشت والی سے احتراز کریں۔

صفحہ سورۃ الفتح قولہ ما اخشک بان ینزل فیک قرآن، تو بہت لائق ہے اس بات کے کہ قرآن شریف تیری شان میں نازل ہو۔ اور تیرے واسطے قرآن میں لوح نازل ہو۔

سورۃ الحجرات قولہ وما ذکر ابن الزبیر جدہ، یعنی ابابکر۔ یعنی ابن زبیر نے حضرت عمرؓ کا حال بیان کیا کہ وہ اسقدر آہستہ بولتے تھے۔ مگر اپنے نانا ابو بکرؓ کا کچھ ذکر نہ کیا قولہ فکیف لکم الیوم، یعنی ابو سعید خدریؓ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ نبی جنپر وحی نازل ہوتی تھی اور وہ صحابہ خیار امت، انکا یہ حال تھا، کہ انکے حق میں خداوند تعالے نے فرمایا ہے کہ اگر نبی تمہاری رائے پر چلے تو تم ہلاک ہو جاؤ۔ بھلا آجکل اگر ہم تمہاری رائے پر چلیں تو کیا حال ہو۔

صفحہ سُوْرَۃُ الذّاریات قولہ وعلی الخمیر ۃ سفعت ،، یعنی آپ خبیر حقیقۃ الحال
پر گیے کیونکہ میں خبیر ہوں مجھے آپ نے دریافت فرمایا عرض کرتا ہوں۔ غرض آنحضرت صلعم
کے اس دریافت کرنے سے یہ ہے کہ اس قصہ میں سے جو امر بدون وحی کے نہیں معلوم ہو سکتا
وہ بھی اسکو بتاؤں اور وہ اخیر میں فرمایا قولہ وذکر نہ م یرسل علیہم الریح ۔ یعنی ہوا کے
خزانے میں سے صرف اسقدر سوراخ کیا گیا تھا۔ قولہ یریدان یبعث عمرو بن العاص
وجہا۔ یعنی لوگوں نے کہا کہ حضرت ارادہ کرتے ہیں لشکر وبن العاص کو دشمن کے مقابلے
میں امیر بناکر بھیجیں۔ غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ پہلی حدیث سے ابووائل کے استاذ
کا حال نہیں معلوم ہوا تھا صرف یوں کہا تھا۔ عن رجل عن ربیعۃ ۔ یہاں پر بیان ہو گیا کہ وہ
شخص حارث بن یزید بکری تھا۔ اور پہلی روایت میں اویرۃ قصہ محذوف تھا۔

سُوْرَۃُ النجم قولہ فراش من ذھب ۔ یعنی سفیان نے کہا کہ اسپر پروانہ سونے کا تھا اور
سفیان نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتلا دیا کہ اسطرح اڑتا پھرتا تھا۔ قولہ قال ویحک
ذلک اذا تجلی بنورہ الذی ھو نورہ ،، جب عکرمہ نے اعتراض کیا کہ خداوند کریم فرماتا ہے ،،
لاتدرکہ الابصار ،، حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ تجکو ہلاکت ہو یہ اس وقت ہے
جب نور مطلق اور رویت خاصہ کو دیکھتے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ نور مقید کو ابصار دریافت کر سکتی
ہیں۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک رویت بصری ثابت ہے مگر رویت حقیقی نہیں
ہے۔ مگر انکے قول سے کہ فرمایا راٰہ بقلبہ ، معلوم ہوتا ہے کہ رؤیت قلبی تھی۔ اور اصل تحقیق
اسکی یہی ہے۔ بہرکیف حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ میں نزاع لفظی ہے۔ کیونکہ
وہ نور مطلق کے رؤیت بصری کو منع کرتی ہیں۔ اور اسکے قائل ابن عباسؓ بھی نہیں بلکہ
اور اگر رؤیت حقیقی کے قائل ہیں تو رؤیت قلب سے کہتے ہیں اسکی منکر حضرت عائشہؓ
بھی نہیں ہیں۔

صفحہ ۱۱۰ سُوْرَۃُ القمر قولہ فلقۃ من وراء الجبل وفلقۃ دونہ ،، یعنی ایک ٹکڑا پہاڑ کے
کے اُدھر تھا اور ایک ادھر اور بیچ میں پہاڑ حائل تھا تاکہ خوب منکشف ہو جاوے۔ قولہ
فانشق القمر بمکۃ مرتین ۔ یعنی شق ہوا قمر مکہ میں دو ٹکڑے اور مرتین یعنے دو ٹکڑے کیے

سُوْرَۃ الواقعۃ قولہ موضونۃ سرور (لجنۃ خیر) اس پر اسس آیت سے استدلال لائے اس آیت
سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو دخول جنت ہو اور نار سے رہائی ہو وہ اعلیٰ درجے کی مراد کو پہنچ
گیا۔ اور ظاہر ہے کہ اگر ایک سوط کی جگہ جنت میں ملجائے تو رہائی کے واسطے کافی ہے۔ اسپر
صادق آتا ہے۔ فمن زحزح عن النار۔ اور جسقدر درجے رہائی کار کے ہیں سب دنیا و مافیہا سے
بہتر ہیں۔

صـ سُوْرَۃ الحدید قولہ و ھو معکم ... الحدیث۔ یہ سلیمان تیمی
کے نزدیک ہے کہ خدائے تعالیٰ خود عرش پر ہے اور اسکا علم سب جگہ ہے۔ اسلئے ایسی
تاویل کی کہ ایسی جگہ پر نازل ہو کہ جہاں علم خدا کا پہنچا ہے اور حال یہ ہے کہ خدا کے علم کا
ذات سے الگ ہونا باعث نقص ہے۔ مگر جہاں علم محیط ہے وہاں ذات بھی محیط ہے البتہ
ممکنات میں یہ ہوتا ہے کہ احاطہ علم ذات کے احاطے سے زیادہ ہوتا ہے۔

سُوْرَۃ المجادلۃ قولہ خفت من ان اصیب منہا شیئا یعنی اس خوف سے کہ میں کسی
رات کو بی بی کے پاس پہنچوں پس شروع رہوں یہانتک کہ دن نکل آوے۔ اور میں
اس امر پر قادر نہ ہونگا کہ نکل ہوں۔ اور کفارہ ظہار دلوایا گیا تھا۔ اسلئے کہ وطی تو رات کو کی تھی
قولہ فتاب اللہ عن ہذہ الامۃ۔ حضرت علی رض نے جب صدقہ سرگوشی آنحضرت صلعم
کی یک شعیرہ بڑھایا خداوند تعالیٰ نے معاف فرمایا اسلئے فرماتے تھے رفع ... اللہ عن
ہذہ رحمۃ۔ وجہ اسکی یوں ہوئی تھی کہ لوگ آنحضرت صلعم سے علی رؤس الاشہاد سرگوشی
کرتے تھے ابتدائے اسلام تب سمیں دوسرے لوگوں کو شبہہ ہوتا تھا۔ اسلئے خداوند تعالیٰ نے
نے صدقہ مقرر فرمایا تھا کہ لوگ بسبب خرچ ہونے مال کے سرگوشی ترک کردیں۔

صـ سُوْرَۃ الممتحنۃ قولہ ھم قرابت بمکۃ یحمون بہا اھلیھم یعنی جسقدر آپ کیساتھ
مہاجرین ہیں مکہ میں انکی قرابتیں ہیں اس سبب سے انکا مال و اسباب مکہ میں محفوظ رہتا
ہے۔ میں نے پسند کیا جبکہ میری انکی قرابت میں نہیں ہوں۔ کہ ایک علاقہ محبت کا ان میں
پیدا کروں جسکے باعث میرے قرابت کے لوگوں کی وہ لوگ حفاظت کریں۔ اصل میں یہ
شخص بڑے پختہ مسلمان تھے صرف بغرض مذکورہ بالا یہ نکا حال لکھدیا تھا کہ آنحضرت

تمہارے اوپر چڑھائی کرنے والے ہیں۔ ورنہ تو معلوم تہا کہ خدا نے تعالے نے آنحضرت صلعم سے وعدہ نصرت کا کیا ہے میرے لکہنے سے کچھ حضرت کا نقصان نہیں ہوتا ہے۔

صفحہ قوله فما يدريك لعل الله اطلع على اهل بدر الخ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے عمر تمکو کیا معلوم ہے تحقیق اللہ تعالیٰ کو اہل بدر کا حال معلوم ہو گیا ہے اور پھر مغفرت کر دی معلوم ہوا کہ یہ گناہ اسکا بھی معاف ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ خدا کو وعدے سے پہلے ہی معلوم تہا کہ فلاں شخص ایسا ہے اور ایسا کرے گا پھر بھی بخشدیا۔

صفحہ قوله يا ايها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔ خدا تعالیٰ نے فرمادیا کہ کیوں کہتے ہو جو کچھ نہیں کرتے ہو ایسے عمل کا سوال کرتے ہو اور حال یہ ہے کہ جب ہمنے جہاد نازل کیا ہے اسمیں سستی کرتے ہو۔

سورۃ المنافقون قوله فقال لي ما اردت الى ان كذبك رسول الله ومقتك۔ یعنی میرا ارادہ اس کلام کے ثبوت کا کچھ نہ تہا مگر یہ کہ آنحضرت صلعم تیری تکذیب کرینگے۔

صفحہ قوله فكسع رجل من المهاجرين رجلا من الانصار۔ یعنی چوتڑ پر اور ایک لکڑی بھی ماری پس اسمیں اور دل میں تدافع نہ رہا۔

صفحہ سورۃ التحریم قوله تحدثنا ان غسان تنعل الخيل۔ یعنی ہم کلام کیا کرتے تھے کہ غسان جو ایک قوم کا رئیس ہے ہرقل بادشاہ روم کیطرف سے چڑھائی کرنے والا ہے قوله استانس۔ یعنی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ فرمائیں تو میں بیٹھ جاؤں۔

صفحہ سورۃ الحاقہ قوله ذعال۔ یعنی بدخوئی قوله سمعت يحيى بن معين يقول الا يرويه عنه احد۔ بن معين ان يجوز یعنی یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ کیوں نہیں عبدالرحمن منع کرتے ہیں کہ لوگ انسے حدیث مسند کریویں۔

سورۃ الجن قوله قال لما قام يصلي الخ یعنی جبکہ حضرت کو دیکہا کہ صحابہ نماز میں انکا اقتدا کرتے ہیں تو کہا کہ جبکہ کھڑا ہو عبداللہ نماز کے واسطے قریب تہا کہ وہ لوگ حلقہ ہو کر اسپر گر پڑیں۔

سورۃ المدثر قوله فترة الوحي۔ فترۃ الوحی کا وہ زمانہ ہے کہ ایکدفعہ وحی نازل ہو کر کچھ عرصہ تک بند ہو گئی تہی۔

صفحہ قولہٗ انی سائلھم عن تربۃ الجنۃ یعنی انسے جنت کی مٹی کا سوال کرونگا اور یہیں آنحضرت صلعم نے بجائے خود شرح کردی ہے کہ دیکھو جو کچھ میں کہتا ہوں وہ بھی اپنی کتاب کی روسے یہی جواب دینگے۔ جب آئے تو آنحضرت صلعم نے تھوڑی دیر ٹھہر کر بتایا کہ روٹی یعنی مٹی روٹی سی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ " الخبز من الدرمک " یعنی جیسے میدے کی روٹی پیوست ہوتی ہے۔ اور یہ جواب ناقص ہے جیسے تم نے کہا خبزہ باقی رہا پہلے آیا ہے کہ جنت کی مٹی مشک کی سی ہوگی اور اسکے معنے یہ ہونگے کہ باعتبار خوشبو کے مثل مشک کے ہوگی۔

سُوْرَۃ عبس قولہٗ ویقول اتری بما اقول باسا " اور حضرت صلعم اس کافر سے یوں کہہ رہے تھے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسمیں کچھ تجھکو شک تو نہیں ہے۔ وہ کہتا تھا کہ نہیں اور حضرت کو اسکے اسلام کا گمان تھا اسلئے اعراض کیا۔

صفحہ سُوْرَۃ البروج قولہٗ اذا صلی العصر ھمس " آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک شخص انبیاء میں تھا اسکو اپنی امت کی کثرت بہت اچھی معلوم ہوئی اور دل میں کہا کہ دیکھئے اب میرے بعد کون انکا خبر گیر ہوگا۔ اتفاقاً انکی امت سے کوئی گناہ سرزد ہوا خداوند کریم نے اختیار کا فرمان کیا۔ سو مناسبت یہ ہوئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم عصر کے بعد آہستہ آہستہ کچھ دعا کیا کرتے تھے کہ خدا کرے میری امت پر ایسی حالت نگذرے

صفحہ سُوْرَۃ الغاشیۃ قولہٗ فذکر انما انت مذکر " یعنی آپ صرف یہ دلانیوالے ہیں۔ آپ انکے دار وغہ اور ذمہ دار نہیں ہیں کہ انکی ظاہری باطنی صفائی کا آپ سے سوال کیا جائے کہ اگر کوئی منافق رہا تو آپ سے مواخذہ نہیں وہ معاملہ عند اللہ رہا۔

سورۃ الشمس قولہٗ مثل ابی زمعۃ " یعنی جیسے ابو زمعہ عرب میں بڑا سردار گذرا ہے

سورۃ الم نشرح قولہٗ قال بینما انا عند البیت بین النائم والیقظان " یہ معراج کے وقت کا ذکر ہے۔ مگر معراج کے باب میں آیا ہے کہ ام ہانی کے گھر میں حضرت سوتے تھے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عند البیت بین النائم والیقظان تھے۔ اور جب شرح صدر ہو تو ہوش تمام ہوگئی تھی ... فقلا یقول اخرجني النفثۃ . کے یہ

سنے ہیں کہ میں نے تین میں سے ایک کو جو کہ اسمیں بات سمجھ آئی [illegible] حدیث
ایک روایت اور آئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں دو صحابیوں کے ساتھ [illegible]
سوتے تھے کہ یہی واقعہ ہوا۔ وہاں یہ شبہ نہ کیا جاوے [illegible] اور ایک [illegible] حدیث میں
النتمہ یعنی انیس جو کہ سوتے ہیں ایک ساتھ وہاں حدیث من الثلثة سے حضرت صلعم ہیں
اسوقت سوال و جواب کر کے چلے گئے۔

صفحہ سورۃ التکاثر قولہ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم۔ حضرت زبیر نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ کونسی نعمت ہے جسکے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے [illegible] درحال یہ ہے کہ ہمکو سوائے ان دو کالی چیزوں کے یعنی کھجور اور پانی کے سوائے اور کچھ نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ وہ نعمت ہو جاویگی۔ اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے فرمایا سیکون یعنی قریب ہی کہ سوال ہوگا اور یہ دونوں بھی نعمت ہیں انکے نعمت ہونے کا انکار مت کرو۔ اور یہ دونوں تقریریں کل حدیث میں بھی ہو سکتی ہیں جسمیں [illegible] مذکور ہے۔

صفحہ سورۃ النصر قولہ فقال بعضهم امرنا ان نحمد اللہ [illegible] یہ تعریض کی کہ مجھکو معلوم ہے کہ جس اعتبار سے دریافت کرتا ہوں۔ اور عبدالرحمن بن عوف ابن عباسؓ سے قرآن شریف پڑھتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ اس سورت سے آنحضرت صلعم کی اجل مراد سمجھ گئے کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب مسلمان دین الٰہی میں فوج فوج داخل ہوں اسوقت آپ تسبیح اور استغفار کر کے چل دیجئے۔ پھر آپکا دنیا میں رہنا ضروری نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ بھی یہی مطلب سمجھتے تھے مگر صرف غرض یہ تھی کہ لوگوں کو ابن عباسؓ کا علم معلوم ہو جاوے۔

سورۃ الاخلاص قولہ انسب لنا یعنی کفار نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ آپ اپنے خدا کا نسب بیان کیجئے۔ قولہ باب حدثنا محمد بن بشار۔ اس حدیث [illegible] کی حدیث کی مناسبت صرف والناس کے ساتھ ہے۔



ابواب الدعوات

صـ باب ما جاء فی الدعوات اذا اوی الی فراشه **قوله** فطعن بیده ،، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رد کرنے سے بعض لوگ اس امر پر استدلال لاتے ہیں کہ نقل بالمعنی ممنوع ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ بے شک مقام ادعیہ میں منع ہے اسلئے کہ دعا کے معنا سماعی بالعبو ہوتے ہیں۔

صـ **قوله** هذا عندنا مثل حدیث الزهری عن سالم عن ابیه ،، یعنی جیسے ہمارے نزدیک وہ حدیث بہت مقبول ہے تو جس میں زہری عن سالم عن ابیه کی سند ہو ایسے ہی یہ بھی مقبول ہے۔

باب منه **قوله** قهرمان آل زبیر ،، آل کا لفظ مقحم ہوتا ہے اور معنے اسکے یہ ہیں کہ زبیر کے گھر کا داروغہ۔

صـ باب ما یقول اذا خرج مسافرا **قوله** ومد شعبة ،، یعنی شعبہ نے اپنی انگلی سے اشارہ کرکے بتادیا۔

صـ باب حدثنا قتیبة **قوله** عبد الرحمن بن ابی الرجال ،، ابوالرجال اسکو اسواسطے کہتے ہیں کہ انکے بیٹے دس کے قریب تھے۔

صـ **قوله** قال شعبة واکثر علمی انه قال صلی اللہ تعالیٰ والتی ،، یعنی شعبہ نے کہا کہ میرا ظن یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے انگشت کو انگلی سبابہ اور وسطے کے درمیان رکھکر ڈالدیا تھا۔

صـ **قوله** قال لی ہذا عند استقبال لیلک واستدبار نهارک ،، حضرت ام سلمہؓ کو وقت اذان مغرب کے اسکا ارشاد فرمایا تھا کہ اسوقت پڑھا کرو۔ چنانچہ دوسری روایت میں نص ہے۔



ابواب المناقب

صـ٢١٢ باب ــ ما جاء فی فضل النبی صلعم قولہ فجعلو مثلہ مثل نخلۃ فی کبوۃ۔۔
یعنی مثل ایسی بیان کی جیسے کہ کھجور کسیقدر بلند جگہ پر ہو جی باعتبار نسب کے بہت عمدہ کہا۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ جب کھجور بہت اونچی جگہ پر ہو پھل اسکا عمدہ نہیں ہوتا سببے کہ اسکو رطوبت کی کمی سے سیرابی حاصل نہیں ہوتی۔ اور جو کہ بہت نیچی جگہ پر ہو اسکا پھل شیریں نہیں ہوتا بوجہ کثرت پانی کے عمدہ وہی درخت ہوتا ہے کہ جو متوسط ہو۔ قولہ شیئا ای حال قولہ جاء العباس الی رسول اللہ صلعم وکانہ سمع شیئا۔ یعنی حضرت عباس آنحضرت صلعم کیطرف آئے اور حال یہ ہے کہ انہوں نے کچھ سنا تہا کہ لوگ انکو برا کہہ رہے تہے آپنے تسکین فرمادی کہ میں ایسا ہوں اور یہ میرے چچا ہیں قولہ وآدم بین الروح والجسد۔ اگر اسکے یہ معنے لئے جاویں کہ خدا کے علم میں تو عام ہے سب انبیاء کے لئے، آپکی کیا تخصیص ہے۔ بلکہ اسکے معنے یہ ہیں کہ اور انبیاء کی نبوت کا ظہور عالم جسمانی میں ہوا۔ اور میری نبوت عالم ارواح میں مخفی تہی۔ یعنی اسی عالم میں ارواح کی تربیت کرتا تہا۔

صـ٢٠ قولہ ورأیت خذق الطیر اخضر محیلا۔ یعنی ان جانوروں کی بیٹ میں نے دیکھی ہے کہ سبز اور متغیر ہو چکی تہی۔ بتادیا کہ میں قریب قصہ اصحاب الفیل کے پیدا ہوا تہا۔

باب ــ ما جاء فی بدء نبوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قولہ ان ھذا النبی خارج فی ھذا الشھر۔ یعنی ہمکو خبر ملی ہے کہ یہ نبی جسکا چرچا جنگل ہو رہا ہے ظاہر ہونے والا ہے اس مہینے میں۔ یہ ترجمہ اسلئے کیا گیا کہ انہوں نے حضرت کو دیکھکر اشارہ نہیں کیا تہا اور نہ حضرت اسوقت نبی تہے۔

صـ٢١ قولہ ھل خلفتم احدا ھو خیر منکم۔ راہب نے دریافت کیا کہ آیا تمہارے پیچھے کوئی آدمی زیادہ عقلمند ہے یا سب لوگ تمہاری طرح احمق ہیں۔

صـ٢٠ باب ــ ما جاء فی خاتم النبوۃ قولہ مثل زر الحجلۃ۔ یعنی مثل چھپر کھٹ کی گھنڈی

کے۔ اور قتل میں مثل سبب کے کہا تھا۔ وہاں بہ عتبہ صفائی اور بہیئت سے مراد ہے۔

صفحہ [illegible] **مناقب** ابی بکر صدیق **قولہ** برأت الی کل خلیل من خلہ۔ یعنی میں ہر خلیل کی خلت سے برات ظاہر کرتا ہوں کہ سوائے خدا کے کسی کے ساتھ خلت کا درجہ نہیں ہے۔
قولہ ولکن ودّ و اخاء ایمان۔ یعنی میں اگر خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن محبت اور اخوت ایمانی سب کے ساتھ ہے۔

صفحہ [illegible] **قولہ** یا علی [illegible]۔ عمدہ توجیہ یہ ہے کہ اے علی تو خبر دینے میں خود خبر دو تا تیری خبر سے بسبب زیادتی واسطے کے ایک احتمال ناشی ہوگا۔ اور میری زبان سے سننے میں یقین کامل ہوگا اور انکو اعلیٰ درجہ کی خوشی حاصل ہوگی۔

صفحہ [illegible] **قولہ** انکن لانتن صواحب یوسف۔ یعنی مصر کی عورتیں جیسے کہ یوسف سے [illegible] سے بدکام ہونا چاہتی تھیں اور درپردہ اپنا مطلب مدنظر تھا کہ جب وہ اسکے ساتھ بدکام کریگا [illegible] بھی جاوینگی [illegible] حضرت عائشہ کا بھی مقصود یہ تھا کہ میرے باپ سے [illegible] ہو جاوے ایسا نہ ہو کہ لوگ کہیں کہ [illegible] باپ [illegible] جب وہ امام ہوا تو آنحضرت صلعم [illegible] جہان سے انتقال کر گئے اور میرے پاس اس عنوان میں ظاہر کرتی ہے [illegible] حضرت حفصہ کو معاون ہونے کے باعث [illegible] جیسے وہ عورتیں یوسف علیہ السلام [illegible] تم مجھکو [illegible] کو۔

صفحہ [illegible] آنحضرت صلعم نے یہ قصہ [illegible] کے وقت [illegible] شک قبل قیامت کے [illegible] وقت [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے [illegible] رشد فرمایا۔

صفحہ [illegible] **مناقب** [illegible] **قولہ** [illegible] یعنی میں [illegible] آنحضرت صلعم کے نزدیک کسقدر ہے۔ **قولہ** [illegible] اور [illegible] اسکے

کہتے تھے کہ ایسے مقام میں سنا تھا جہاں درندوں کی گذرگاہ تھی وہ یہ دار ہو وہ فتنہ ہے چونکہ
جب فتنہ برپا ہوتا ہے اور قتل و قتال جاری ہوتا ہے اس دن لاشوں کو بسبب کثرت کے
کوئی دفن نہیں کرتا تھا صرف درندے کھاتے تھے۔ بہرکیف ان دونوں میں کوئی ملاحظت
بکری وغیرہ کی نہیں کرتا تھا اور منتشر سے وہی مردے ہو جو قرون کی تقریر میں گذر چکا ہے۔

صـ۲ **مناقب** عثمان بن عفان قولہ و هذه علی بیعة الرضوان یعنی بیعة
الرضوان وہ بیعت ہے جو آنحضرت صلعم نے حدیبیہ میں لی تھی اسوقت ان لوگوں نے بیعت
کی تھی اور اسوقت حضرت عثمانؓ کو بطور سفارت کے مکہ شریف میں بھیجا تھا۔ جب انکو واپس
آنے میں دیر ہوئی لوگوں نے گمان کیا کہ شاید حضرت عثمانؓ کو قید کر لیا ہے اسوقت یہ بیعت
لی تھی اسوقت حضرت عثمانؓ غائب تھے۔

صـ۳ **مناقب** علی بن ابی طالب قولہ وحملنی الی دار الهجرة یعنی مجھکو دار الہجرۃ
مدینہ منورہ تک سوار کر لے گیا حضرت ابوبکرؓ نے غار سے پہلے دو سانڈنیاں پرورش کرائی
تھیں جب غار میں جا کر مخفی ہوئے تھے تو پہلے کسی خادم کو کہہ گئے تھے کہ فلاں روز جسوقت
ہم کو حکم ہووے ان سواریوں کو لانا۔ چنانچہ اسنے وقت معہود پر حاضر کیں۔ آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ ایک میرے ہاتھ فروخت کر۔ انہوں نے عرض کی کہ نذر کرتا ہوں۔ آنحضرت صلعم
نے فروخت پر اصرار کیا اب عالمان انکو تسلیم کرنا پڑا۔ قولہ ترکه الحق وماله صدیق یعنی حق گوئی
نے مجھکو اس درجہ تک پہنچا دیا ہے کہ اسکا کوئی دوست نہیں رہا ہے اکثر لوگ سچ سے مرا
مان جاتے ہیں قولہ خاصف النعل یعنی جوتا گانٹھنے والا۔ آنحضرت صلعم نے جناب حضرت
علیؓ کو گانٹھنے کو دیا تھا۔

صـ۴ قولہ قال امر معاویة یعنی حضرت معاویہ نے سعد سے کہا کہ تجھکو کیا چیز مانع
ہے کہ تو بھی حضرت علیؓ کے حق میں کچھ نہیں کہتا قال اما ما ذکرت ثلاثا ... یعنی جبتک
مجھکو وہ تین چیزیں یاد ہیں جو کہ آنحضرت صلعم نے اسکے حق میں کہی ہیں ہرگز برا بھلا نہ
بولونگا اور وہ ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے مجھکو ایک بھی ملے البتہ مجھکو سرخ شتر سے زیادہ ہے۔
باب حدیث ... قولہ قال بعث النبی صلعم یوم الاثنین وصلی یوم الثلاثاء یعنی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور حضرت علی منگل کے دن مستعد اور قابل صلوۃ کے ہوگئے یعنی مسلمان ہوگئے ورنہ مطابقت نہوگی۔ کیونکہ بعد بعثت کے چند سال کے بعد نماز فرض ہوئی تھی حضرت علی آنحضرت صلعم سے پہلے کیسے پڑھنے لگے۔

صفحہ ۲ **مناقب الزبیر** **قولہ** یوم الاحزاب قال من یاتینا بخبر القوم۔ خندق کے دن جبکہ بنو قریظہ نے کفار کو برانگیختہ کرکے حضرت سے قتال کرایا تھا آپکو یہ تحقیق مدنظر تھی کہ کوئی خندق سے باہر جاکر خبر لاوے کہ بنو قریظہ بھی ہمراہ ہیں یا نہیں۔ انکا ہمارے ساتھ معاہدہ ہے اسپر قائم رہے یا نہیں۔ اسوقت کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ سوائے زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کے کہ وہ گئے۔ **قولہ** صبیحۃ الجمل یعنی اس دن صبح کو جبکہ حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار ہوکر حضرت علیؓ کے مقابلے کو گئی تھیں۔ **قولہ** بعث اربعین الفا ای باربعین الف درہم فلا اضافۃ۔

مناقب سعد بن ابی وقاصؓ **قولہ** ما جمع لاحد یعنی اس دن۔

صفحہ ۲۱ **قولہ** فی المسجد فی الرحبۃ۔ رحبہ معنے چبوترہ۔ **قولہ** ہم یقولون یعنی حاضرین لوگ کہتے تھے کہ یہ خداوند تعالے نے اس لکڑی کا عوض دکھلایا تھا۔

صفحہ ۲۲ **مناقب عبد اللہ بن مسعودؓ** **قولہ** وما نری حینا الا ان عبد اللہ بن مسعود رجل من اہل بیت النبی صلعم الخ یعنی نہیں دیکھتے تھے ہم ایک مدت تک مگر یہ کہ عبد اللہ بن مسعودؓ آنحضرت صلعم کے اہل بیت میں سے ہیں۔ بوجہ اسکے کہ وہ اور انکی والدہ اکثر آنحضرت صلعم کے گھر آیا کرتے تھے۔ **قولہ** حتی یتواری منا یعنی جبتک وہ ہمارے روبرو ان سب امور میں حضرت کے ساتھ اقرب رہتے تھے یہانتک کہ گھر چلے جاتے پھر اسوقت کا حال خدا جانے۔ **قولہ** خذوا القرآن من اربعۃ من ابن مسعود الخ ان چاروں کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلعم سے بلا واسطہ پڑھا تھا۔ یا یہ وجہ ہے کہ قرات سبعہ یا ستہ جو باقی ہیں سب قرات سے ماہر تھے یا یہ وجہ ہے کہ انکے پاس قرآن مجید مکتوب بھی تھا دیگر حفاظ بھی تھے مگر وہ ایسے تھے کہ انکے پاس قرآن شریف مکتوب نہ تھا۔

صفحہ ۲۳ **مناقب اسامۃ بن زیدؓ** **قولہ** ہبطت وہبط الناس۔ آنحضرت صلعم نے انکو

فوج کا افسر بنا کر مسیلمہ کذاب کیطرف ارسال کیا تھا جب پہلے روز لشکر قریب مدینہ کے اترا واسطے
میں آنحضرت صلعم پر مرض موت غالب ہوگیا اور انکی والدہ ام ایمن نے پیغام بھیجا کہ تم واپس چلے
آؤ۔ آنحضرت صلعم کی طبیعت بہت علیل ہے جب حاضر ہوئے آنحضرت صلعم میں بولنے کی
طاقت نہ تھی اسپر آنحضرت صلعم ہاتھ پھیرتے تھے اور اٹھاتے تھے گویا دعا کا اشارہ تھا۔

صفحہ ۲۲۳ **مناقب** عبد اللہ بن عباس **قولہ** رأی جبرئیل مرتین۔ جو
انکی اصل حقیقت ہے وہ صرف آنحضرت صلعم نے بھی دو دفعہ دیکھی ہے مگر انہوں نے دو دفعہ
ایسی ہیئت میں دیکھا ہے کہ دوسرے نے اس شکل میں نہیں دیکھا۔

صفحہ ۲۲۳ **باب** من رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم **قولہ** تسبق یمین احدھم شہادتہ
یعنی جہل اسقدر شائع ہو جائیگا کہ کبھی قسم شہادت سے پہلے ہونگے اور کبھی بالعکس ترتیب
شرعی سے بالکل ناواقف ہونگے ورنہ چاہیے یوں کہ شہادت قطعیہ پہلے ہو۔

صفحہ ۲۲۳ **قولہ** انی اذن لبذرۃ۔ یک دفعہ حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہؓ سے حالت
حیات آنحضرت صلعم میں دریافت کیا تھا اسوقت انہوں نے انکار کیا تھا کہ میں آنحضرت صلعم
کا سر ظاہر نہیں کرتی۔ پھر جب انتقال کے بعد دریافت کیا تو کہا کہ ہاں اب بتاتی ہوں اور یہ
قول دوسری دفعہ کا ہے۔ وانی اذن لبذرۃ۔ یعنی بتحقیق اب میں البتہ بھید ظاہر کرنیوالی ہوں
اب مخفی نہ رکھونگی۔

صفحہ **قولہ** ان جبرئیل جاء بصورتہا۔ یعنی جبرئیل علیہ السلام قبل نکاح حضرت عائشہ
کی تصویر کھینچکر آنحضرت صلعم کے پاس لائے تھے کہ یہ تمہاری بی بی ہوگی دنیا اور آخرت میں۔
قولہ استعملہ علی جیش ذات السلاسل۔ آنحضرت صلعم نے جب ذات السلاسل پر لشکر
ارسال فرمایا اسوقت بوجہ ہوشیاری اور واقفیت اور چالاکی وہاں کے انکو امیر بنا کر بھیجا
تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی ہمراہ کر دیا تھا۔ وہاں لشکر رات کو پہنچا۔ عمرو بن العاص
نے رات کو حکم دیا کہ کوئی شخص رات کو آگ نہ جلاوے حتی کہ چراغ تک کی بھی ممانعت کرائی
اور برف پڑ رہی تھی حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت اس امر کی کی۔ پس حضرت ابوبکرؓ
نے انکو منع کر دیا کہ خاموش رہو مخالفت امیر کی عمدہ نہیں جب صبح قریب ہوئی تو

عمرو بن العاص نے دعاوے کا حکم دیا۔ لشکر اسلام جھٹ پٹ غالب ہو گیا۔ لوگ سمجھ گئے
کہ واقعی انکی عقلمندی تھی ورنہ برابر کی لڑائی ہو جاتی۔ جب وہاں سے لوٹکر آئے تو ان کے
دل میں یہ خیال آیا کہ شاید میں سب سے آنحضرت صلعم کے نزدیک عمدہ ہوں لہذا مجھکو
سب کا امیر بنایا ہے اس امر کی تصدیق کی غرض سے دریافت کیا آنحضرت نے اور دو لوگوں کا نام لینا شروع
کیا جب تین آدمیوں کا نام آنحضرت نے لیا اور انکا نام لیا تو سمجھ گئے کہ میں افضل نہیں ہوں اسکی کوئی وجہ خاص تھی۔
صفہ۔ فضل ابی بن کعب۔ قولہ فقرأ ان الدین عند اللہ الحنیفۃ۔ یہ منسوخ التلاوۃ
ہے۔ قولہ ومن یعمل خیرا فلن یکفرہ۔ یعنی جو شخص نیک عمل کریگا خدا اس عمل کو نہ چھپا دیگا
بلکہ اسکا عوض دیگا۔

فضل الانصار و قریش قولہ فانہم ما علمت۔ یعنی تحقیق وہ جہانتک میں جانتا ہوں۔
صفہ۔ قولہ قال سعد۔ یہ سعد قبیلہ بنی ساعدہ سے تھے۔ قولہ عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ انہ کان یقول رأیت لطب ترتع۔ اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں حرم
حقیقی ہونا چاہیئے۔ لیکن امام صاحب یوں جواب دیتے ہیں کہ فہم راوی معتبر نہیں ہے۔
الفاظ حدیث کو دیکھنا چاہیئے۔

صفہ۔ فضل مکۃ قولہ عن عبد اللہ بن عدی بن حمراء الخ یہ اسوقت کا قصہ
ہے جبکہ آنحضرت صلعم حدیبیہ سے واپس کر دیئے گئے تھے غار کا قصہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس
وقت ابن عدی ہمراہ نہ تھے۔

صفہ۔ فضل العرب قولہ الملک فی قریش والقضاء فی الانصار۔ پہلا امر بصورت
خبر وجوب کے واسطے ہے کیونکہ قریش مستحق امامت کے ہیں۔ اور دوسرا امر باعتبار استحباب
کے ہے۔ کہ قضا کا عہدہ انصار کو دینا اولیٰ ہے۔ چنانچہ دوسری حدیث میں اسکی تائید
ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکی خیر کے واسطے ارشاد فرمایا ہے۔ قولہ والاذان فی الحبشۃ
یا اس سے فرما دیا کہ حضرت بلال مؤذن آنحضرت صلعم کے تھے۔ گویا حبشہ کو اسی امر کا فخر ملگیا
کہ اذان حبشہ میں ہوئی ... لکن اروما۔ یعنی خداوند تعالیٰ بنی اند کو اس قسم کی
عزت دیگا کہ لوگ انکی قرابت ... فی نفیف وفی حنیفۃ۔ قولہ وہو ہیرہ تلبہ احیاء

[illegible] کہ حضرت [illegible]

منقول ہے۔ مگر یہ کہتے ہیں کہ سب سے آخر حضرت [illegible]

کے چہرہ مبارک سے [illegible]

[illegible] قولہ [illegible]

مختلف [illegible] سے آپ [illegible]

ہیں۔ خواہ یہ [illegible] قولہ [illegible]

کتاب العلل

[illegible] قولہ [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] قولہ [illegible]

جو شخص [illegible]

ہیں [illegible]

اور [illegible] معلوم ہوا [illegible]

چاہیے [illegible]

بیان کرنی چاہیے [illegible] فقرہ کی ماقبل کے ساتھ [illegible] مناسبت ہے۔ قولہ [illegible]

[illegible] حضرت جعفر [illegible] لوگوں [illegible]

ذکر [illegible] حضرت عبداللہ بن مبارک سے

کتاب [illegible] میں نقل کی جو [illegible] کہ میں سب [illegible] ہوں۔

قولہ [illegible] سے معلوم ہو کہ جعفر احادیث بیان [illegible]

سے تمام [illegible] کرتا ہے۔ مجھ کو شک ہو گیا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ [illegible]

کے اور شاگردوں کے پاس علم ہے وہ [illegible] کے پاس ہے۔ اور یہ بھی کیونکر ہو سکتا

ہے کہ کراماً کاتبین کی طرح لازم رہا ہو۔ کہ سب احادیث اسی سے سنی ہوں۔ لہٰذا میں اسے

حدیث بیان کرنے کو حلال نہیں سمجھتا ہوں۔

صفحہ ۲۳ قولہ لیس ھو ممن تریدون۔ یعنی وہ اس درجہ کا نہیں جیسا تم دریافت کرتے ہو کیونکہ تشدید کے درجے کا پوچھتے ہو اور وہ عفو کے درجہ کا ہے۔ اور کہتا تھا کہ میرے اشیاخ ابو کلہ اور یحیی بن عبدالرحمن ہیں اور تم جانتے ہو کہ یہ عفو کے درجہ میں ہیں۔

قولہ لو شئت ان القنہ لقنتہ۔ یحیی نے کہا کہ اگر میں چاہتا تو اسکو تلقین کر سکتا تھا تلقین کے معنے اصطلاح محدثین میں یہ ہیں کہ کسی راوی کو خلاف اسکی روایت اور تحقیق کے دھوکا دیکر اگر تسلیم کراویں تو اسکو مان لیوے۔ اور یہ علامت وہم کی ہے اور قصور حفظ کی۔ قولہ عبث بسمعنہ الاذن۔ یعنی تو پہلے کو یہ ورکر۔ کیونکہ لفظ وہی ہوتے ہیں اور باقی سب معنے۔ معلوم ہوا کہ نقل بالمعنے جائز ہے۔

صفحہ ۲۳ قولہ حدثنا ابو بکر عبد القدوس وحدثنی ابو الولید قال سمعت۔ قال کی ضمیر بعد ہر واحد کے ابو بکر اور ابو الولید کی طرف راجع ہے۔ چنانچہ دوسرا نسخہ اسکا موید ہے۔ قولہ وکیع الجراح القف وعبد الرحمن ماہ۔ یعنی وکیع کی میرے دل میں بہت بڑائی اور عظمت ہے ہر چند کہ عبدالرحمن امام ہے اور اس کے حق میں عمرو بن نبہان سے صفت ذیل میں منقول ہے۔ اور اس عبارت کے ختم پر حدثنا کا لفظ غلط ہے قال ابو عیسی ہونا چاہئے

صفحہ ۲۳ قولہ قال یحیی فعلت فی نفسی لا ادری ایہما اعجب امر۔ یحیی کہتا ہے کہ جب ابن جریج ہشام بن عروہ کے پاس کتاب لایا اور انہوں نے اجازت دی اس وقت انہوں نے اس قسم کی تقریر کی جس سے میں نے اپنے دل میں یوں کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ ان دونوں میں سے یعنی قراءۃ الاستاذ اور اجازت بالکتاب میں سے کون مرجح ہے۔ لیکن یحیی کی اپنی رائے اسکے خلاف تھی۔ چنانچہ ذیل میں معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریج کی روایت عن خط۔ تو اس وجہ سے ضعیف کہا کہ وہ اس کتاب کی اجازت لیکر روایت نقل کرتا ہے۔ قولہ یقول لا تعجبون من سفیان بن عیینہ۔ کہتا تھا کہ سفیان بن عیینہ سے تعجب نہیں کرتے ہو کہ میں نے جابر جعفی کو سب سے چھوڑ دیا بوجہ اس کے کہ سفیان نے اس سے ہزار سے زیادہ حدیثیں

نقل کرکے اس کی تضعیف کی ہے۔ پھر وہ خود ہی جابر جعفی سے روایت کرتے ہیں ہے اور احتمال ہے کہ سفیان متفرد ہیں ثقہ ہے تو جابر جعفی سے روایت کرتے ہیں یہ معلوم کہ اس کی مرسل شاید بہت راوی سے ہو تا ہے یہاں مطلق مرسل ہو یا متصل ہے منقطع کو اس کی بحث ہے۔

صفحہ۲۳ وقد نشئ غیرہ جد من الائمۃ،، یعنی سب ائمہ نے اس کی ثقاہت بیان کی ہے۔ تثبّت،، باب تفعیل سے ہے۔ قولہ کان عطاء یقدمنی الی جابر بن عبد اللہ احفظ لھم۔ ابو زبیر کہتا ہے کہ عطا مجھکو جابر کی طرف مقدم کرتا ہے تاکہ ان سے یاد کرکے ان کو سنا دوں۔ قولہ کل حدیث یروی لا یکون فی اسنادہ الخ ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلق حسن کی تعریف ہے۔ اور یہ غلط ہے کیونکہ اس کی حد میں یہ بھی ہے خود سے یروی من غیر وجہ اور یہ حسن لذاتہ میں شرط نہیں ہے۔ اور اس حد میں شذوذ اور اتہام بالکذب کی نفی ہے۔ اور حسن لذاتہ میں سوء حفظ کی بھی نفی ہونی چاہیے۔ ایک قید کا وجود اور ایک کا عدم اس امر کو مقتضی ہے کہ یہ تعریف اس حسن کی ہے جو کہ اس کتاب میں حسن لغیرہ آئی ہیں حسن لذاتہ کی یہ تعریف نہیں ہے۔ اور غریب کے تین معنے ہیں ان کو سب نے بیان کیا ہے۔ قولہ ورواہ یحییٰ بن سُلیم،، جواب سوال مقدر کا ہے۔ کوئی سوال کرتا تھا کہ عبد اللہ بن دینار کے درجے میں غریب نہیں ہے۔ کیونکہ نافع سے روایت آئی ہے۔ تقریر جواب کی یہ ہے کہ ہر چند یحییٰ سے روایت آئی ہے مگر وہ صحیح نہیں ہے۔ یحییٰ کو وہم ہوا ہے۔

صفحہ۲۴ قولہ حدثنا ابو کریب وابو ہشام الرفاعی وابو السائب والحسین بن الاسود،، یہ حدیث مثال اس غریب کی باعتبار بخاری کے ہے۔ اس کی سند میں ابواسامہ کے نیچے سوائے ابو کریب کے اور کوئی نہیں ہے۔

صفحہ۲۴ قولہ حدثنا محمد بن بشار،، یہ تمہید ہے اگلی حدیث کی کہ اس میں سائب اور عائشہ رضی اللہ تعالے عنہما میں تفرد ہے۔

صفحہ ۳۲ قوله هذا حديث استغربوه من حديث بالعراق. يعني كيا ہے وہ چيز جو كہ تيری حديثوں ميں سے عراق ميں لوگ غريب جانتے ہيں۔ فقط۔

تم تقرير الترمذي هذه بقلم مرسله المولوي محمد ... التهانوي من ...

و محمد ... في وقت تدريس بحضرة قطب العالم شيخ المحدثين

امام المتقين مولانا رشيد احمد گنگوهي ...

تاسع ذي القعدة سنة ١٣٠٩ تسع وثلثمائة والف في قرية

گنگوه في بيت ... محمد ابراهيم ...

... في ...

... سنة ... عشرة وثلثمائة ...

فہرست ابواب تقرير جامع الترمذی جلد اول

فہرست جلد ثانی

اعلان

یہ تقریر اپنی نوعیت میں لاثانی ہے۔ اور چونکہ اردو زبان میں ہے اسلئے جس طرح علماء کرام اس سے لطف حاصل کریں گے مشکوٰۃ شریف کے طلبا بھی اس کے فیوض سے بہرہ اندوز ہونگے اور ہر شائق حدیث بھی حسب استعداد متمتع ہوگا گو یہ تقریر جامع ترمذی کی ہے لیکن فن حدیث سے عام آگاہی، استنباط مسائل تطبیق بین الروایات اور حنفی مذہب کا درجہ، محدثین کی عظمت غرضیکہ جملہ امور مطالعہ کرنیوالے کے قلب میں جگہ کر جاتے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہ تحقیقات عالیہ اور تنقیحات خاصہ اس محدث یگانہ کی طرف منسوب ہیں جو اپنے زمانہ میں نہ صرف امام المحدثین اور نہ صرف الفاظ سے بحث کرنیوالے تھے بلکہ آپ کے درس میں شرکت کرنیوالے بوقت تقریر ایسا محسوس کرتے تھے کہ آپ حدیث کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ سے سنکر بیان فرما رہے ہیں۔ آپکی تقریر کے بعد جلد وہ احادیث جو بظاہر متعارض معلوم ہو رہی تھیں اپنی اپنی جگہ پر ایسی معلوم ہونے لگتی تھیں کہ ان میں مطلق تعارض نہیں تھا۔ اور فی الواقع یہی منشا صاحب حدیث کا تھا۔

طالبین حدیث کو ان انمول جواہرات کے حصول میں جلدی کرنی چاہیے کہ نہایت کوشش اور صرف کثیر برداشت کر کے آپ حضرات تک پہنچایا گیا ہے۔ باوجود ان حالات کے قیمت صرف ایکروپیہ آٹھ آنے اور مجلد کی ایکروپیہ بارہ آنے رکھی گئی ہے، تاجران و اہل مطابع کو جسقدر مطلوب ہوں بنرخ تاجرانہ ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں۔ اور خود طبع کا ارادہ نہ فرمائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

مینجر کتب خانہ انصاریہ جالندھر شہر